ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
مستقطس ملتمسات سخن و سخنوری اصل اصول شعر و شاعری بدیع نظام ملک الکلام
مصدر الفصاحت منبع البلاغت یعنی دیوان لطافت بنیان الملقب
فیض نشان
۱۲۹۱ھ
تصنیف اعظم اعاظم روزگار و امرای هندوستان سلالهٔ سادات عربستان و خراسان فائز اقصی مراتب علم و دولت
مرکز دائرتین سلطنت و وزارت جناب نواب میرزا ولا جاه بهادر اعلی الله مقامه و اسکنه فی دار الکرامه
در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان ۱۲۹۱ طبع گردید
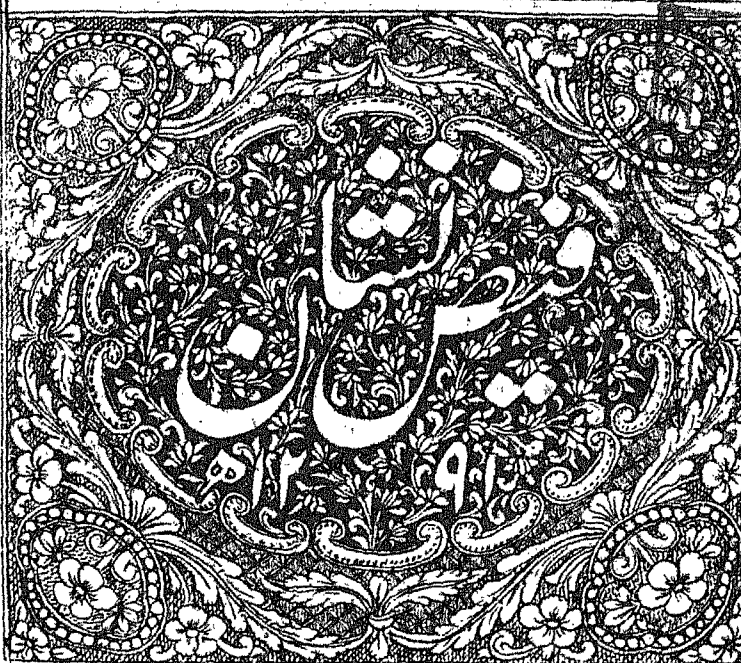
بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ ١٢

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا
کیا کیجیے علاج دل ناصبور کا

پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا
مدت سے غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا

کب گوش دل سے عرض ہوا خواہ کی سنی
کس درجہ بے مزاج ہوا پر حضور کا

دم بھر سرای دہر مین اے چرخ کجروش
آرام دی مجھے کہ مسافر ہون دور کا

زیبا ہے قصور خلد اگر ہو وہ رشک حور
ہوا اعتراف حور کو اپنے قصور کا

استاد جبرئیل کا مین ہون شعاع نور
دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا

محروم ہون یہ جلوۂ دیدار یار سے
پتھر نظر پڑا کہین کوہ طور کا

پروردگار کس سے کرین عرض حال دل
ملتا نہین دماغ بت پرغرور کا

وحشت مین مو کے سر کو مقابل ہین مع تن
جامہ ہی میرا رشک لباس سمور کا

پردی سے چشم کی نکل آئی ہین پتلیان
دریای حسن مین ہے ارادہ عبور کا

بخشا ہی کیا خدانی شرف بت کی نام کو
پتھر بھی جو ترا شئے پتلا ہے نور کا

۲
عاشق جو میل طبع ہے علم عروض پر
دیوان میں بھی بحر بہار و بحور کا
۱۷

خزان کی ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میری روئی کو
کہ دل میں پیر فلک کی غبار تک نہ رہا

بغیر میرے نہ آتا تھا چین یار دم بھر
وہی ہون مین کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

حساب و جزا سی مجھے فراغت ہے
کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا

وفور عشق مین کیا جانین مجھسی کیا ہوتا
بھلا ہوا کہ شب انتظار تک نہ رہا

اب آئے ہین وہ دل سوختہ کی پرسش کو
جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا

چمن سے دہر کی مجھ ناتوان کی رخصت ہی
کہو گلون سے کہ گلشن مین خار تک نہ رہا

پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی
بھلا ہوا ترے دل مین غبار تک نہ رہا

کسی نے پھول بھی رکھے نہ لا کی تربت پر
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا

تہ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا

چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
بدن مین شیر فلک کی بخار تک نہ رہا

فنا کے بعد قلق ہی نہ اضطراب نہ غم
کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا

جو میرے پنجۂ وحشت سی چھوٹا دامن دشت
قباے اطلس گردون مین تار تک نہ رہا

خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظارے سے
ہماری طبع مین مضمون خار تک نہ رہا

جلا دیا یہ تپ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالہ سوزان چھٹے جو اوس گل سے — چمن تو کیا چمن روزگار تک نہ رہا

۲۱	مرے تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا	۳

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا — منکشف باتون مین مجھپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح اٹھتی خلش تیر نگاہ ناز کی — سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بھر لیا دامن در مقصود سے — قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

سیر یہ دکھلائی ہے سوز درون نے یار کو — شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

مدتین گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑ دی — اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دود دل نکلا جو یاد کاکل دلدار مین — آسمان موج ہوا سے سنبلستان ہوگیا

خنجر ناز ملیحان سے عجب لذت ملی — چاک پہلو سینۂ زخمی نمکدان ہوگیا

رونگٹون نے خار کی صورت نمو کی جسم مین — آجب اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بوسہ پر لہرائی جب ہنس کر ڈبویا یار نے — دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

اے پری تسخیر کرتا ہے مرا نقش حصیر — کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کر کسقدر صدمے اوٹھاے — ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہوگیا

تھا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا — استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گھبراتا ہے دل — تار آہن مجھکو ہر تار گریبان ہوگیا

میرے اشکون سے نمو صحرا کی اتنی بڑھ گئی — آگی خارستان جہان تھا اب نیستان ہوگیا

آہ بے تاثیر نے مجھکو نہ رکھا قید مین — غش نگہبان ہوگیا وا قفل زندان ہوگیا

یوسفِ دل گر پڑا تھا اوسمین اندھون کیطرح
خشک قسمت سے مری چاہِ زنخدان ہو گیا

بوسۂ خالِ سیہ پر ذبح کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کے لیے قتلِ مسلمان ہو گیا

زلفِ جانان دیکھکر وحشت مری جاتی رہی
تارِ کاکل سے رفو چاکِ گریبان ہو گیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلوا رہی تھی زیست مین
مرگ مین سنگِ سرِ گورِ غریبان ہو گیا

ضعف مین بھی گردشِ قسمت کہین جاتی نہین
خشک ہو کر رہ روون کا خارِ دامان ہو گیا

۴

خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
پھرتے پھرتے دشت مین گردِ بیابان ہو گیا

۱۶

عارضِ گلرنگ پر گیسو پریشان ہو گیا
لالہ زارِ روی رنگین سنبلستان ہو گیا

پھولنے پھلنے لگی مسواک منہ مین یار کے
ہر نفس رشکِ نسیمِ باغِ رضوان ہو گیا

ای پری وحشی کو تیرے اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کو حصارِ سنگِ طفلان ہو گیا

ضبطِ آہِ گرم سے پھکنے لگے سب استخوان
ایک دم مین طائرِ دل مرغِ بریان ہو گیا

راہزن ہے رہ روون کو میری وحشت کا فروغ
داغِ سوزان دیدۂ غولِ بیابان ہو گیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خلق کو دھوکا ہوا
خال و خط چہرے کا داغِ ماہِ تابان ہو گیا

کس قدر پہونچین شکستین حادثاتِ دہر کی
گھر ہمارا گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

توڑ کر جب موے سر چھلا بنایا یار نے
حلقۂ انگشترِ دستِ سلیمان ہو گیا

اونکی آرائش ہے میرے واسطے سامانِ قتل
سرمہ آنکھون مین کمانِ تیرِ مژگان ہو گیا

پنجۂ وحشت کے ہاتھون سے قیامت آئیگی
چاک جسدن صبحِ محشر کا گریبان ہو گیا

مردے جی اوٹھے جو بھیگی زلف جھاڑی یار نے
زہرِ افعی اونکے حق مین آبِ حیوان ہو گیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھیں یہ جھپکیں کہ رخ نظروں سے پنہاں ہو گیا

میں وہ بیکس تھا کہ شل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریان ہو گیا

تیری زلفوں پر لگی تھی جو خوش چشموں کی آنکھ
سنبلستانِ ملاحت نرگستان ہو گیا

اوس پری کو کان تک پہنچی خبر مجھ زار کی
بخت مور ناتوان بخت سلیمان ہو گیا

عاشق آخر گردش چشم سیہ نے جان لی
میرا جسم زار پامال غزالان ہو گیا

۵ ۳۱

ہیں صفا سے رونق ایوان دلبر بنگیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بنگیا

حسن روز افزون نے یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدہ آنکھوں کا اعجاز پیمبر بنگیا

مستی حب علی میں مے جب پانی پیا
جام ہونٹوں پر حباب حوض کوثر بنگیا

اب بتوں کی تیر مژگان سے نہیں وحشت مجھے
سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگر بنگیا

بھینچنے سے پرورش آغوش آفت میں ہوئی
زہر غم قسمت سے اپنی شیر مادر بنگیا

خوی خجلت وصل میں پونچھی سے پچھنے کا نہیں
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بنگیا

کیوں نہ راحت سے بسر ہو کوچۂ دلدار میں
نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بنگیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اس طرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بنگیا

خون پا خار مغیلان کا گریبان گیر ہے
دامن صحرا گرد امان محشر بنگیا

مجھکو حیرت ہے عجب دریا ہے اس گوہر نثار
اشک تھا آنکھوں میں جب ٹپکا سمندر بنگیا

اشتیاق کاکل مشکیں میں جب لکھی غزل
خامہ میری ہاتھ میں زلف معنبر بنگیا

نکہت گل سے دم کی پھولوں میں ہو ممکن نہیں
بوی فقر آتی ہے اوسمیں جو تونگر بنگیا

بیوفائی سے تری اس درجہ تنگ آیا ہے دل — شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بنگیا
مجھہ سے لاغر کو خراشِ سینۂ قاتل ہوگئی — ناخنِ غم فرقت ابرو مین خنجر بنگیا
حسرتِ دیدار روئے یار مین نکلی ہے روح — ابرؤون کا شوق مرغِ جان کا شہپر بنگیا
اپنے باغِ حسن کا اوسنے تماشا دیکھکر — آئینہ جب رکھہ دیا پھولون کی چادر بنگیا
سر پٹک کر خانۂ زندان مین مین نے جان دی — در مین رخنے پڑگئے دیوار مین گھر بنگیا
اسقدر موزون کیا مین نے سراپا یار کا — خود بخود ہر صفحۂ دیوان مصور بنگیا
آفتابِ داغ سودا جب ہوا پرتو فگن — ذرہ ذرہ ریگ کا خورشیدِ محشر بنگیا
تیرے دیوانے کے تن سے گرد صحرا جب جھڑی — خاک تودہ راہ مین قد کے برابر بنگیا
بچپنے سے شوقِ خونریزی جوانی تک رہی — نشترِ مژگان قاتل بڑھ کے خنجر بنگیا
سروِ قدِ یار جب دیکھا خرامان باغ مین — خانۂ باغِ تن مین دل بڑھکر صنوبر بنگیا
مر گیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے — دورِ تیرا دورۂ چرخِ ستمگر بنگیا
میرے ابرِ چشمِ تر سے جائیگا بچکر کہان — افعی گیسو تمہارا لاکھہ اژدر بنگیا
جسنے توڑا او واعظا اس بتِ پندار کو — دوشِ پیغمبر اوسنے مسجد کا منبر بنگیا
اوس ستم ایجاد کو زیور سے ہے منظور قتل — چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کہ چکر بنگیا
موم ہوجاتا ہے آہن نغمۂ دلدار سے — شعلۂ آوازِ اعجازِ پیمبر بنگیا
بچپنے سے اوس لبِ جان بخش مین اعجاز تھا — پر اوڑانے کو اگر چھوکا کبوتر بنگیا
عکس سے آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نے — دونون جانب کو صفِ مژگان سے لشکر بنگیا
سیر ہے نالی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین — منہ اگر کہسار کی جانب کیا در بنگیا

۶

بادۂ خون جگر سے مست رہتا ہون مدام
زہر غم عاشق شراب روح پرور بنگیا

۱۲

تپ سے یہ بھڑکا بدن ہر داغ اخگر بنگیا
آگ بستر مین لگی آتشکدہ گھر بنگیا

اوٹھی جب شمشیر قاتل میری گردن جھکگئی
پہلے سر کٹوا کے جان بازون کا افسر بنگیا

موج آئی جب ہوا کے تیز سے اوبھری حباب
عینہ تھا دریا کا ترے سینی کی ٹکر بنگیا

نامۂ دلدار غیرون کو پہونچ سکتا نہین
آج کل تار نظر دام کبوتر بنگیا

خوب تکلیف ملاقات احبا سے چھٹے
وادیِ غربت وطن آوارون کا گھر بنگیا

شغل استغنائی منعم سے ہماری احتیاج
ہم اگر مفلس ہوے تو دل تونگر بنگیا

فکر مجھ لاغر کو کیا قفل در دلدار کی
رخنہ دروازی کا میری واسطے در بنگیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو
سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بنگیا

آبشارین دیکھکر آنکھون سے دریا بہ گئی
جو لباس جسم تھا پانی کی چادر بنگیا

تن بدن کی فکر بھولے انتظار یار مین
دل ہمارا حسرت دیدار کا گھر بنگیا

پھر گئین آنکھین مگر جاتی نہین رونی کی خو
خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بنگیا

۷

نشۂ فکر رسا سے کیون نہ عاشق مست ہون
سر جھکا کا جب کاسۂ زانو کا ساغر بنگیا

۱۱

بنا ہے روح مجھ افسردہ دلکو نشہ پانی کا
مے گلگون کو سمجھا پھول باغ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم مین ہماری قصہ خوانی کا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

ملا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا
خدا سے کیا گلہ کیجے بتون کی قدردانی کا

جو آہ آتشین سی مشعل داغ جگر پہونکی
فتیلہ بجھ گیا دم مین چراغ آسمانی کا

عدم کو روح کبکی جا چکی تھی ہجر جانان مین
امید وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتی ہین سنکر چال دل ایسے ہوا پر ہین
غرور حسن روز افزون ہی موسم ہی جوانی کا

لکھون احوال جوش اشک یا آہ شرر افشان
یہان مضمون ہی دست و گریبان آگ پانی کا

ہوی پیری مین گو موی سیہ سارے سفید اپنے
مگر دہبا نہ دل پر سی مٹا داغ جوانی کا

ہوا سیر اب ایسا پیکے آب تیغ جانان کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلی سی قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا مین نچوڑا زلف شبگون کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

٨ — ١٤

ہزارون ولولی تھی دل مین جب مینکبھی شورش تھی
عبث پیری مین عاشق ذکر کرتی ہی جوانی کا

ہون مسلمان تو جنت مین گذارا ہوگا
ایکدن پاس سی حورون کا نظارا ہوگا

ہین سنکر وہ جبین کی نہ خزان دیکھین گے
ساتہ اب باد بہاری کا ہمارا ہوگا

بحر الفت مین تن زار سے بچ جائیگی جان
ڈوبتے کی لیے تنکی کا سہارا ہوگا

زیر سر ہاتہ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالش سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہون کالیان دو قتل کرو ضد ہے ہین
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہین گرمی بازار حسینان ہوگی
ایکدن یوسف دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گل رخسار کا وحشت مین تصور جو بندھا
وحشت مین دامن گل چین کا نظارا ہوگا

بجلیان کان مین پہنو گی جو اے شعلہ طور
چشم عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہین گال پہ اے نازک تن
کان کا موتی نہ سوتی مین اوتارا ہوگا

روؤن دریا کے کنارے اگر اے بحر صفا
ایک بھی آٹھ پہر مین نہ او تارا ہوگا

اسی امید مین درگاہ کو ہم جاتے ہین
ساتھ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا

وحشت زار ہون گھبرا کے نکل جائیگی روح
جو گریبان بھی ہاتھون سے نہ پارا ہوگا

سوچ فریاد اسیران ستم سے زنجیر
در زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

۹ ۱۷

اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ آیا ہون
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا

راستی مٹ جائیگی تنا بھی کم ہو جائیگا
سرو تیرے پاؤن پر گر کے قدم ہو جائیگا

گو تہی دستی ہے جب اوسکا کرم ہو جائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا

چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا

جھوٹی قسمین کھائین لاکھون چھوکر زلف یار کو
منہ مرے دشمن کا کالا مرتے دم ہو جائیگا

تیغ کھینچی ہے اگر تو پاؤن کو جلدی بڑھا
مجھ تک آتے آتے کیا غصہ نہ کم ہو جائیگا

بت کدے کی طرح پوجین گے تری حمام کو
بے تراشے سنگ پا تیرا صنم ہو جائیگا

گور پر وہ آئین گے دیدار پھر ہوگا نصیب
صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا

اولٹی باتون سے اگر منظور ہے عالم کا قتل
دم تمہاری سیف کا سیفی کا دم ہو جائیگا

گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین
سکۂ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا

منہ اگر دیکھو گے لیکر دانت اے شیرین دہن
نیمچہ مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا

تنگلی باندھی جو وحشت مین در دلدار پہ
پاؤن کیا پائے نگہ پر بھی ورم ہو جائیگا

قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج
آج کل مین راہیے ملک عدم ہو جائیگا

بے تمہارے موسم گل ہین جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھون پر ورم ہوجائیگا

تیرے صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
بندھا آہوے حرم پتلا صنم ہوجائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہوجائیگا

منہ بنا کر دانت پیسوگا گالیان دوگو سن لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہوجائیگا

۱۰

سر کٹین گی جو یہ نہین عاشق وہان وچار کر
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہوجائیگا

۱۳

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

مجکو وہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہین برے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب مین اپنی مال کا رکھنا حرام ہی
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلاے معلی سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل مین سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

سہو پہنچا نہ سینے تک جو مراد ست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا

انکار کے کنایے کو عاشق سمجھتے ہین
مطلب کو لن ترانی کی موسا سمجھ گیا

دریا بہائے ہجر مین ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چوکا سمجھ گیا

دل دیکھی شب کو سونگھ لیے اونکے سر کے بال
سستا بہت مین زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
مین خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

زندون کو بھی برا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرا سمجھ گیا

بلا اضافہ ۱۲

۱۱ — عاشق لیا ہے بوسۂ قرآن جو روبرو
کیسا وہ اپنے رخ کا کتنا یا سمجھ گیا — ۱۵

ہمکو کالی سے سوا وہ مار کاکل ہو گیا — آنکھ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا
نشۂ مے نے کیا آہن دلون کو موم دل — نغمۂ داؤد ساقی شور قلقل ہو گیا
کیا اثر ہے ہاتھ مین اوس ساقی گلفام کے — باغ مین جس گل کو توڑا ساغر مل ہو گیا
اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو — جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا
اسقدر غم کھائے ہیں بھوک بھی جاتی رہی — خون دل کا نعمت خان توکل ہو گیا
عقدۂ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھ — فلسفی اس دور مین ثابت تسلسل ہو گیا
وصل کی شب بات باقی تھی کہ وہ رخصت ہوئے — صبح کے ہوتے ہین اب ہمکو تامل ہو گیا
اے فلک دست خزان سے کیون نہ نالان ہون چمن — غنچۂ گل سوکھ کر منقار بلبل ہو گیا
اسقدر مضمون غم لکھنے کی ہے مشتاقی — ایک عشرے مین کمیت خامہ دلدل ہو گیا
خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے — قبر مین جا کر چراغ عقل کب گل ہو گیا
بادہ خواری پر ہماری زندگی ہے ساقیا — کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا
قید مین تھا مشغلہ مجکو جو ضبط آہ کا — قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا
خاکساری بڑھ گئی جتنا مرا رتبہ بڑھا — ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا
پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی — بخت میرا بستۂ زنجیر کاکل ہو گیا

۱۲ — بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا
سلسلہ سے زلف کی عاشق توسل ہو گیا — ۲۳

رنگ کھلتا ہے یہ تو روے آتشناک کا
کیل سونے کی نظر آتا ہے تنکا ناک کا

پھر کسی سے یہ نہو طرز اوس بت سفاک کا
کان ہوں دیکھے اگر وہ حال مجھ غمناک کا

کھل گیا رونے سے پردہ مجھ گریبان چاک کا
آبرو رہتی جو مین ہیوند ہوتا خاک کا

صاف آب دم مین ہوتا اوس مسیحا کا جو نور
جان پڑکر بولتا کسطرح پتلا خاک کا

چھٹتے ہی آب روان سے ڈھیل جسم یار کے
ہر حباب بحر کیسہ بنگیا دلاک کا

اس سے پہنائی ہین جامۂ طفل کو شکل کفن
روز اول سے ہو خوگر آخری پوشاک کا

شام سے کنج شہیدان مین نہ آپکی تیر اب
یان گذر ہوتا نہین کسکی روح پاک کا

صیدگاہ دہر مین خیاط قسمت نے سیا
جامۂ تن مین گریبان حلقۂ فتراک کا

اوٹھ گئے اس دار فانی سے جو ہمسے غمزدے
کون شکوہ پھر کریگا گردش افلاک کا

منہ جو دکھلا دو فنا ہوجائین یون بیماری ہجر
آئین عزرائیل پھر لینے کو چنگل خاک کا

کل تو تھی سونے کی بالی آج بنوائی ہے تجھے
سیر مجھ مرنے سے پڑھایا او سنے زیور ناک کا

شمہ جاسہ ہے کب اپنی غزل ستی ہوئی
کب زمین شعر سے اوٹھا بگولا خاک کا

آپ صحرا مین جو میرے قتل کا بیڑا اوٹھائین
یان کی صورت بنے سر ایک پتا ڈھاک کا

کسب مجھ علم ریاضی کا ریاضت سے نہین
عرش تک پرتو گیا ہے شعلۂ ادراک کا

اس طرح معدوم ہم ہوجائین منت کش نہون
بار ہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا

آبلے دل مین پڑے ہین خوشۂ انگور سے
آفتاب حشر ہمسایہ ہے تاک کا

بعد مردن بھی نہین اوٹھتا ہین ایسا بار ہو
پھینکنے دیتی ہے صبا پشتارہ میری خاک کا

وحشیون کی چال ڈالی توسن صیاد نے
چشم آہو بنگیا حلقہ سر اک فتراک کا

معجزہ اوس لب کا عیسی نی دکھایا دشت مین
کر گری ایسی ہوئی تیری لبون کی سامنے
سو ہم گل مین سر ایسا ہی مجھہ زخمی کا تن
کوچۂ دلدار سے آگی بڑھی جاتی ہی کیون

بن کی آدم سامنے آیا بگولا خاک کا
چیونٹیون کو صاف شکر ہو دھوکا خاک کا
زخم کے انگور کو انگور سمجھا تاک کا
پھینک دی ہی جلدی صبا پشتارہ میری خاک کا

۱۳

رشتۂ گیسو اگر ملجاے عاشق یار سے
باندھیے شیرازہ اوراق دل صد چاک کا

۱۹

چاند تاری کا جو خیمہ ایستادہ ہوگیا
اس زمانی مین ہر اک بیدید ایسا ہوگیا
مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہوگیا
جب گئی گلشن مین وہ پھر عود کر آئی بہار
ملکے مہدی عطر تلوون مین لگایا یار نے
سامنے میری اگر وہ بے حجاب آتی نہین
بند آنکھین کرکے جاتی ہین علم کو دہر سے
صاف طینت کو کدورت سے کبھی ڈر نہین
اوڑ گیا ایسا ہوائی تیر سے مین ناتوان
ایک عالم جھک گیا ساقی کی فیض جام سے
طاقت تاب و توان تن مین نہین غافل ہی روح
اونکی تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئی

چرخ انجم پر سنہری برج بالا ہوگیا
جس کو بین مین عت پھوٹی تھی وہ اندھا ہوگیا
تیغ مین دکھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہوگیا
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہوگیا
دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ برپا ہوگیا
کاش یہ کہکر بلالین آؤ پردا ہوگیا
ایکبار آنی مین ایسا یا درستا ہوگیا
چاندنی کا فرش کب مٹی سی میلا ہوگیا
تیر کے پتلے سے ای صیاد پتلا ہوگیا
جام می دریا دلی سے ظرف دریا ہوگیا
قافلہ یارون کا منزل سی روانا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہوگیا

یار کا کل آئینے مین دیکھہ کر سہما وہ شوخ
چور چوری سے گیا کیا ہیر اپھیری سے گیا
دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
تجکو میرے قتل کی شادی جو اسقدر ہے
خوف ہے قاتل نشان دست نازک سے تجھے
مجکو نازک دل جلا کر دیا اے نازنین

سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ بند اہو گیا
رو رہے دیکھہ آتی ہین جب سے محیلکا سو گیا
ترک الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہو گیا
میری منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہو گیا
زخم اوچھا تھا بہت اس سے پھر ہرا ہو گیا
دل تری ہاتھون ہتیلی کا پھپھولا ہو گیا

۱۴ — ایک سودائی نہین عاشق یری پیارے اور
کیا زر داغ جنون کا اسکے توڑا ہو گیا — ۲۰

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
کر چکا طوف حرم دیر پر اب دل آیا
اسپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
یار کے گھر مین رسائی نہین ہوتی اسسے
حسن صورت کی فریبون مین پھنسی ظاہر بین
کس طرح کاٹی خدا جانے شب فرقت مین
بزم رنگین ہوئی عکس مئے گلگون سے
بعد مرنے کے یہ ہاتھون سے سر اپنا پیٹا
دولت حسن سے بہتر نہین کوئی دولت
اب تو دق ہو کے یہ کہتا ہے تمہارا بیمار

جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا
حق سے پھر کر طرف مذہب باطل آیا
آج تک ہمکو نہ فرق حق و باطل آیا
ساز غیرون سے نہ دربان سے مجھی مل آیا
اپنا عاشق ہون کسی پر نہ مرا دل آیا
نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہ محفل آیا
سنگ تربت بھی سرہانے کی طرف لا آیا
در پہ آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا
وہی اچھا ہے کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گر گئے پاؤں مری جیب پہ ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھ دعا سے نہ چلی باد مراد
اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا

جور گلچیں کا عوض کسنی لیا گلشن میں
کوئی سننے بھی نہ فریاد عنادل آیا

حال رونیکا پڑھا خط میں تو فرماتی ہیں
یہ عریضہ کبھی ڈبو دینے کے قابل آیا

اللہ اللہ یہ دم بھر کو مسافر سے حجاب
پٹی جب باندھ لی آنکھوں میں تو قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلی شب ہجر
جان میں جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھکر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہے
گر پڑی ہاتھ سے تلوار جو قاتل آیا

تجھسے رخصت جو ہوئے ساتھ کسینے ندیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا

روز اک سیر ہے اس بزم گہ دنیا میں
اوٹھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۸	نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت میں کوئی بھی کام نہ **عاشق** دم مشکل آیا	۱۵

ابکی بے ہوش آمد فصل بہار کیا
مستوں سے خود اوٹھنے لگی ہوشیار کیا

قطرے میں ڈوب جائیگا یہ چشم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کنار کیا

ای محتسب نہ ست ہو بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہاں کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ میں ہے اختیار کیا

بہ بہ کے آنکھیں روزن دیوار ہو گئیں
دیکھیں ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقروں سے قتل کرنے لگی بات بات میں
تیغ زبان یار بھی ذوالفقار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتے ہیں صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہوگئے ۔ میری طرف سے دل میں بھرا انتجار کیا
کھنچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے ۔ پرکار کے ہیں پاؤں یہ پائے فگار کیا
تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بجھ گئے ۔ تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا
جب اوس پری سے بوسۂ گیسو طلب کیا ۔ فرمایا جن ہوا ترے سر پہ سوار کیا
میخانے کو ہوا سے بہاری جو جا اوڑی ۔ مستوں کو دم میں آ کے لگے ہوشیار کیا
شرب مدام صحن چمن میں نہ چھوٹیے ۔ واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا
صیاد ہے وہ دام میں آ دم سے لائیے ۔ کنج چمن میں ہے بط ہی کا شکار کیا
سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے ۔ بوسے کی پھر طلب کی ہوا امیدوار کیا
کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے ۔ منہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا
اے ہجر یار جب نکہ جان زار پہ ۔ آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

۲۱	صیاد دہر قاتل عالم لقب ہوا عاشق کا قتل تمکو ہوا سازوار کیا	۱۶

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا ۔ نور سحر سواد سر شام ہو گیا
چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا ۔ بندے کے پاس آ کے وہ بت رام ہو گیا
رسوا ہے خلق عاشق ناکام ہو گیا ۔ کسنے برا کہا ہے جو بدنام ہو گیا
محفل سے کیا اوٹھایا یہاں کام ہو گیا ۔ تم اسے مسیح موت کا پیغام ہو گیا
روشن ہوا دو زلف سیہ فام ہو گیا ۔ دُرِ کان کا چراغ سر شام ہو گیا
سو دی ہیں مغبچوں سے گلی پڑ گئی شراب ۔ گردن کا طوق دو خط جام ہو گیا

یاد مسیح لب میں مجھے موت آگئی
حسن گلو کے عشق میں ناکام ہو گیا

تشبیہ میں نے عرش کو دی تیری فرش سے
نقش قدم چراغ سر بام ہو گیا

کچھ قند لب سے تلخ ہی ناکام کو سناؤ
تمنے نبات کی تو مرا کام ہو گیا

خط بیر جو مہر ہوتی ہے تلووں سے ملتی ہیں
عہدہ ہے پای بوس کا پانام ہو گیا

مرنے کے بعد ہی یہ کرامت فقیر کی
سائل ہوا جو گور سے بہرام ہو گیا

تاریخ وار حال جو اپنا کیا رقم
نامہ مرا صحیفۂ ایام ہو گیا

مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کو
پیوند خاک عاشق ناکام ہو گیا

صدقے صنم کے میں جو گیا تنگدل طوق کا
ملبوس تن میں جامۂ احرام ہو گیا

نکلے جو میرے نالۂ سوزان و اشک گرم
برج فلک بھی گنبد حمام ہو گیا

افشائے راز عشق کیا اشک چشم نے
بہکا یہ طفل اشک کہ بدنام ہو گیا

یوسف ہی خال رخ حبشی ہو نہ دو مثال
گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہو گیا

صیاد کو اسیر کیا شوق قتل میں
تیروں سے چھید کر جسم مرا دام ہو گیا

صبح شب فراق کا ہونا محال ہے
مشکل مگر یہ ابلق ایام ہو گیا

قاضی گیا جو بزم میں گل ہو گیا چراغ
پگڑی اوتارنے کا سرانجام ہو گیا

١٧ — ١٩

وہ رشک مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے
عاشق ہو جب آفتاب لب بام ہو گیا

رنج پایا باعث رنج و محن یاد آگیا
جب اوٹھایا داغ نو چرخ کہن یاد آگیا

دم اوکھڑنے میں بت پیمان شکن یاد آگیا
مرگ کی تلخی میں وہ شیریں دہن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے — جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا
تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبانِ سحر — شب کو جب دستِ جنون کو پیرہن یاد آگیا
خُلد بھی میرے لیے خالی نہین آسیب سے — سیبِ جنت دیکھکر سیبِ ذقن یاد آگیا
بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین — جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا
ہاتھ آیا تھا لباسِ شب مین دامن یار کا — پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا
ہجر مین برسا جو مینہ دیکھی جو چادر ابر کی — موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا
مین نے بحرِ عشق مین گر کرنہ مارے ہاتھ پاؤن — دست و پا پھولے جو وہ گدرا بدن یاد آگیا
عشق کا کل نے بڑھایا رشتۂ طولِ امل — تنگ آیا زندگی سے جب دہن یاد آگیا
شامِ صحرا پھر گئی آنکھون مین وحشت سے — دیکھکر چشمِ سیہ کا لا ہرن یاد آگیا
سیلِ اشکِ چشم نے دیو فلک کو بھر دیا — جب گڑھی مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا
شاہدِ مضمون گلِ تحسین کے سہرے باندہ لین — طبع کو نازِ عروسانِ چمن یاد آگیا
گو پریشان خود بھی ہون زلفِ پریشان کیطرح — کوئی بھولے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا
موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبطِ آہ سے — روئے ساقی شیشۂ پنبہ دہن یاد آگیا
مجھکو تمکو دیکھ کر ہر کافر و دیندار کو — قصۂ یوسف زلیخا نل دمن یاد آگیا
پاؤن رکھا تبکدے مین آیا زاہد کا خیال — داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا
آج چاندی کے ورق کی طرح چمکی چاندنی — چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

۱۹	کیون چلے گھبرا کے عاشق جانبِ دشتِ عدم آ گئی کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا	۱۸

غم ہی چشم مست کا خطِ زمرد رنگ کا
ساغرِ مے پر چڑھا یا اور کاسہ بنگ کا

کعبہ سے مطلب نہین مسجد ہی اپنا بتکدہ
آب زمزم سے سوا ہے مجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل مجھسے نازک دلکو ہی عشق صنم
یہ نہ سمجھا تھا ہے شیشے سے لڑنا سنگ کا

ربع مسکون ہے ابھی تو سرکو بھل مشتاق آئینہ
سیر ہی قاتل کا ارادہ ہوا گر جو رنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے
صاف ثابت ہو گیا بوا ہی نشہ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے
دیکھنے والا ہون مین اوسکے دہان تنگ کا

جمع رہتی ہین حسینان جہان اوسکی حضور
خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتھ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتی ہین سلام
سر جھکا یا اسنے مانی نے ہر اک سرہنگ کا

اب سزا پاتی ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ
کاسۂ سر ٹھوکرین کھاتا ہی ہر سرہنگ کا

قول میزان نظر مین اک ذرا ہی ہیچ ہین
سنگ پا ہی اوسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا

زیر گردون کسنے پایا بھرکے جام آفتاب
دور مین خالی ہی ساغر چرخ مینا رنگ کا

سخت ہم پچتائی کیون زاہد کہنے پر چلے
بت کدہ سے ہو گیا بلہ کئی فرسنگ کا

ہوگا سر سر کسطرح آنکھین لڑا کر یار سے
دیکھیے پہلے شگون آے دل شکست رنگ کا

غیر ہے پہلو مین اونکی کیون نہ لڑکر جان دون
دل مین کٹتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایسے وہ عاشق ہوا ہی قاتل نہون ہی روز قتل
تیغ ابرو پر ابھی آجائے دہبا زنگ کا

مین وہ بیکس ہون جو پیچھی قافلے سے رہ گیا
گوش گردون تک گیا نالہ وہان زنگ کا

ضعف ایسا ہی کہ برسون مین چلا ہون ایک گام
دشت مین کانٹا شمار اہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سر بزم ناز
فندق پا کو ملا رتبہ گل و رنگ کا

١٤	طول موے سر کو عاشق کسطرح سوکہون ہجر کی شب ہے نمونہ کاکل شبرنگ کا	١٩

بتا دے پیر فلک تو نے ہے جہان دیکھا — ضعیف دو سر اجسا بھی ہے جوان دیکھا

چھپا نہ سوز دروں میری تیرہ بختی سے — سراغ آگ کا پایا جہان دھوان دیکھا

صفاے قلب سے ہم غیر کے نہین محتاج — حصول جام مین جم نے اگر جہان دیکھا

عجب ہے کشتی عمر روان کی صنعت مین — نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا

عدم کو حسرت دیدار لے چلے دل مین — مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا

بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل — نہ مشت پر کہین دیکھے نہ آشیان دیکھا

عروج زیست مین وہ دن مقام عبرت ہے — غذاے مور سلیمان کا استخوان دیکھا

حنائی زلف جو مہندی لگا کے ہاتھون مین — بھبکا شعلہ رنگ حنا دھوان دیکھا

نہ مے پرستون کے جلسے نہ جام گردش مین — کچھ اسکے سال نیا دور آسمان دیکھا

چھٹے ہین ضعف مین اب تیر آہ زور ون کے — قد خمیدہ کو جب حلقہ کمان دیکھا

بجز لحد نہ رہا کچہ نشان صاحب نام — مٹا یا پیر فلک نے جسے جوان دیکھا

گر اسکی نہ دورنگی جہان کی ہمکو — ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا

متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہے — وہ چور ہے جو خزانے کا پاسبان دیکھا

٢٨	بلند عرش سے اوسکو کیا ہے عاشق نے زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	٢٠

کیا خط سے نشان لب جانان نہ ملیگا — جب خضر ملے چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دل سے / جنت مین اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا

غیرون کی بندھی گی جو ہوا کو بھی صنم مین / سرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا

کیا خاک بیابان سی چھپے گا تن عریان / دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا

مرجائینگے لیکن نہ مزا جائیگا دل سے / ہم حور کو چاہین گے جو انسان نہ ملیگا

دیوانہ ہون پریون مین کرامات کی باتین / اس طرح کا پریون کو سلیمان نہ ملیگا

زلف سیہ یار اگر خلد مین پہونچی / اندھیر ہی جنت مین مسلمان نہ ملیگا

تنہائی سی افزون ہی مجھے فاقی کی لذت / کھانا نہین کھائیگا جو مہمان نہ ملیگا

بیکار ہی کہدو ملک الموت نہ ڈھونڈین / یہ گم شدہ دشت و بیابان نہ ملیگا

قسمت مین نہین درد کی لذت بھی اوٹھانا / مین کھاؤن اگر زخم نمکدان نہ ملیگا

ناصح نہ بیان کر مزہ سیوہ جنت / یون سیب ملین ہمین نخدان نہ ملیگا

جیتا ہون مین جبتک مری دیوان کی ہی قدر / مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا

ہی دشمن جان اوسکی محبت مین خدائی / کیا اب بھی وہ غارتگر ایمان نہ ملیگا

ہم سلسلۂ زلف سی ڈھونڈین ہین یار / ظلمات مین کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دکھلائے جو بندون کو وہ خالق کرم اپنا / مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا

کیا ڈر ہی جو قاتل نہ ملا آج گلے سے / کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا

وحشت مین مٹی گی نہ مری پاؤن کی کھجلی / ہر روز جو صحرا سے مغیلان نہ ملیگا

وحشت مین نہ چھوڑ جو مری پاؤنکی چھالے / پانی تمہین اسے خار مغیلان نہ ملیگا

بس آج کی رات اور بغل مین ہی وہ مہرو / کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

ای ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلین خاک
آندھی کو غبار رہ جولان نہ ملیگا

پھانسی وطن آوارون کو رستی سے بنا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ ملیگا

زلفون مین رخ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سر رشتۂ زنار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف مین تیری ہی محبت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہی گرفتار تپ ہجر صنم مین
عیسے ہوے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ سے سب سیکھہ لو حال دل پردرد
مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹو گے سنوری مین اگر چار پہر رات
آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

مین بیکس و تنہا ہون امانت مجھی کہنا
ایسا کوئی اسے گور غریبان نہ ملیگا

۲۱	عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے گلشن مین کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا	۲۰

کبھی تو سرمہ گین ای چشم مست یار ہونا تھا
عصا بھی پاس کہنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستارہ کو مری خال رخ دلدار ہونا تھا

سنا ہی اوس بت سفاک کو شوق عیادت ہے
مسیحا کو بھی دم بھر کی لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہی آگ عشق گلعذارانکی میرے سینے مین
تجھے ای بلبل دل مرغ آتشخوار ہونا تھا

مکدر ہونگاہ یاس عاشق سی دم مردن
سبک روحون کو خاطر پر تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خط یار نے تاثیر دلمین کی
صفا کو بدلی اس آئینہ مین زنگار ہونا تھا

نہوتا دہر مین ہندو کی زلف یار کا شہرہ
مسلمانون کو کافر سبحہ کو زنار ہونا تھا

فغان بی اثر سے بلبل شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو رشک موسیقار ہونا تھا

علاجِ عاشقِ رنجور کو آوٗ نے آفت کی
مسیحا کی مقدر مین مگر بیمار ہونا تہا

چہُری کیونکہ نہ اپنا خون اوس کافر کی گردن تک
رگِ جان کو ہماری رشتۂ زنّار ہونا تہا

اوبہجہ کر مین کسی کی دامنِ دولت مین وجا تا
تنِ کاہیدہ کو وحشت مین نوکِ خار ہونا تہا

اوٹھائی آئی ہین جب مجکو ہوائے گِک آ پہنچا
نصیبِ خفتہ تجکو پہلی ہی بیدار ہونا تہا

نہ ہاتھ آیا صنم قربان کعبے کی پہری خالی
عوض حج کی فدائی خانۂ دلدار ہونا تہا

پہرین آنکھین جو وقتِ مرگ میری آ پیکی رو کہ
دمِ آخر بہلا مجھہ زار سے بیزار ہونا تہا

شرارِ آہ آتش زا مری جاتی نہ گردون پر
مگر نسرِ فلک کو مرغِ آتشخوار ہونا تہا

جلا کر قصرِ تن کو خود بہی جان بجہنا تھا مین
دلِ سوزان چراغِ خانۂ نادار ہونا تہا

فسون سیا زون کی دم مین آئی اے گل ہاون پڑتی
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تہا

وہ پیسا ڈوبتا ہے جو نہ اوٹہی بادہ خواری مین
زرِ قارون کو صرفِ خانۂ خمار ہونا تہا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتون کی غم مین کعبی کو جو ماتم دار ہونا تہا

۲۲	تحیر ہے مجھی عاشق بنائے رنگ گردون سے کسے اس نیلگون پردے مین ماتم دار ہونا تہا	۱۸

آفاق نورِ عارضِ جانان سے بھر گیا
ای مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبے بغیر ضبطِ غمِ دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ مین پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گذر گیا
کھنچوا چکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفت ہوئی فراق کا جب آن گذر گیا
تو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شبِ وصال سے وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا سنہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا — کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا
مشتاق آج کسکی صدا کے ہین تیری کان — کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا
اے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی — وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا
گلشن مین دشت و کوہ مین وحشت ہوئی ہوا — دیوانگی نے ساتھ نچھوڑا جدھر گیا
رسوائی خلق دیکھ کے کیسی نگہ پھری — چڑھ کر نظر سے آنکھ سے تیری اوتر گیا
ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی — کیا سخت تھا وہ وقت جو اے دل گذر گیا
دریائی اشک نے تن خاکی گھلا دیا — دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا
سناٹا ہو گیا تری کوچے مین ای پری — دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا
بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی — سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا
پکا مرے علاج مین جراح کا بھی دل — ناسور سو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا
آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا — تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا
جوبن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے — کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

٢٣

عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین
فرمایا مجھکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا

٢٤

اوس مہر نے دیکھا نہ پھپھولا مری دل کا — چمکا نہ کسی روز ستارا مری دل کا
اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہی جنازہ مری دلکا — صندوق مین سینے کے ہے مردا مری دل کا
پھونکیگا دو عالم کو جلانا مری دل کا — اچھا نہین بڑھ جانا ہی شعلہ مری دل کا
آتی تو تسلی نہ کرا ہی کف بہ گردون — بھرنے دو ذرا تم ابھی چھالا مری دل کا

ہے قطع رقیبوں سے اشارہ مری ڈر سے
تلوار پہ ابرو کے ہے قبضا مری دل کا

کشتوں کو بھی سکتا ہے تڑپنے سے ہمارے
حیرانی بسمل ہے تماشا مری دل کا

جب آئے مری خاک پہ اک زلزلہ پایا
ثابت ہوا صر قدمین تڑپنا مری دل کا

نالوں کا جو رخ ہے طرف عرش معظم
معلوم نہین کیا ہے ارادا مری دل کا

مستی ہین اوٹھاتی نہین کیون آگ کرکر
دیتی ہین کباب آپکو دھوکا مری دل کا

اب سوزن عیسیٰ نہ کہین ٹوٹ کر رہ جا
نکلے گا کسیطرح نہ کانٹا مری دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا
خال رخ قارون ہے سویدا مری دل کا

آنکھوں سے لہو بنکے گرا خاک پہ اک دن
آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مری دل کا

اوٹھ جائے نہین جلد حجاب تن خاکی
جامہ ہے بدن کا مری پردا مری دل کا

اے بت ہوا نالون سے تری جلوہ کو قابل
ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا

اوٹھ جاتی ہے محفل سے جہان غیر کو دیکھا
عاقل ہو سمجھتے ہو اشارا مری دل کا

مجبور کی تقصیر نہین قابل الزام
میرا ہے مچلکا کہ مچلکا مری دل کا

اے نشتر مژگان کی شکایت نہ کرونگا
لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مری دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا
درد دل عالم ہے مداوا مری دل کا

ساقی جو کر دیا یاد تو مرجاؤن خوشی سے
ہچکی کبھی لیتا نہین شیشا مری دل کا

پھینک آؤن جو کوچے مین تری یہ تو نہو گا
مجھپر ابھی بھاری نہین مردا مری دل کا

مجنون کی سوا کون ہے اس رد سے واقف
سوتا ہے تہ خاک شناسا مری دل کا

زاہد تجھے کیا وجہ حرارت نہین معلوم
ہر اخگر دوزخ مین ہے نقشا مری دل کا

روئی مین نظر ہے طرف کوچۂ دلدار		قبلے کی طرف بہتا ہے دریا مری دل کا
۲۴	عاشق پہ کبھی سنگ حوادث سے نہ ٹوٹا پتھر سے بھی مضبوط ہے شیشا مری دل کا	۲۵

بندۂ بت نہوا قائل قرآن نہوا — مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا

میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا — قلب مومن نہوا مین رگ شریان نہوا

تیری کوچے مین بنی قبر نہ اس مجرم کی — خلد مین مسکن آلودۂ عصیان نہوا

داغ چمکا نہ کبھی میری سیہ خانے مین — ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا

حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا — ای سحر ہاتھ مرا تیرا گریبان نہوا

قبر پر میری پڑھا فاتحہ پر ہنس ہنس کر — ای صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا

بھاگئی وسعت صحرای عدم وحشت مین — مین وہ مجنون ہون کہ منت کش زندان نہوا

دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا — زاہدا آج وہ غارت گر ایمان نہوا

ہاتا پائی سی جو یوسف ہین وہ نہین نفرت سے — چاک دامن بھی ہوا دست گریبان نہوا

شب تنہائی مین جز مرگ نہ کام آئی رفیق — کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا

عیسی لب کی سنا کرتے تھے شہرے کیسے — تالب گور علاج تپ ہجران نہوا

وصل کی شب نکلیا اوس گل خوبی نہان — ہاتھ میرا شجر سیب زنخدان نہوا

لو لگی رہتی ہے وحشت مین پری رویونکی — ایک شب بھی غم تاریکی زندان نہوا

ضعف نی وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا — میری ہاتھون سے کبھی چاک گریبان نہوا

انقلاب آئی زمانے مین ہزارون لیکن — وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل مین لگائی کو پھپھولی پھوٹے — انسے سیراب کوئی خار مغیلان نهوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار — ایک دن قفل نصیب در زندان نهوا

جیسا پریون مین ہی ماتم تری دیوانی کا — اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نهوا

خضر خط کو سکندر نے ہی اول نکیا — وجہ یہ ہی جو عیان چشمۂ حیوان نهوا

دیکھتے ہی چمن دہر نہ پھر جھپکی آنکھ — چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نهوا

گل یہ مشغول رہی اپنی خود آرائی مین — گوش زد نالۂ مرغان گلستان نهوا

پیاس کیا خون کف پا سے بجھے کانٹون کی — ہمسے سامان کچھ ای دشت مغیلان نهوا

کوئی دامن نہ تری جامہ درون ہی چھوٹا — کوہ و صحرا اسی حجاب تن عریان نهوا

کوئی آفت کی بلا آئے نہین ڈرتا مین — وہ جفاکش ہون کہ خوف شب ہجران نهوا

٢٥	اوّل شب دم آخر ہے تمہارا عاشق انتظار دم صبح شب ہجران نهوا	٢٣

پلکون نے تمہاری دل مضطر کو جلایا — فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوز تپ فرقت کی ترقی — مجھکو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا

ای آہ ابھی برق سے کیا دون تجھے تشبیہ — خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس درجہ ہوے گرم سخن آپ کہ جیسے — دم بھر مین نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے — اس پنبے نی داغ دل مضطر کو جلایا

آہون نی مری خرمن مہتاب کو پھونکا — چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن مین یہ تھی گرمی داغ دل سوزان — اشکون نی مری دامن مادر کو جلایا

گرمی نہ جلانے سے مٹی سنگدلون کی
چونا ہوا جب آگ نے پتھر کو جلایا

حال تپ فرقت نے بنایا ید بیضا
اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا

فصدون سے حرارت نہ گھٹی میرے لہو کی
پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا

جم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوسنے
آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا

بیتابی دل سے ہوے مری تیرگی بخت
فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا

پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا
نالون نے مری عرصۂ محشر کو جلایا

داغون نے تپ ہجر کی پھونکا بدن اپنا
انگارون نے کیا سینۂ مجمر کو جلایا

ٹپکا جو دم قتل مری اشک کا پانی
اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا

گل کھائی محبت مین تو ایذا انہین پہونچی
طاؤس کی داغون نے نہ اک پر کو جلایا

بس دیکھ لیا تجکو بھی اے داغ غم ہجر
پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا

فریاد شب غم نے کیا چرخ پہ اندھیر
اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا

پروا انہین دشمن کی جو تو دوست ہے میرا
نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا

یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان
نالون سے اگر سرو صنوبر کو جلایا

آدم کے زمانے سے ہے بنیاد حسد کی
شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا

قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف گرون سے
گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

۱۵	آہ دل سوزان کی ترقی ہے یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا	۲۶

کہنے سے رقیبون کی کچھ ارشاد نکرنا
راضی ہون کبھی اسمے مجھے یاد نکرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون
ای طوق وسلاسل کہین فریاد نکرنا

ای پیر فلک دولت وحشمت نہین مقبول
دنیا ہی معجوزہ مجھے داماد نکرنا

ہین قافلہ سی چھوٹ کے رہجاؤن جو ای دل
مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا

سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سے
اس علم مین پابندی ہی استاد نکرنا

خلوت مین بھولا نہ مری یاد کو دل سے
بھولے سی بھی غیرون مین مجھی یاد نکرنا

چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنے
ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا

لیتا ابھی نہین نام مرا وہ بت کمسن
کسنے یہ پڑھایا ہی سبق یاد نکرنا

بیکار سمجھ خواب کی باتون کی خیالات
پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا

شیرین سی نہ اتنا بھی کہا آکی کسی نے
ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا

سرمہ جو ہو مد نظر دیدۂ حق بین
ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا

ہر وقت عبادت کی ہوا باندھ نہ ای شیخ
نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا

شیرین تجھے منظور ہی مہندی جو لگانا
پابندی خون سر فرہاد نکرنا

دیوان دلا اشک کی طوفان مین نہ ڈوبی
شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

٢٧

محروم کہین وصل کی دولت سی نہ رہ جای
عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا

١٤

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا
دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا

شوخ گر دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور
شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا

منہ لگانا یہ رقیبون کا نہین اچھی بات
دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہی سامان چمن مین موجود — غنچہ و گل سی کھلا شیشہ گیا جام آیا

یار کو حال سنایا ہی تو کس ڈھو کر سے — ساری نامی کو وہ جب پڑھ گئی تب نام آیا

شب تنہائی مین دونون نی خبر لی ساقی — موت ادھر آئی اودھر وصل کا پیغام آیا

گور یاد آئی جو کعبے مین ندیکھا کوئی بت — مین کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا

خط کو پھاڑا جو مشابہ مری خط سی دیکھا — کھینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا

جان و دل کٹ رہی راہ طلب قاتل مین — نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا

دیکھون مینا ہی فلک مین بھی کہان تک شراب — کھول کر سنہ کو یہ کہتا ہون کہ ہر جام آیا

گو سنا فاتحہ کی بدلے اوسی تھا منظور — گور پر آیا اگر صورت بہرام آیا

کہین دل آپکی زلفون مین نہ اولجھا پایا — رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا

مصحف رخ مین مدابر وہی تو نقطی ہین خال — لوح ماتھا ہی تو گیسوی سیہ فام آیا

۲۸ — ۳۰

جبر سہنا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دی تو کیا کام آیا

ہوی ہین خاک کی پیوند مہربان کیا کیا — ستم سی پیر فلک کی مٹی جوان کیا کیا

عالم مین دہر مین کعبی مین دیر مین گھر مین — پھر ہی تلاش مین تیری کہان کہان کیا کیا

بہت فراق مین حسرت سی ہونٹھ چبائی ہین — مزی اوٹھائیگی چوٹ پہ ہین یہ زبان کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور — لٹی ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

نگاہ یار کی حسرت مین ایک کاٹی ہی — گلے پر آج تو خنجر ہوی روان کیا کیا

سوا افلاک کی شکایت کرین تو کس سے کرین — ہوی رقیب ہمارے ہی مہربان کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک مین لتھڑے ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سے نکلے اذان کہتے ہوے
چڑہا جو نشہ بہکنے لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش بربادیِ دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوے چمن اوس پری کی نکہت زلف
ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑہا جو اوڑکے فلک پر غبار توسن یار
ہٹا زمین کے صدقے ہین آسمان کیا کیا

طلب سے بھی نہ ملا شہد خوانِ دنیا سے
ہوے ذلیل پئے لذت زبان کیا کیا

فنا کے بعد بھی صحبت رہی تو حورون سے
دیے حسین خدا نے یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نے ہر اک جا بُرا کہا تمنے
تو ہنس کے بولے بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کے ناخنون سے ماہ نو ہے شرمندہ
بنائین ہین یہ قدرت نے ہڈیان کیا کیا

تری فقیر نے وحشت مین کی نہ دستِ ملال
اوڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کھاتے ہین گل فصل گل جب آتی ہے
شگوفے پھولتے ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آئے گنج شہیدان مین دو پہر کو بھی
گلے کرینگے مری جان نیم جان کیا کیا

کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریان چڑہائین بہت
خدنگ کوئی نہ چھوٹا کھچی کمان کیا کیا

۲۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آکے بیڑیان کیا کیا	۱۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا
دور عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دست خیال
آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشک ندامت جب گرا
دامن صحراے محشر نم ہوا

الفت گیسو نے میری جان لی — اژدہے سے ربط آخر سم ہوا

کیا کرامت ہے لب جان بخش ہین — آئی جسمین روح عیسے دم ہوا

صبح وصل یار تھی عیسی نفس — دامن شب دامن مریم ہوا

قصر تن وحشت مین شگون ہو گرا — سج کرگو پاؤن ہر اک تھم ہوا

سر جو رکھکر سو گیا وہ مست ناز — کاسۂ زانو سے جام جم ہوا

نکہت گل ہے سبک روحون کی مے — جاسے مینا قطرۂ شبنم ہوا

حسن جانان کی ترقی دیکھکر — شکل مہ خورشید تابان کم ہوا

میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور — بے حجابی دوسرا عالم ہوا

اب پریشان آپ بھی رہنے لگے — ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا

عظمت پیر مغان مین شک نہین — جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا

خشک ہوکر شاخ آہو بن گئے — کیا جنون زلف خم درخم ہوا

کون پھر دیکھیگا سینے کا ابھار — آئینہ جب صاف نامحرم ہوا

پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے — کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا

اشک جو ٹپکا توے پر بوند تھی — سینۂ سوزان نہ ہر گز نم ہوا

پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ — نقش مژگان پنجۂ مریم ہوا

۳۰	زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین پھر مزاج یار کیون برہم ہوا	۱۳

آپ کو ہنسنے کا باعث دل نالان سمجھا — خندۂ گل کا سبب مرغ غزلخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا
ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دم قتل نظر آئی تعلی مجھکو
مور چے کو ترے خنجر کی سلیمان سمجھا

زندہ درگور ہوا جب گئی وحشت میری
داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہمصفیرون کی صدا آئے ہے مری کان بھرے
طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

سخت جانی سے مری تیغ ہے اوسکی آری
سیر اقاتل دہن زخم مین دندان سمجھا

عشق گیسو مین کبھی سلسلہ جنبان ہوا
کاکل یار کو مین خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھون کو کنشت
اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان
سر کی افشان کو لوح سر دیوان سمجھا

سفر ملک فنا مین جو زبان ہو گئی بند
عدم آباد کو مین شہر خموشان سمجھا

دامن گرد سے لپٹا دم جولان مین بھی
توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شب وصل
گنبد چرخ کو تارون سے چراغان سمجھا

٣١

روح کی طرح یہ عاشق ہے مجھے رنج عزیز
پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا

١٥

خدا بت کو کردے جو بندہ ہمارا
نہ چھٹے بتکدے مین مصلا ہمارا

مٹے داغ جبہ کا نہ سودا ہمارا
اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے
سروہی کا مالا ہے مالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی مین بیٹھے
بنا خضر کی ناد بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کو سے کے نیچے
فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

لگا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی مین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہتے ہین ہنسکر
تصدق ہو نجاؤ ہالا ہمارا

تن زار گلگون جانان جو روندی
سما جاے پتلی مین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑہا رنگ محفل
کھلا نکتہ سنجون سے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اونارو
تلو تل مین رکھوا کے پتلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
جو تم آے چمکا نصیبا ہمارا

اوترتی ہین صحرا ای وحشت مین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو نے ہر بار دو دو
ہوا چوگنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب مین
لہو بن کے نکلا پسینا ہمارا

۳۴	ڈبو دیتے رو رو کے عاشق زمین کو سنوتا جو ستی کا پتلا ہمارا	۱۹

دل لہو ہوکر بہا دھبا کفن مین رہگیا
خون سے تر جامہ یوسف وطن مین رہگیا

تفرقہ تا حشر اپنے جان و تن مین رہگیا
روح آوارہ ہوئی مردہ کفن مین رہگیا

کھوٹے دامون سے نہ یوسف کا ہے سودا بنا
نقد داغ فلک کا سکہ چلن مین رہگیا

حسن کیا زیر ہلال لب ہے ای رشک قمر
ماہ نخشب گر کر اس چاہ ذقن مین رہگیا

آمد فصل بہاری سے بڑہا جوش جنون
پڑ کے اک ناسور نو داغ کہن مین رہگیا

نقش ثانی نقش اول سے نہ بہتر کھنچ سکا
نقطۂ شک ایسکی تصویر دہن مین رہگیا

فصل گل آئی ہے میرے ہاتہ رسی سے نہ باندھو
یہ سبب ہے جو گریبان پیرہن مین رہگیا

اے فلک کیا رحم کھایا انکھیون پر صبح تک — چادر مہتاب سے مردہ کفن مین رہگیا

فصل گل مین دیکھ لیگا جام کا پھر دور دور — اس برس جو گردش چرخ کہن مین رہگیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہوگیا — خنجر آئینہ سا دست تیغ زن مین رہگیا

جامۂ عریان تنی ہے وصل تجھسے عزیز — بوے یوسف کا اثر اس پیرہن مین رہگیا

بول اوٹھے بت مری فریاد کی تاثیر سے — ننکے بت ناقوس دست برہمن مین رہگیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب — اوس حسین کے جلوۂ صوت حسن مین رہگیا

نازنین کانون کا پردہ بالش گل سے کھلا — نقش برگ یاسمین نازک بدن مین رہگیا

خون کو دھبے پڑین کیونکر نہ خط شوق مین — دل ہمارا ایسکے نامے کی شکن مین رہگیا

حال اپنا ہے بھر دنیا مین حریصو دیکھ لو — رزق تو پایا مگر کانٹا دہن مین رہگیا

جوش مستی سے ہوے سب کے چراغ عقل گل — شعلۂ آواز قلقل انجمن مین رہگیا

سلطنت ہے مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب — مصر سے جاکر زلیخا کے وطن مین رہگیا

٣٤	دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہوگیا حرف رخصت آکے سینے سے دہن مین رہگیا	٣٣

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہوگیا — پڑکے سایہ خاک پر تصویر مریم ہوگیا

حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف سے عزیز — بادشاہ مصر ابراہیم ادھم ہوگیا

خود فراموشی سے ہمکو شادی و غم ایک ہے — ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہوگیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہوگئی — بار منت سے سر گاو زمین خم ہوگیا

فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہوگئی — حرف جو نکلا دہن سے اسم اعظم ہوگیا

رہ گئی حسرت کبھی عریاں نہ دیکھا غسل میں
چھپا تیونپر بسایہ اون لفونکا محرم ہوگیا

ہے برش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آ کر زخم کے تیزاب مرہم ہوگیا

سیرہی نالے سن کے اک عالم کو جینے کی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہوگیا

آبداری ہے یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ زنگ انگلی کا نیلم ہوگیا

لعل لب کی یاد میں رورو کے میں نے جان دی
خون آنکھوں سے بہا اتنا کہ بیدم ہوگیا

نشئہ مے سے تمہارا خوی خجلت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہوگیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہے کیوں نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بہی خاتم ہوگیا

تیغ سے چرخ کہن کی پس گئی لاکھوں جوان
ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہوگیا

پڑ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سی
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہوگیا

بوسہ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبہ رخ کا پسینا آب زمزم ہوگیا

ای سلیمان آج سودے میں پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندھا مجسم ہوگیا

ناف ہی یا گوہر یکتا ہے یا در نجف
بڑھگیا ذرہ بہت پایہ قمر کم ہوگیا

جو تعلی ہو یہاں بیصرفہ کی ممکن نہیں
سن بڑا جب ایک روز زندگی کم ہوگیا

ہے کف مار سیاہ زلف کنگھی علاج کی
سوہی بیجان کہولنا شانہ کو سم ہوگیا

مثل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈے ہوے
فرقت دلبر میں کافور سحر ہم ہوگیا

قاف میں بھی اوس پری کی ہجر میں جاتی رہی
جو درا اٹھتا کوہ کا بار جسم ہوگیا

آئی ہے برسات جب سے بیکسی میں تیغ تن
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہوگیا

زرد سے رخ اپنے میں دیکھکر رونے لگے
جتنی کشت زعفران پہولی تہی میں کم ہوگیا

١٨	اوسکو عاشق یون اوجھنے کی کبھی عادت نتھی زلف کا بوسہ لیا ہمنے تو برہم ہوگیا	٣۴

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا
کیسا یہ حرف آپکے منہ سی نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سی عمل گیا
کانٹا سا عندلیب کے دل سی نکل گیا

حب وطن مین سوی عدم کیجیے سفر
دو دن سرای دہر مین بھی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین ہا
نالی کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارہ ابرو جو غیر سے
دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سی ہوی سب تازہ داغ تن
جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کھویا دل اک یوسف ثانی کی عشق مین
صد شکر میری پاس سی گرگ بغل گیا

فصل بہار مین ہوی بیمار تندرست
ناصح نہ پیر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نی نہ مجہ ناتوان کی شکل
چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
آکر مسیح بھی کف افسوس مل گیا

ہاتہ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر
داغون سی میرا نخل تن زار پھل گیا

کف لایا کیا ہی رندون سی پیکی محتسب
کم ظرف تھوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کہتا ہی ای پری ترا دیوانہ ہوشیار
قید خودی سے موسم گل مین نکل گیا

دین تلخ ہوکر بوسی کی سائل کو گالیان
شیرین لب آپکی غصے مین کیا زہر اوگل گیا

پاس ادب سی کعبہ مقصود جان کر
کوئے صنم مین سجدہ کنان سر کے بل گیا

وحشت مٹی ہی خنجر ابرو کے وار سے
دل مین ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دباتی ہو بار بار
کاٹی کا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا

٣٥ | مرغان باغ بھول گئی اپنی چہچہے
عاشق جو بین چمن مین چہچہاتا غزل گیا | ١٧

[illegible]

مہر تابان آتش غم کا شرارا ہو گیا
دود دل سے گنبدِ گردون غبارا ہو گیا

دل ہوے روشن جو حضرت کا نظارا ہو گیا
نور بر ہم بادشہ آنکھون کا تارا ہو گیا

سو سے دل کو تجلی کا نظارا ہو گیا
طور سینا کا عوض سینہ ہمارا ہو گیا

معجزہ عیسے کا لب سے آشکارا ہو گیا
کر دیا گویا جو گونگے سے اشارا ہو گیا

شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہو گیا
سنگ تربت کا مری سنگ ستارا ہو گیا

یار کی خاطر سے کی اغیار سے بھی آشتی
ناگوارا بھی محبت مین گوارا ہو گیا

آئی فصلِ گل گریبان چاک کر دستِ جنون
جامہ اپنے صبر کا اب پارہ پارا ہو گیا

وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پھٹ گیا
جامۂ تن دامنِ دل پارہ پارا ہو گیا

سخت جانی سے مری دانتون پسینا آگیا
دستِ قاتل مین جو خنجر تھا وہ آرا ہو گیا

منزلِ دنیا مین اوٹھ سکتی نہ تھی دی آہ کو
وہ عصا پا پا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا

چشم نابینا مین نور آیا تمہارے فیض سے
جھانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہو گیا

اے زمین مہر فلک کا مٹ گیا سارا فروغ
نام کوٹھی کا شہنشہ کی جو تارا ہو گیا

دل ہوا آماج گہ تیرِ نگاہ ناز کا
بزم مین جب غیر سے تیرا اشارا ہو گیا

موشگافی کی جو مضمونِ دہانِ تنگ مین
یار کے موے کمر سے پتلا ہو گیا

دفتر ایجاد مین اب تیر سے جانباز کا نام
طبق ارض و سما کا گوشوارا ہو گیا

نجد کی بھی خاک چھانی شکل مجنون یار تو
کچھ دنون لیلی وشون کا بھی نظارا ہو گیا

۱۷	اوس مسیحا کی لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہوگیا	۳

تحلیل اسقدر ترا بیمار ہوگیا
بستر کا ایک تار تن زار ہوگیا

ہجر دہان تنگ مین یہ زار ہوگیا
دور فلک مین نقطۂ پرکار ہوگیا

سیل سرشک کرتی گرا دی مین کیا کمی
نالہ ستون قصر تن زار ہوگیا

گرمی مین آفتاب سی تپنا گیا جو زنگ
وہ خط سبز رکش زنگار ہوگیا

آتا ہے لیکے آئنۂ سہر صبح کو
ترک فلک بھی محو رخ یار ہوگیا

دل اوس صنم سی پھیر لیا دیکے نقد جان
یوسف کا اپنے آپ خریدار ہوگیا

بھڑ آئے غار دشت مین پا کے فگار کر
سبزہ بجاے مرہم زنگار ہوگیا

تنگ آکر قصر تن مین جو تڑپا دل حزین
ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہوگیا

آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر
جوہر کا حلقہ روزن دیوار ہوگیا

دنیا کے دوستون مین نہین ہی وفا کی بو
دل اپنا اک زمانے سے بیزار ہوگیا

حور و پری سی کب ہی دماغ اختلاط کا
خو کردۂ مصاحبت یار ہوگیا

بھولون کا مین نہ اوس گل خوبی کو وا عطا
تو کیلیے گلے کا مرے ہار ہوگیا

کوے صنم سی اوٹھ نہ سکا گر کے ضعف سے
چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہوگیا

لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال رخ
خط شکست سی خط گلزار ہوگیا

چھل چھل کر سنڈ لیون سے لہو اسقدر بہا
بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہوگیا

بسدن سی جبر عشق کیا دل پر اختیار
آسان سب زمانے کا دشوار ہوگیا

۳۷	ارزان یہ کر دیا مری یوسف نی نرخ حسن عاشق جو ہوا بوالہوس بھی خریدار ہوگیا	۱۹

صفحہ افشان ہی مطلا ہی کتابی رو کا
مد بسم اللہ قرآن ہوا ابرو کا

تیرہ تر دن شب یلدا سی بھی ہی وقت ہین
ہی گمان مشعل خورشید پہ اب جگنو کا

سیکڑون پھاند ہین کس طرح بچی آہوئے دل
حلقہ حلقہ جو قدم تک ہی تری گیسو کا

تیغ اک میان مین رہتی ہی کلاہ کج سے
نیمچہ کھینچو کبھی دوسرے بھی ابرو کا

تن جو عریان ہی تو کر دامن صحرا ٹکڑے
رحمت ای دست جنون زور دکھا بازو کا

آنکھ کے تل کو ہوی دیکھ کے لاکھون وحشی
ماش چشم فسون ساز کی ہی جادو کا

غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا
صاف اشکون نے مری جلوہ دیا جگنو کا

نظر آتی ہین دم فکر جہان کے مضمون
دل سکندر ہی تو آئینہ بھی ہی زانو کا

چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا اوسنی
سامنا ہوگیا اک آہو سے اک آہو کا

اوسکے گیسوئے پرپیچ سے بچ جائے جو دل
زہر اوسکو ہو ہمدم اژدرین سے بچھو کا

وصل کی شب ہی ملو کپڑون مین تم عطر عروس
رخ جو مصحف ہی تو آئینہ بھی ہی زانو کا

بینی یار سے سب بھول گئی خود بینی
ناک مین آگیا دم آج گل شبو کا

نامۂ شوق نے دکھلائی یہ تالیف قلوب
خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا

حسرت زخم دگر مین نہ تڑپا بسمل
بند منہ ہوگیا کیا نیمچۂ ابرو کا

قید سی قتل دل زار بہت تھا آسان
تیر مژگان سی بچا زلف مین پھنس کر چوکا

اوسکے دانتون کی تصور مین یہ آنکھین ابلین
واہ الماس کا ہی قطرہ مرے آنسو کا

شرم سے روئی جو بہورا کہ وہ سرگوشت وصل
ذرہ شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا

نامہ کرتا ہون جو اوس سرو روان کو تحریر
ہر صریر قلم اک غلغلہ ہے کو کو کا

۳۸ چاند سے داغ چمکتے ہین دل عاشق ہین
کبک کی طرح سے ہے وارفتہ کسی مہرو کا ۹

رخ مین عالم ہی چراغ طور کی تنویر کا
آفتاب حشر گردہ ہی تری تصویر کا

ساکنان عرش تھراتی ہین میری آہ سے
ہو چکا ہی نسر طائر تک شکار اس تیر کا

ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین
کیا بگاڑا تھا جوان مردون نی چرخ پیر کا

ہی خدا سے یہ دعا شوق شہادت ہین صنم
سیر از تار گلو ڈورا ہوا اوس شمشیر کا

ای کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینے کی پار
طائر دل ہو گیا طعمہ عقاب تیر کا

ہمنے خود الزام اوٹھایا جیب کا نہ سیا
ہین تو ای معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا

جائیگی جان آج کل مین جو یہ ہین سودا زدہ
اور ہون مہمان دو دن خانۂ زنجیر کا

اس سے آنکھون مین مری عظمت گناہون کی نہین
تیری رحمت سے ہی رتبہ مضمحل تقصیر کا

۳۹ بسکہ میری دل مین ہی جوش مضامین انونن
اس مین ہین اور عاشق قصہ ہی تحریر کا ۱۶

جو مصور کھینچ لے نقشا مری تقریر کا
جوش خجلت رنگ اوڑا دی بلبل تصویر کا

اور پردے سے ہوئی دونی تجلی حسن کی
او نقاب روی بت شیشہ بنی تصویر کا

ہو لطافت سے مرکب تیرے نامے کے لیے
حال ای کاتب صفا کھلتا نہین تحریر کا

ناتوانی دشت مین اوٹھنے نہین دیتی ہے پاون
گھانس جو بیٹھی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

جو مسافر تیری کوچے مین گیا مارا پڑا
راہ زن ہونے لگا نقش قدم رہگیر کا

باعث سودا کسی کی کاکل پیچان نہین
تھا ہمین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا

قتل کرنے سے مری قاتل لہو روتی ہے تیغ
چشم خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا

دیکھکر صورت شب ہجر انکی رنگ ایسا اوڑا
سٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا

تیغ ابرو کے لیے مو ہو گئے جوہر کی جا
بال ہے رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپ ہجران سے
ہو گیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا

ظالمون کی جھک کی ملتی ہین سر اسر ہے دغا
کاٹ ہے اوتنا سوا جتنا ہے خم شمشیر کا

اس تن خاکی سے رونق کھوئی جوش اشک نے
رنگ اوڑ جاتا ہے باران سے گلی تصویر کا

باغ مین مجھ ناتوان وحشی کا کیونکر دل لگے
موج بوی گل سے ہوتا ہے گمان زنجیر کا

اب کہان جو صحبتین رنگین داؤن سے ہین
قسمت برگشتہ نے اولٹا ورق تصویر کا

اسلیے قرب کمان سے بھاگتا ہے دور تیر
ربط کب ہوتا ہے عالم مین جوان و پیر کا

١٤	ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا	١٠

خط دیکے مجھ مریض کو گھر کا پتا دیا
قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا

سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا
عکس مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا

جھولی مین ساتھ غیر کے تمنے بڑھائی پینگ
نالون نے میرے عرش معلّا ہلا دیا

ہم زندہ زیر خاک ہین بستر کی گرد سے
سوے کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا

اشکون مین آتا ہے دل افسردہ لخت لخت
اس سیل نے اوکھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے
شب کو جو پردۂ رخ تاباں ہٹا دیا

روزن سے نکلا اہ دل افسردہ کا غبار
سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے
اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اوڑا دیا

خود رفتگی سے ہمکو بلا اٹھا دیار
دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۴

باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا
اشکوں نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا

۱۵

اونکا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑھ گیا
طوق ادھر پہنا ادھر سنت کا گنڈا بڑھ گیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنوں کا بڑھ گیا
پاؤں سے جا جسقدر زنجیر کا حلقا بڑھ گیا

عاج کی شانے سے نکلے دانت مار زلف کے
آرسی دیکھی غرور حسن دونا بڑھ گیا

دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفان اشک
پھوڑ چھالے پاؤں کے سوتو نسی دریا بڑھ گیا

ایسا لٹکا کان کا پتا کہ اوبھا پاؤں میں
آتش رخسار سے سونے کا بالا بڑھ گیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہیں ثابت قدم
تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھ گیا

وصل کی شب میہماں تھی ہم سرائے دہر میں
صبح ہوتی ہی چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

کاٹی عسرت میں فراغت ہوتی ہی پہونچی اجل
نعمتیں جب آئیں دسترخوان اپنا بڑھ گیا

ہوں وہ مجنوں ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا
دشت گردی کی جو کثرت کی دم اپنا بڑھ گیا

عید کو ابکی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال
سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھ گیا

ایڑیوں تک پہونچ گئی ہے تیری چوٹی کی بال
جنتری میں جس طرح جو تار کھینچا بڑھ گیا

ہمنشیں گر آنکھ پر غفلت کی پردے پڑ گئے
مرگئے ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھ گیا

دشت گردی سی خلش خارون کی وحشت مین گئی ۔۔ بنگیا پاپوش پا اتنا کہ پھپھولا اٹھ گیا
آنکھ سے قطرہ نٹپکا موج زن ہی بحرِ اشک ۔۔ کچھ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا اٹھ گیا

۴۲ ۔۔ رہ گئی محفل مین کتنی رہ گئے در پر بہت / پہونچا اوس تک جسکا ای عاشق نصیبا اٹھ گیا ۔۔ ۷

بخت وا ژون کا اثر جرّاح تھوڑا اٹھ گیا ۔۔ فصد سی سودا بڑھا سر ہم سی پھوڑا اٹھ گیا
شعلۂ آواز نے دکھلایا گانے مین اثر ۔۔ بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا اٹھ گیا
زہراب کھا کر مر ینگے قتل لاکھون ہو چکی ۔۔ سبز جوڑا اوسنی پہنا سرخ جوڑا اٹھ گیا
نیش عقرب نیش بیٹھے کا شب ہجران ہنا ۔۔ صبح تک بچھوڑی سی سو جسی دوڑا اٹھ گیا
فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہوگئی ۔۔ توسنِ بادِ بہاری سے یہ گھوڑا اٹھ گیا
سیر ہی یوسف سی گران قیمت کوئی یوسف نہین ۔۔ دیکے نقدِ جان خریدا مول تھوڑا اٹھ گیا

۴۳ ۔۔ عشق سی عاشق اجاری جب لیا ملکِ جنون / داغ پر ناسور عامل پر کروڑا اٹھ گیا ۔۔ ۲۳

کیا بخت پیرہن ہی اوس یارِ گلبدن کا ۔۔ حسرت ہی میری دل کو تکمہ ہو پیرہن کا
بادِ بہار رخ ہی ہر دم نفس دہن کا ۔۔ دیتی ہوا اس چمن کو پانی چہ ذقن کا
زیور کی دھن نہ مائل آرایشِ بدن کا ۔۔ بل خوب صورتی کا غرّہ ہی بانک پن کا
برق نگہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جا پر ۔۔ شوخی ہین چتونون کی انداز ہی ہرن کا
جینے سے تنگ تھا یہ منزل گہ جہان مین ۔۔ آئی جو موت سمجھا قاصد ملا وطن کا
ہوتا ہی دل پریشان اٹھتے ہین داغ تن کے ۔۔ افسوس ہی اوجڑنا چھوڑا ہو جو چمن کا

فرہاد نے اوڑا دی باغ جہان کی رونق
پتّا ہوا ہی دم مین ہر پھول اس چمن کا

صندوق شہر مین ہی سوز جگر سے مرقد
ہی شمع کا فتیلہ جو تار ہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ ری ناتوانی
اوٹھتی نہین جو گردن ہی بوجہ لاکھہ من کا

مہکا ہی باغ عالم گلگشت گلرخان سی
دیتا ہی پھول کی بو پتّا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سی ہی سر نوشت انسان
دو روز جسم خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان کی فصد خون تک
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغ زخم تن سے اوڑتا ہی طائر جان
نالہ ہی دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کی صدمی اوٹھا رہا ہون
رہ رہ کی ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

شل درخت سوکھی اعضا مری خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو بربادی چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہی پس کر ہر استخوان بدن کا

اسے آسمان کہان تک اپنی آوشت غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایش وطن کا

جنگل مین بعد مجنون جھنڈی گڑی ہمارے
ہر خار پر پھریرا اٹکا ہے پیرہن کا

مصروف رہا حمائل ہر وقت زندگی مین
ہی قبر مین بھروسا لٹکی ہوئے کفن کا

دین بت کی لاکہ قسمین مانی نہ ایک اوسنے
اللہ ری تکبر اوس طفل برہمن کا

کی ترک لاکہ الفت جاتی نہین الفت
برسون کی لاغری بھی کھینچا ہوا بدن کا

دیکھین جو میرے منہ پر وہ آنسو نکا ہمارا
پتلی پہ جھک کی پلکین گھونگھٹ بنی دولہن کا

٤٤	عاشق حواس سب ہین وقت نفس شماری فرہاد کو پہونچتا ہے کام پنجتن کا	١٥

قد سرو ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا
تل مشک ہے ختن کا لب لعل ہے یمن کا

تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو
دیتا ہے مشک کی بو جوبن ہے نور تن کا

وہ جان جان جدا ہے دل مردہ سا پڑا ہے
تابوت بن گیا ہے سب استخوان تن کا

شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو
کالی بلا ہے گیسو اوس ترک تیغ زن کا

ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
ابرو ہے شاخ آہو وہ پھاند ہے ہرن کا

برسوں کا کیوں ہے ساماں جان تن میں مہماں
کتنا غنی ہو انسان محتاج ہے کفن کا

مر جائینگے سفر میں پہنچیں گے خاک گھر میں
ضعف آگیا نظر میں بھولے پتا وطن کا

پتلی کا ہے تماشا بگڑے گا دم میں نقشہ
کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا

دل جسم سے جدا ہے اوس لامکاں میں بسا ہے
سنسان یہ سرا ہے غم ہے بنائے تن کا

ہے جسم سست بنیاں دل ہے بہت پریشاں
دو دن ہے روح مہماں پھر کوچ ہے وطن کا

قائل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک بلا ہے
بھونچال سے ہوا ہے پا نام سے چلن کا

مرد جوان ہے جاہل دولت پہ ہے جو مائل
ایمان ہے مہر غافل دنیا ہے پیرزن کا

حافظ اگر خدا ہے بندے کو خوف کیا ہے
خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا

بندش بھی بے خلل ہے مضمون بھی بے بدل ہے
شہروں میں آج کل ہے شہرہ مرے سخن کا

۲۹	ناموں کا ہے بہانہ ہوتا ہوں خود روانہ عاشق مرا فسانہ قصہ ہے نل دمن کا	۴۵

زلف کا خم ابروں کا بل گیا
لاکھ تینے آپ جوبن ڈھل گیا

بدمزاجی سے تری سب چل بسے
آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار
صبح کیسی اب تو دن بھی ڈھل گیا

زندگی کل تک ہو کس امید پر
آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا

جب گیا سیلے وہ یارِ جنگ جو
اسپ تیغ او سپر تینچہ چل گیا

سرکشون کا سر جھکا یا تیغ نے
جو عدم پہونچا وہ سر کے بھل گیا

راستی پر اب مزاجِ یار ہے
گیسوؤن کا ابروؤن کا بل گیا

شمع باندھا قامتِ دلدار کو
غیر میری گرمیون سے جل گیا

داغِ دل سے زلف کا سودا بنا
ساکۂ داغِ جنون بھی چل گیا

یاد مجکو آے کیا شامِ شباب
دن ضعیفی کا بھی اب تو ڈھل گیا

قبر انسان ہے درِ شہرِ عدم
جو سوار آیا یہان پیدل گیا

بعد میرے اوٹھ گئی ساری حیا
رو لئے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا

غیر نے باتون مین پھیرا یار کو
بیٹھ کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا

جب پھرے گردِ آتشِ رخسار کے
جسم پروانے کی صورت جل گیا

گل کھلایا تو نے کیا باد بہار
نخلِ تن داغِ جنون سے پھل گیا

ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے
دل مرا دکھتا کلیجا ٹل گیا

اوسنے ضد سے پھینکدی لوحِ مزار
میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا

غیر کو اکشہ ڈرایا یار نے
مجکو جب تا کا تینچہ چل گیا

آج جس بیمار کی ہے جستجو
راہیِ ملکِ عدم تھا کل گیا

زلف کو شانے نے سیدھا کر دیا
پیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

چشم تر سون رہے ہم بحر مین
طفل اشک چشم احمر پل گیا

چشم گریان زلف کی غم مین گئی
اژدہے کی فکر مین بادل گیا

تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ
حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا

یا کہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی
اب تو تیوری کا بھی دیکھو بل گیا

جب نے دیکھا پاؤن کا میرے ورم
ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا

جب چھری پائی نہ پایا مجکو ساتھ
وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا

حسن روز افزون گیا لیجے خبر
آفتاب نوجوانی ڈھل گیا

تیغ ابرو کا تو بوسہ لے چکے
قتل کیجے وار اپنا چل گیا

۴۶

اب ہے عاشق رہرو ملک عدم
آج یارا ہی ہوا یا کل گیا

۲۰

بیڑیون کو سوز غم نے دم مین پانی کردیا
میرے نالون نے مجھے داؤد ثانی کردیا

آہ نے یون گل چراغ زندگانی کردیا
جان کو دم مین ہوا پیکر کو فانی کردیا

عمر کھو کر حسرت دیدار مین سمجھائی ہم
داغ عشق یار کو داغ جوانی کردیا

زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا
آفت ارضی بلای آسمانی کردیا

کھول کر آغوش سے لپٹے خوب ساہی گلے
آپ نے وا آج باب مہربانی کردیا

موت کا کھٹکا نہیں جب تک امید وصل ہی
داغ حسرت کو چراغ زندگانی کردیا

نیند آنے کے لیے سنتی ہو میرا حال تم
زار نالی کو مری تمنے کہانی کردیا

سنکے میری حال کو اوس بت کی آنسو گر پڑے
درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کردیا

منہ پہ منہ بیمار کے رکھکر ہنسا وہ لالہ رو
زرد رخساروں کو میرے زعفرانی کر دیا

حسرت عمر گذشتہ مین ہوے ہین ناتوان
تو نے ہمکو پیر اے یاد جوانی کر دیا

وہ عیادت کو کھڑے ہین آنکھ کھل سکتی نہیں
خاک سارا حوصلہ اے ناتوانی کر دیا

خواہش دیدار روئے یار مین ہم مر گئے
اس ہوا نے گل چراغ زندگانی کر دیا

سب جماعت عاشقون کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کر دیا

دلمین ہے کیوں چوٹ ہی خاموش رہ اے ہمنشین
مر گیا مین تو نے کیون ذکر جوانی کر دیا

کم سنی کا یار کی حالت مین لازم تھا لحاظ
تو نے بیخود اے شراب نوجوانی کر دیا

دیکھکر تمنے نگاہ ناز سے مردے جلا دے
تیغ کو پانی تو آب زندگانی کر دیا

جو گیا ملک عدم مین تو ن نالان رہا
مجکو قسمت نے درا کاروانی کر دیا

عکس جام چشم ساقی نے بدل دی ہے نقاب
پارچہ آب روان کا جامدانی کر دیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
مثل مصحف خط کو پیغام زبانی کر دیا

٢٣	کھینچتا ہون روز عاشق فکر سے تصویر یار عشق نے طبع رسا کو میری مانی کر دیا	٧۴

بے بادہ یار باغ مین مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جام بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سواد مردمک چشم حور تھا

دل مین کبھی نہ کبر نہ سر مین غرور تھا
افتادگی کی راہ سے مین بے قصور تھا

آنکھون مین میری جلوۂ روئے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف مین اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثۂ دہر سے شکست
پہلے بنائے خانۂ تن مین قصور تھا

طوفان اشک چشم کا ہی مختصر یہ حال
ہین نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا

کیا جلد خسروان جہان کی نشان مٹے
ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا

وحشت جو لے گئی تھی مجھی کوہسار مین
ہمراہ کوہ کن تھا مگر دور دور تھا

ٹھہرا نہ باغ دہر مین کھٹکے سی موت کے
ہر موی جسم صورت بال طیور تھا

ہے بت کدی مین بندۂ شاکر عجب مرا
کعبے مین تھا خلیل جو عبد شکور تھا

دکھلائین ان بتون نی بہت بی نیازیان
سیری خدا سے کون زیادہ غیور تھا

عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا
طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا

ہوتا غنا حرام نہ کیون شرع خاص مین
مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا

دیکھا تو غرق خوی خجالت ہوی صنم
داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا

رولتی ہین استخوان سر و دست خاک مین
جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا

مجکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی
ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا

مسکن سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب
کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا

گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی
سیرا سر یہ تختہ چوب قبور تھا

محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ
مردی کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا

آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت
بندون مین پر صفات خدا کا ظہور تھا

تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین
نا بندہ جرم رحمت حق کا وفور تھا

بیعت کرینگے موسی عمران حضور سے
پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جو انفعال گنہ قرب کا سبب

سوتے کی بعد مین جو سر طور تک گیا — شوق وصال شمع تجلی چمک گیا

اے قیس جھنجھکی ہین وہ صحرا نوردیان — سایہ پڑا جو راہ مین ہمراہ ٹھٹک گیا

کیونکر بیان لطافت پوشاک یار ہو — مخمل کے فرش خواب مین دامن اٹک گیا

یہ غم ہوا کہ دل پہ مرے داغ پڑ گئے — پہلو سے یار شب کو جو تن بھر سرک گیا

دو بار چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی — دو چار جام ایسے چڑھائی کہ چھلک گیا

دل کو چرا کے آہ ہوئی میری ہوا یہ خوف — طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا

تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ — دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا

کاکل کا بوسہ لیکے پھنسے اضطراب مین — مچھلی کی طرح ہونٹ مین کانٹا اٹک گیا

پہنا چکے کفن تو بہت منہ چھپا گئے — جو حد کا آشنا تھا لب گور تک گیا

پہلو بدل بدل کے وہ لیٹے جو وصل مین — بائین طرف سے دہنے طرف دل سرک گیا

اعضا کی لاغری سے نکلنے نہ پائی روح — کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا

لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہے — آنکھیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا

نکلی لہو کی دھار چھری چل گئی یہان — قاتل نے فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا

معشوق چھین لائی بہت جبر و قہر سے — ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا

کیا ٹمٹمتے داغ جگر کا ہوا فروغ — بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا

افراط شوق دید مین گم ہو گئی نگاہ — جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا

شاید یہ نسل آدم و حوا ہوئے تھے خلق — دنیا ہے زال جب سے شباب فلک گیا

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہین ہا
ہر استخوان جوڑ سے آگے سرک گیا

اس غم سے لاغری ہے کہ روکا نہ یار کو
دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئے تو لذت نہ کچہ ملی
کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہے چلین گے اوسی ہے ہم
مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

ملک عدم کو لیگئے کاندھو نپہ لاد کے
گیا رہ نورد منزل ایجا دتھک گیا

آنسو کے بدلے سیپ نکلتی ہے آنکہ سے
پتلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو ٹوٹ کے تلوون مین خار دشت
چبھتا نہین یہ پانون سے کانٹا کھٹک گیا

۴۹	تنہا جو مشورے کو بلایا نہ آئے وہ عاشق مزاج یار مین کچہ اور شک گیا	۲۶

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا
وصف کرار سے ہوجاتی ہے جودت پیدا

دیکہ تفسیر تو ہوجاے حقیقت پیدا
کہ ید اللہ کے معنون سے ہے قدرت پیدا ۱۰

دُر مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج
بڑہ کے حاتم سے بھی کی مین نے سخاوت پیدا

جو زبان کرتی ہے اوصاف گل عارض شاہ
اوس سے ہوتی ہے کلید در جنت پیدا

قطعہ

جنگ خیبر مین ہوا حکم خدا ناد علی
ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

ساتہ آواز کے موجود ہوے شیر خدا
شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو
معجزہ تھا جو ہوئی شیر مین سرعت پیدا

گیا آشوب پیمبر کی زبان پھیری تھی
چکنی ہوگئی آنکھون مین بصارت پیدا

قطعہ

خضر نے دیکھا جزیرے مین کسیکو ناگہ
اور اصابع سے ہے آب یم قدرت پیدا

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین
قبل میلاد دکھے آثار ولایت پیدا

قطعہ

آج ایثار کرون دل کو تو کچھ دور نہین
نظم اوصاف سے ہو دل مین مسرت پیدا

کیا عجب لفظ کی جا روح دہن سے نکلے
ولولہ ہے کہ ہوے شاہ ولایت پیدا

فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا
مصطفےٰ خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا

کیون نہ اقطار جہان مین ہمہ گھیرے
جب علی سا ہو ولی بہر حمایت پیدا

دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق
کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنت پیدا

معرفت تیری وہ دولت ہے کہ جسکا ہے یہ فیض
کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا

اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اے شاہ
شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا

حق نے ذرات سے اقرار ولایت کا لیا
ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا

بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شور
آب شیرین مین نہ ہوتی کبھی لذت پیدا

نام کی تیرے جو پہلے سے نکرتی حرمت
غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا

معرفت آپکی حقیقی سے جمادی کرلیے
اوسقدر اوسکی ہے دنیا مین شرافت پیدا

آپکا عرش کے پہلو مین چمکتا تھا نور
ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا

لکھے کعبے مین وہ نقش شکست اصنام
نقش پا سے جو کری مہر نبوت پیدا

کیسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم
کسنے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا

قتل بیٹون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے
ایسی بھی ہوتی ہے دنیا مین مروت پیدا

٥٠	کثرت کار مین ہے قلت فرصت عاشق مدح گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا	١٣

دنیا کو انقلاب ہے میری بیان سے کیا | کوس رحیل دہر بجایا فغان سے کیا
جب کر چکے حلال کیا عذر گفتگو | غصہ تو ہے حرام نکلتا زبان سے کیا
توڑا جو ضعف نے تو ہوئی روح بیقرار | آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سے کیا
بٹھلا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچھ | دانتون مین ہون زبان کی صورت زبان سے کیا
یہ راستی پسند ہے دل کو وہ نازکی | کچھ طول وقصر سرو وگل کو بتان سے کیا
بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین | بخشش ہے میری گرد رہ کاروان سے کیا
سیت پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئے | دل اوٹھ گیا جہان سے تم اوٹھی جہان سے کیا
قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو | دیکھو جگر بہار اکہ لائے کہان سے کیا
بت نے نہ بعد قتل بھی پوچھا کنشت مین | رتبہ خدا کے گھر سے ملا امتحان سے کیا
محمل مین دیکھتے نہین یوسف جمال کو | پردے پڑے ہین گرد رہ کاروان سے کیا
جب ہڈیان جلین تو ہوا داغ کا ظہور | ہے ابتدای سوزش غم استخوان سے کیا
سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین | وہ بانسری نے تھی مری استخوان سے کیا

٥١	عاشق عروج خاک ہے میرے کلام مین فکر زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا	٢٠

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا | ناراض خدا ہے جو پیمبر نہین آتا
نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد | پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا
اللہ کی جا دل مین ہے پر شرط ہے اتنی | بے یاد کسی کے بھی کوئی گھر نہین آتا
ہم مل گئے مٹی مین ہوسے صاف نہ ہمسے | آئینہ رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازی پہ تری آئینگی اک روز
کیا کیجے بہانے سے ہمین مر نہین آتا

بوسہ نہ دیا لب کا تو پچتاؤگی ای یار
پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا

شہباز نگاہِ غضبِ یار بلا ہے
پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا

یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے سے نگہ کے
اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا

کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول
جو دل مین ہے شمہ بھی زبان پر نہین آتا

کیا وقت ہے ہنستی ہے اجل حال پہ میرے
مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا

بل جب سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جائے
وہ پیچ تجھے زلف معنبر نہین آتا

بیوجہ کیے قتل کئی نامہ بر اوسنے
اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہین آتا

خالِ لبِ دلدار سے ہے مجھکو تعجب
سنتے ہین کہ کافر لبِ کوثر نہین آتا

پیری مین غش آئے ہین مجھے بیٹھے بٹھائے
پھرتا ہے فلک ایک بھی چکر نہین آتا

وہ مال سے تو ہم ہین کرامات سے مغرور
کیا پاس فقیرون کے تونگر نہین آتا

معشوق وفادار زمانے مین ہے نایاب
مین جسکا ہون طالب وہ میسر نہین آتا

روتا ہون لہو ہجر مین گھٹتی نہین قوت
دریا ہے روان آنکھہ سے جگر نہین آتا

تاثیر ہو تقریر مین کیا اوس بت بے مہر
دردِ دلِ مایوس زبان پر نہین آتا

اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی
رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

۵۴	عاشق سے کہے جو مرتے تو ہمنا تو ہین شب و روز کہتے ہین کہ قاصد تو کھٹکے سے نہین آتا	۳۷

مرکر جو دفن تم تو خاک ہی مین خود سما جاتا
نہ دیتے غسل تو مین خون ہی مین اپنے نہا جاتا

ہماری نالہ سوزاں سے اونکو گھر کا کیا جاتا
لگا غیروں سے کوچے میں اگر میں اوسکو پا جاتا
مجھے بہتر ہے سودا ہے جو وہاں پرسش تو ہوتی ہے
سما جاتا جو میری دل میں اونکی آنکھ کا نقشا
صفا سے زیست ہے اپنی غبار آتا تو مر جاتے
ہوا مطلب نہ محشر میں یہ نہیں دیکھی ہی ل مین
نہ آتا اپنی وعدی پر اگر وہ پردہ پوش اپکی
نہیں یہ منہ رقیبوں کا دیا ہمیں گالیاں دیکر
نہ دیکھا اوسطرف تمنے رقیبوں کے سکھانی سے
اگر سنتا کسی سے جھانکنے کا شوق ہے اونکو
محبت زلف کی بس چھوڑ دی ہے جان دی میں نے
بچے قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانوں کو
سر قاتل دکھاتا جو روانی آب خنجر کی
وہ شیریں نہ میں فرہاد ہوں دونوں کو حیرت ہے
رقیبوں میں نہوتی گفتگو ہے بزم اونسے بات
کہتے ہیں سنا کر درد دل شب کو جگایا ہے
رہ کوچے سے بھاگا غیر کو بچے کا کانٹا اوسکو
نکلنے راہ جو اکبار آمد شد تو ہو جاتی

غریبوں میں کسیکا چھوڑ اپشک چلا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سنا جاتا
نہ پوچھا تمنے محفل میں بھلا پھر کوئی کیا جاتا
خراش نشتر مژگاں سے دل کا آبلا جاتا
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا
بتوں کی کیا شکایت لیکے میں پیش خدا جاتا
کفن سے منہ لپیٹے قبر میں میں بھی چلا جاتا
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا چھا جاتا
ہماری جان جاتی مفت میں غیروں کا کیا جاتا
نگہ بنکر ابھی میں چشم روزن میں سما جاتا
جو تو بہلا کہ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا
لہو بھی زنگ بنکے تیغ کو دشمن کی کھا جاتا
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا
اگر میں جھانکتا تو وہ پسینے میں نہا جاتا
اگر خلوت میں کہتا سخت بھی تو میں اوٹھا جاتا
کہانی اور کچھ کہتے تو مجکو خواب آ جاتا
یہی پاداش تھی جو وہ ڈگر میں اوسکو پا جاتا
یہاں وہ بار ہا آتے وہاں میں بار ہا جاتا

عدم کی رہ مین تن کا ساتھ چھوڑا روح نے تو کیا — اکیلا مین چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا

گھڑی بھر کی لیے ہی جان عدو ہی پر جو آجاتی — تمہاری بات رہ جاتی مری دل کا گلا جاتا

لگا تو لاکھہ مُنہ غیرون کو جو حق ہی وہ کہہ دیتے — بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا

ہماری قبر سی سامان غربت مین بھی ہو جاتے — جو شب کو چاندنی بچھتی تو دن کو ابر چھا جاتا

ملا تیرا ہی بشکل چشم تر جب سے سیاہی مین — اگر مین نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کھا جاتا

پتا اونکا کہین پایا نہ پائی پانو نے مین طاقت — تجسس عمر بھر کرتے اگر ہمسے چلا جاتا

بہت سمجھا کی مجکو دوست سی اوٹھہ گئے روکر — مری قسمت مین جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا

فرشتے سی پری سی حور سی سب سے ہی تو خوش گل — زمین ہند مین خاک اور آنکھون مین سما جاتا

لٹا دیتی فقیرون کو اگر تم حسن کی دولت — ہر اک قارون بنکر دہر سی تحت ثری جاتا

نکر تو مدحت خط سیہ جو ہم تعریف بالون کی — حسد سی افعی گیسوی جانان ہر کہا جاتا

رقیب ردروکی ہاک کیون تم نے بٹھائی ہے — اکیلے مین جو ملتا شیر تھا کیا مجکو کھا جاتا

کیا سیدہا فلک کو مین نے آخر چار نالون مین — چڑہا آتا تھا سر پر اس سے مین کر تک دبا جاتا

گھرونا ادہر کا نقش و نگار رنگ سی پر ہے — کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا مٹا جاتا

سُنا ہی جہوٹ شکوی عاشق صادق کی سنتی ہین — زبان سی کچھ نکل جاتا نہ جب ہمسے سُنا جاتا

مری نالون سے کچھ تو کاروان کی بھیڑ بڑہ جاتی — لحد کی سوتی چونک اوٹھتے جہان شور درا جاتا

بدن سی سر اوتروا کر جو مل جاتی شہیدون مین — ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑہا جاتا

نہ تھا کچھ کام دنیا سے نہ کچھ حاصل تھا عقبی سے — یہان محو فنا آتا وہان محو لقا جاتا

۵۳	ہوئی کل قصہ خوانی کہین سے اوٹھا لی شوقی	جو کوئی رحم دل روتا تو محفل مین ہنسا جاتا	۳۴

دل مجنون مرا عاشق ہے کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے ابھی قرآن کی منزل مین محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار بسمل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

یہ وہ در ہے کہ لب ہلتے نہین دیکھا ہے سائل کا
شکستون پر صدا دیتا نہین کاسہ یہان دل کا

غلاف خنجر قاتل لپیٹا حال پر میرے
ہوا جو سر مین بیتابی سے نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخدان مین نہین میرے فرشتونکو
بھلا کیونکر کہون نقشا ہے یہ مین چاہ بابل کا

کہون کیونکر نہین دیکھا ہے تجھسا مین نے عالم مین
کہ ہے آئینہ دل مین حسین تیرے مقابل کا

سنا ہے فرقت حوا سے برسون بو البشر روئے
ملا تھا جسم آدم مین مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے بربادی بلبل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھے سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے مین پہنے ہین معشوق سب گنڈھا مری گل کا

وہ گریان ہون اگر خاک شفا مین خاک ملجائے
ابھی آنسو بنے تسبیح مین دانہ مری گل کا

لحد مین ہوگیا سوز دروں سے خاک مین گریان
لگا دھبا فرشتون کی بھی دامن مین مری گل کا

عبث کاٹی ہین ضد سے باغبان نے اسکے گلچین نے
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ مین شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہوتی گوش گل کر آپ ہوجائے
کہ اوٹھنا نازکی سے بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر مین میرے قبر سے کچھ کم نہین رہتا
وطن مین بیٹھے بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد مین تو غفلت ہوگئی دونی
چلا جو چار کے کاندھے تھکا وا کیا ہو منزل کا

عدم سے آنے والون مین جو تو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دے حال کیا ہے پہلی منزل کا

غریبون کی ضعیفون کی وہان قبرین ہوئین لاکھون
ملا آرام تکیہ بن گیا ہے کوے قاتل کا

فقط دیکھی سے ناقہ کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریر پردہ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل — گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا
خدا جانے کہ جل کر مر گئی فصل خزانی مین — نیا پایا باغ مین گلچین نے اک پر بھی عنادل کا
تصدق ہوتی ہین جو لوگ اوسکی شمع قامت پر — نظر آتا ہی فانوس خیالی رنگ محفل کا
ہوی برخاست اہل بزم سے جس حسن شب کو — شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا
نہین آنکھو نپہ ابرو سیکڑون پر یہ کہتا ہے — عجب مضمون تازہ ہی لکھا ہی شعر کامل کا
یہی آنکھین ہین جس سے موج زن تھا نوح کا طوفان — وہ ایسی خشک ہین دہوکا ہوا دریا پہ ساحل کا
تصور ہے جو بوسی کا زبان کچہ اینٹھی جاتی ہی — تمہارا خط ہی میری واسطے کا لنبا ہلاہل کا
اوٹھائے داغ شوق قتل مین اس رخنہ سینے پر — گریبان مین ہمارے رنگ ہی دامان قاتل کا
ہمیشہ زندگی مین تاکتے تھے خوب ویلون کو — ہوی جب خاک ہم تو وہ بنی خود تیر قاتل کا
ہوا ہون قید ای رشک پری مین تیری محفل مین — بنا ہی مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا
اگر مین قید سے چھوٹتا بھی ہون پھر قید تو ہوتا ہون — سوا ہوتا ہی میری بیچ پیچون نالہ سلاسل کا
تن زخمی کو خو ہی اشک کا پانی چرانی کی — بدل جائیگا فوارہ سے پھوارا مری گل کا
یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت مین دیکھا — مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا
بہونچکر زلف مین یہ دل نہ کیونکر ٹھوکرین کھائے — مسافر کو نہایت قہر ہے اندھیر منزل کا
عدم کے جانے والی قبر مین ٹھہرے ہین یک تا شب — بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

۵۴	دیگر	۲۳

عشق قد و عارض گلرنگ جانان چھٹ گیا — شمع سے پروانہ بلبل سے گلستان چھٹ گیا
لیچلے جب قید کو ربط تن و جان چھٹ گیا — کنج مرقد مین چھپے جس دن بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہون اوڑ گئی سر سی مرے ہوش و حواس
طائرون سی گنبد گور غریبان چھٹ گیا

اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہین
قبر مین دامان دل سی داغ عصیان چھٹ گیا

ناتوانی سی مرا دست جنون بیکار ہے
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا

زلف اوس حور کی دشمن ہو دل پر داغ کی
ہو رہی وہ ربط مار باغ رضوان چھٹ گیا

ہو گیا بیداغ دل طوفان آب اشک مین
دیکھیے بیڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا

دل نکل آیا گریبان کفن سی بعد مرگ
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا

راہ نکلی میرے وہو کی سی جو رو کا غیر کو
ہر طرف دربان ہوے سارے نگہبان چھٹ گیا

ناتوانی سی قدم تکلیف گردش سی بچے
پھر جفائے دست وحشت سی گریبان چھٹ گیا

تیر تو دہی پر لگایا مین مکدر ہو گیا
زنگ سیر ہی دل مین آیا زنگ پیکان چھٹ گیا

مر کے نکلی خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
کوہکن سی کوہ مجنون سی بیابان چھٹ گیا

پنجۂ رنگین کا مضمون فکر سی جاتا رہا
غوطہ زن کی ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا

لیکے بوسہ کیا رقیب رو سیہ رسوا ہوا
منہ مین کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا

یاد آیا ہی لپٹ جانا گلے محبوب کے
نخل قد یار سی کیا عشق پیچان چھٹ گیا

خون کی قطرے ٹپکی سرخ آنکھین ہو گئین
لعل لب کی غم مین لعلون سے بدخشان چھٹ گیا

رخ سی جب پھسلی قدم پر یار کی پہونچی نگاہ
تشنۂ دیدار سی چاہ زنخدان چھٹ گیا

دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا

دل جو توڑا آپ نے مجبور ہوا پھر جنون سوار
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا

خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے
زہر کھا بیٹھے جو خضر آب حیوان چھٹ گیا

گورا گورا جانہ سا رخسار چمکا یار کا
جب اوٹھایا دام گیسو ہاتھ نازک چھل گئے

زلف جب سے کی گہن سے ماہ تابان چھٹ گیا
طائر رنگ حنای دست جانان چھٹ گیا

۱۷	میری غربت دیکھکر عاشق کسی گہر یاد ہے آہوون سے دشت شیرون سے نیستان چھٹ گیا	۵۵

آپ کا ظلم بہت صبر ذرا سا اپنا
آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہین اپنا اپنا

بیٹھہ جاتی ہے مری قبر بنائین سو بار
کھوے رہتا ہون مین آغوش تمنا اپنا

خنجر یار سے مقتل مین ہوے پہلے شہید
لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا

شوق تنہائی کا ایسا ہے مری دلبر کو
کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا

نہ رہی تن کے عناصر مین مری روح کبھی
نہ اوٹھا چار کے کاندھے پہ جنازا اپنا

ظلم کرتے ہین یہ بیخوف خدا کی قدرت
کیا خدائی کو یہ بت سمجھے ہین بندا اپنا

تیغ ابرو سے کیا قتل تو فرماتے ہین
اپنی تلوار پر اب تک نہین قبضا اپنا

عکس آئینے مین دیکھا تو ہوئی دل کی تشفی
آپ کی شکل سے پہونچا یہ نتیجا اپنا

بیخطر کوچۂ قاتل کی طرف جاتا ہون
خوف سر کا ہے مجھے آج نہ دھڑکا اپنا

سنہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار
راہ پا کر لیا ہر ایک نے رستا اپنا

زلف کو ہاتھ سے بل دیکے یہ فرماتی ہین
طائر روح کے پڑ جاتا ہے پھندا اپنا

بیسبب تن پہ مرے داغ اوبھر آتے ہین
کسکا سودا ہے جو یون اوٹھتا ہے پیسا اپنا

حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین
کیسے اب جاسکے کہین ورنہ یہ کھٹکا اپنا

ملک وحشت ہوا آباد مرے سودے سے
ہے زر داغ یہ ان روزون مین سکا اپنا

ہاتہ تلوار کا مجہپر جو لگایا پہلے — ہاتہ پھر بڑہ گیا اسے جان کلیجا اپنا
پاؤن مین ملکی حنا پھرتی ہین کیون کوچے مین — آپ چورون کو دکہاتی ہین محلا اپنا

۵۶	نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا	۱۶

گلچین کے دست ظلم سے ہی گلستان خراب — صیاد نے کیے ہین ہزار آشیان خراب
گردش سے جسن نگاہ کی ہی اک جہان خراب — میری طرف پھری ہی وہی خانمان خراب
ملک عدم سے دہر مین پھر دہر سے عدم — تیری لیے پھری ہین کہان سے کہان خراب
پلکون مین جوش گریہ سے رونق نہین رہی — برسات کی وفور سے ہی سائبان خراب
غسل وکفن مین کیجیے تکلیف آپ بھی — مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب
دعواے ہمصفیری مرغان قدس ہے — بلبل سے کیجیے بحث کے اپنی زبان خراب
نالی کے ساتہ گرنے لگی اشک آنکہ سے — آواز سے جرس کی ہوا کاروان خراب
ابر وہین بل پڑا ہی مری اشک و آہ سے — برسات کی ہوا سے ہوئی ہی کمان خراب
بنت العنب کو کھینچ کر لایا ہی بزم مین — کرتا ہی کیا جوانون کو پیر مغان خراب
ہر وقت کس کی یاد مین قلزم ہی شور مین — پھرتی ہی کس کے شوق مین ریگ روان خراب
ٹھوکر بھی کھا کی شکر کی سجدے کو مین گرا — تونے کیا ہی مجکو لیے امتحان خراب
ہی چاٹ مجکو بوسہ حسن ملیح کی — افراط سے نمک کی ہوئی ہی زبان خراب
رزق ہما ہوسے نہ سگ یار کو ملے — مٹی مین رل کی میری ہوی استخوان خراب
نام رقیب لیجے نہ اسے شکرین دہن — لینی ہی مجکو منہ مین نہ کیجیے زبان خراب

بھلائی گور جو شستن سیلاب اشک نے
بعد از فنا بھی مجکو ملا ہی مکان خراب

٥٧ — ١٠

آہ رسا سے دل مین تمہارے کریگا گھر
کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب

ردیف پائے فارسی

ہی سیہ بالون سے اوس ابرو خمدار کا روپ
راست تو یہ ہی کہ جوہر سے ہی تلوار کا روپ

کیا ہی وہ آئینہ رو ہمسے مکدر دل مین
خط سبز اوسکا دکھاتا ہی جو زنگار کا روپ

چشم مخمور سے نرگس کا مٹی رنگ نہ کیون
مست کا اور ہی کچھ اور ہی ہشیار کا روپ

سو ہم گل ہی گھٹا چھائی ہی سیکش ہین جمع
دیکھیے چل کے ذرا خانۂ خمار کا روپ

روپ بالی سے دوبالا ہے قد بالا کا
بجلی چمکاتی ہی اوس چاند سے رخسار کا روپ

بل ہین سو ہی کمر یار مین زلفون کی طرح
بار کا کل نے دکھایا کمر یار کا روپ

روئے الماس سے دانتون کی تصویر ہین اگر
گہر اشک مٹا دین در شہوار کا روپ

رنگ ابرو کا مٹا دے نہ پسینا دم قتل
ڈر ہے ای ترک نہ کھو دے نہ تلوار کا روپ

نشۂ مے سے ہوا اور بھبھوکا رخ یار
رنگ لایا ہی غضب شوخ طرحدار کا روپ

٥٨ — ١٣

دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پر فن بولا
مکر کرتا ہی بدلتا ہے یہ عیار کا روپ

ردیف تائے فوقانی

ہی دہن غیب کی دیتی ہی خبر تیری بات
جفر کا حکم ہی ای شعبدہ گر تیری بات

جوہر تیغ زبان صنعت دندان کھولے
ہی جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات

منہ سے کٹ کٹ کے نکلتے ہین جگر کے ٹکڑے
موشہ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات

کچھ سخن کا نہ کھلا درج دہن سے مطلب
عقدۂ بستہ ہی ای رشک گہر تیری بات

حال دل سنکے مرا رحم سی بولا وہ صنم
دل مین پتھر کی بھی کرتی ہی گھر تیری بات

چشم جادو کی سخن گوئی سی آنکھین ہین بند
کیا نظر بند ہی ای شعبدہ گر تیری بات

برق دندان کی چمک جاتی ہی چھپ جاتی ہی یہ
شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات

چھیدتا ہی مری دل کو سخن طعن آمیز
تیر سا کرتی ہی سینے سی گذر تیری بات

بے ثمر سرو گلستان ہے نہین تجہ مین یہ نقص
سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات

گلشن خلد کی ہم سیر کرین کی مقبول
پائینگے حشر کو حورون مین اگر تیری بات

بات اولٹی ہی کہ تنگی سی دہن ہی معدوم
ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات

نور دندان سی دہن ہی چہ نخشب گویا
چاند بن جاتی ہی ای رشک قمر تیری بات

٥٩ — لاکہ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے
چھپی عاشق سی رہیگی نہ مگر تیری بات — ١٣

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات
پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات

ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات
تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات

رشک ارم رہی مری محفل تمام رات
بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات

جیتے ہین صبح وصل کی ہم انتظار مین
ہوگی کبھی تو ہجر کی ای دل تمام رات

نیند اوس پری کی وحشیون کی اڑ گئی
بجتا رہا یہ شور سلاسل تمام رات

حیرت ہوئی یہ تیرے رفتار دیکھکر
کاٹی نہ مہ نے ایک بھی منزل تمام رات

خورشید منہ چھپای پھرا ہی تمام روز
آیا نہ ماہ اوسکے مقابل تمام رات

دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کی پیچ سی
پاے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوک مژہ رہا
پھوٹا کیے ہین آبلۂ دل تمام رات

گردن مین میرے ہاتھ نہ پڑ جائین وصل مین
رکھتے ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات

وہ بے خبر ہین نیند سے بھی چونکتے نہین
فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات

وہ خال رخ کا سرمۂ آواز ہو گیا
مین ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

٦٠

عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی
آنکھون مین تھا تصور قاتل تمام رات

١٨

بتون کے غم مین تن گھلکر ہوا زنار کی صورت
نہ دکھلا ناخدا اس طرح کی بیمار کی صورت

بنائی پھرتی ہین آنکھون ہے خونخوار کی صورت
نہین تیغ کی بگڑے ہوے دوچار کی صورت

رہی گو لاکھ صحبت فرق ہے ادنی و اعلی مین
نہ خارون مین ہے رنگ گل نہ گل مین خار کی صورت

دکھائی دو وہ میرے گھر مین غیرون کو بلائین
کھڑا ہون سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت

لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹون کو نہین جنبش
کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت

لب شیرین کے دو بوسے جو مانگے بولے جھنجھلا کر
نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت

علامت موت کی پہلے مرے چہرے سے ظاہر تھی
نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت

لپیٹے پھاڑکر تار گریبان سر مین وحشت سے
بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت

مسیحائی کا دعوی آج تجکو دیکھکر بھولے
وہ خود کہتے ہین بچنے کی نہین بیمار کی صورت

جوانی پر جو غرہ ہے نہین رہنے کی دو دن مین
نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت

دکھاؤن تمکو کیا درد دل مایوس کا نقشہ
مشکل ہو نہین سکتی کبھی آزار کی صورت

پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو
اوڑینگے توٹ بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہے گو مین دیکھتا ہون
نہین ہٹتا مرا پاے نگہ پرکار کی صورت

الٰہی میکدہ کی جس طرح رونق بگاڑی ہے
بنے گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت

وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری سے بھی نہین واقف
وہ یوسف ہین کہ دیکھی تک نہین بازار کی صورت

تن لاغر سے وحشت مین ہمارا دل وہ بجھتا ہے
پھنسے ہین اس صحرا مین نوک خار کی صورت

نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشگافانی سے
سفیدہ صبح کا بنجاے سم الفار کی صورت

١٤	ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودائی مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت	٦١

ردیف تائے فوقانی

کھا فقر مین نہ گردہ نان جوین اولٹ
دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ

مسند کو لات مار بچھا بوریاے فقر
اے دل بساط فکر چنان و چنین اولٹ

کوہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سے تو
اے بت ذرا نقاب رخ شرمگین اولٹ

مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال
اے شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ

بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان
دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ

مین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار میان سے
ساعد سے وقت قتل فقط آستین اولٹ

سر سے نکال اپنے ہوا چتر تاج کی
ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ

کھینچون اگر جریدۂ عالم پہ مد آہ
دون ایک قلم مین فتر دنیا و دین اولٹ

مجھ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب
غفلت کا پردہ دل سے جہان آفرین اولٹ

اپنا یہ قصر تن نہ وبالا کیا تو کیا
اے جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ

فرقت مین جوش گریہ سے یون اولٹی سانس گر
جوش قلق سے جاے دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مہ مین مگر نہ اب
اندھیرے ہے زبان نہ ای مہ جبین اوٹ

دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال
دیگی ہوا نقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲ — ۱۶

عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سے تلخ بات
یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجا کہین اولٹ

ردیف ثائے مثلثہ

قتل کرتا ہے نہ ہے جرم نہ تقصیر عبث
نوجوانون کا ہے دشمن فلک پیر عبث

ہیوفا ہے وہ خبر سُنکے نہین آئیکا
میری میت کو اوٹھانے مین ہے تاخیر عبث

لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پر
ہم زمانے مین نہین صورت تصویر عبث

کہتے ہین عہد وخلافی کی شکایت جو کرون
کوئی سُنتا نہین تم کرتے ہو تقریر عبث

وصل مین مین نے کبھی کہین نہین ٹیڑھی باتین
مجھسے بل کرتی ہے وہ زلف گرہ گیر عبث

یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار
اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث

گردش چرخ کا شکوہ مری عادت مین نہین
مجھسے برعکس ہے اتنی مری تقدیر عبث

ناتوانی کا یہ ہے زور کہ خود مرتا ہون
تیغ کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث

چارون کے لیے دنیا مین تجھی ہے منعم
طلب عزت و ملک و زر و جاگیر عبث

اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہے
ساتھ پھرتا ہے ہمارے فلک پیر عبث

نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سے زیاد
چارون کے لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث

یہ نقاہت ہے کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر
مجھسے دیوانے کو پہناتے ہین زنجیر عبث

عمر بھر مین نہین قدمون سے جدا کرنیکا
نالہ کرتی ہے مری پاؤن مین زنجیر عبث

چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانے مین
کام اپنے ہی نہ آئی تو ہے تنویر عبث

دیکھکر اور مری زیست کا بگڑا نقشا

٦٣ | خاک ہوجاینگے عنصر جدا ای عاشق

تا ہم سرور سنتی نہین ہم سوای رنج

طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج

دیکھا نہ آنکھ بھر کے کبھی روی زشت کو

تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے

بے التفاتیون سی تری ہم گزر گئے

شام فراق سی ہمین لائی ہین زیست کے

طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے

راحت خلاف خواہش دل سی ہمین ملی

بے لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی

سر کر چھٹا ہون کاکل پر خم کے پیچ سی

بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین

تشویش مجکو رہتی ہی انجام کار کی

رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی

سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے

شادی پیام وصل کی سننے سے ہو گئی

٦٤ | عاشق کشود کار کی امیدوار ہین

بھیجدی آپ نی میری لیے تصویر عبث

چار دن کے لیے ہی خواہش اکسیر عبث | ١٦

ردیف جیم

یارب چلی زمانے مین کیسی ہوای رنج

سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج

پہونچی کبھی نہ کان مین اپنے صدای رنج

یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج

منصف ہو ایک دل یہ کہان تک اوٹھاے رنج

آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتداے رنج

دیکھین تو صبح حشر تک آب آزمای رنج

تسخیر دیو نفس سی بھاگی بلاے رنج

صدمی سی جگر کو جلایا اوٹھای رنج

دست قضا نے کھول دی عقدہای رنج

راحت طلب ہوی نہ ہوی آشنای رنج

مین اپنے طول فکر سے ہون مبتلای رنج

ہی عیش کی طلب سی جہان مین بنای رنج

جس سمت منہ اوٹھای کو ہوتی آی رنج

پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج

حد سی زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج | ١٩

ردیف حاے حطی

جھکا جو فکر مین سر نخل بارور کیطرح
تو شعر شاخ قلم سے گرے ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا سکے سے بھی سوا ہے رواج
کہ دل سے پھر نہین مٹتا ہے نقش زر کی طرح

تمھارے رخ کو خم و پیچ زلف مین دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پر
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب سیہ رو نہ بل کی لینے پاے
کہ بڑھ نجائے یہ سر چڑھ کی موے سر کی طرح

پھرا جو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کاندھون کی غش ہو گئے بشر کیطرح

ہزار ہو رخ محبوب غیرت خورشید
سواد زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمھاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑنے لگی
اوٹھایا پنجۂ مژگان نے تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی گزک جو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑ جائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایکجا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کہ سب اعضا بدل گئے لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہما سے نہ خفت ہو مجکو مرنی پر
یہ استخوان نہ اوڑ جائین مشت پر کیطرح

نشانہ اور کا تاکا جو اسے کمان ابرو
ہم اوڑ کے تیر کی آگے گئے نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مرے جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہو
نہ سر پہ اور کا احسان لے قمر کی طرح

کرشمے جو یار کے پہنائے دست نازک نے
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ روے یار اوڑا
سفید خال ہوے دانۂ گہر کی طرح

۶۵	چلو جدھر سی اودھر گرم رو نہو عاشق پھرو نہ گھر کی طرف تم کبھی شرر کی طرح	۱۴

خون عاشق مین عبث کرتا ہی او سفاک سرخ
عکس رنگ جسم سی ہو جائیگی پوشاک سرخ

خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو
کیون نہ پانی تو کرون مین گھولکر تریاک سرخ

سبز مینا مین ہی ہی ساقی شراب لعل فام
فرش مخمل کا بچھایا ہمنے زیر تاک سرخ

پنجۂ مرجان کو خجلت سی کریگا کیا سفید
ملکی مہندی دست و پا کرتا ہی وہ پیراک سرخ

قتل سی مجھ بیکس کی کچھ شفق پھولی نہین
ہو گئی ہی شیشۂ گردون مین ساری خاک سرخ

صاف قندیل در میخانہ کا دہوکا ہوا
کیف مے سی جب ہوا وہ روی آتشناک سرخ

سیل خون دل مری آنکھون سی یہ جاری ہی
دشت وحشت مین ہوی خار و خس و خاشاک سرخ

بار نتھہ کا کیونکر اوس نازک بدن سی اوٹھ سکی
نیم کی تنکی سی ہو جاتی ہی جسکی ناک سرخ

خون مین عاشق کی ڈوبی رہتی ہین یہ ترک چشم
کیا غضب تر رہتی ہین آنکھین تری سفاک سرخ

حلق بسمل نہ گئی حلقی رکاب یار کے
سیل خون یہ رنگ لائی ہو گئی پوشاک سرخ

خون مینا حسن ساقی پر فقط گرتا نہین
میکشون کی خون سی ہی خاک زیر تاک سرخ

برگ گل ہی میل وش گل کی چھوڑا یا جا ہی
کیسۂ مخمل سی نازک تن ہوا ے ڈلاک سرخ

ہین یہ سمجھا دانتون مین انگشت فندق بند ہی
خون سی نازک دہن کی جب ہوئی مسواک سرخ

۶۶	شعلہ ہای آہ آتش زا سی عاشق بن گیا ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ	۱۰

دکھلاتا ہین وہ شوکت و شان [illegible] | [illegible]

ہر نقش قدم پر ہو گمان مہ و خورشید
مستی مین ہلا دیتے ہوشان مہ و خورشید

مہمان ہون کیا چرخ کہ مدت سی ہین بکہی
اس غم ان مین دو گردۂ نان مہ و خورشید

رخسارون پہ افشان جو پردہ اوٹھا دو
مٹ جای ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیرے رخ تابان کی ثنا کرتے فلک پر
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دو نور رخ تابندہ ترے زلف سیہ مین
چھپتے ہین نکلتے ہین بسان مہ و خورشید

آئینہ مین وہ دیکھ کے رخسارۂ روشن
کرتے ہین حقارت سی بیان مہ و خورشید

جب داغ سے گرم دہی بازار جنون کو
گردون پہ ہوی گرم دکان مہ و خورشید

کس شان سے سیما کی فلک کرتا ہے دعوت
لاتا ہے شب و روز جو خوان مہ و خورشید

٦٧	نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق بہی ہوی مرتبہ دان مہ و خورشید	١٤

رخسار سے نو مہر نے کین گریبان پسند
کرتا ہے کجروی کو تری آسمان پسند

ایذا ہے صاحبان تقرب کے واسطے
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگتے ہو کیون انگرکھے کو خون سپید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کرے اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوی یار کو
جب اپنی پوست نے نکیے استخوان پسند

مجنون نے سنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا
آیا ہے میرے ضعف کو بار گران پسند

حسرت [illegible] شوق کو دامان یار کی
پائے جنون کو ضعف مین ہین بیڑیان پسند

شعرون کا میرے لطف اوٹھاتے ہین قدر دان
کہانا وہی ہے کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان جہڑک دو مانگ پہ اے آسمان حسن
اوس کہکشان سے ہمکو ہے یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین عیسی شفق بھری
ہمکو جو ہو شراب خم آسمان پسند

یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون حسین ہین
انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند

بھڑکانے سے رقیب کی کہلوائی گل مجھی
ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند

ضد ہی فلک کو ہمسی تو ہمکو فلک سی ہی
رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند

ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین
کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

۶۸	درد فراق کا ہے مزا کب وصال مین عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند	۱۲

ردیف ذال معجمہ

اوٹھا کے لکھے جو وہ غیرت چمن کاغذ
حروف گل ہون بنی برگ یاسمن کاغذ

ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے
کہ استخوان ہین خط مسطر اور بدن کاغذ

ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاک نقش قدم
لگائین پڑیون مین یو تھیکا بر ہمن کاغذ

خیال تھا کہ وہ لکھین گی ایکی خط کا جواب
اسی گمان سی کیا صرف لاکہ من کاغذ

حساب گور مین لکھنا پڑیگا تل تل کا
مدادلب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ

خبر کسے ہی کہ دی جان دشت غربت مین
اودہر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کاغذ

شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشک نافہ چین
لپیٹا بالون مین تمنے جو جان من کاغذ

رقیبونپر مری ہوتی ہی مشق تیغ زنی
تراشا سامنے قاصد کے لاکہ من کاغذ

جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا
ملا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کاغذ

فسون گری سی نہوگی جو وہ پری تسخیر
طلسم لکہ کے جلا دینگے لاکہ من کاغذ

جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو
بنا وہین خط گلزار سے چمن کا کاغذ

۱۹	کسی سے کب ورق دل مین نقش الفت ہو عبث ہی لکھتے ہو عاشق پئے وطن کاغذ	۶۹

ردیف رے مہملہ

آئی فصل گل چمن پر چھاے ابر
میکشی کے پھر مزے دکھلاے ابر

لاکھ برسے لاکھ گھر گھر آئے ابر
لطف کیا جب غم کا دلپر چھاے ابر

ہجر مین مینہ بھی اگر برساے ابر
چار دیوار عناصر ڈھاے ابر

پہلے باران کرہی اشکون کی جھڑی
آہ سوزان کا دہوان ہو جاے ابر

دیکھتے ہی بدلیان برسات کی
اور دلپر درد و غم سے چھاے ابر

پیاسے ہی مرجائین منت کش نہون
آب حیوان بھی اگر برساے ابر

نالۂ سوزان سے بجلی منہ چھپاے
چشم گریان سے مری شرماے ابر

آتش دلپر ہے روغن ہجر مین
زور سے گو مینہ بہت برساے ابر

روکش طاؤس ہو داغون سے دل
چشم تر میری نکیون بن جاے ابر

سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے
گرم نالون سے مرے جل جاے ابر

اپنی چشم تر سے مین تشبیہ دون
زور سے جب خوب مینہ برساے ابر

دیکھے کیا کیا لطف اس برسات مین
کیسے کیسے برسے کیا کیا آے ابر

مے ہے سبزہ ہے چمن ہے نہر ہے
میکشون پر اب کرم فرماے ابر

خاک برسے ایسے مینہ برسات مین
دود دل نے گھیر لی ہو جاے ابر

چشم تر سے کیا کریگا سامنا
آبرو اپنی نہ کھونے آے ابر

میکشون کا مزرع دل سبز ہو
بدلے مینہ کے مے اگر برساے ابر

کشتی می پر چڑہی ہین بادہ نوش | خوف کیا دریا اگر برساسے ابر
اوٹھے پیے در پی جو دل سی دود آہ | آسمان تک ابر ہے بالاسے ابر

۶۰ | عاشق اپنی گور پر سایہ کہان
ہان کبھی برسات مین جب آسے ابر | ۲۴

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیونکر | ہو گیا رابطۂ مور و سلیمان کیونکر
دیکھین ہو جاتی ہی صبح شب ہجران کیونکر | ہاتہ آتا ہی جنون مین یہ گریبان کیونکر
رگ اشاری سی تری ہوتی ہین بیجان کیونکر | دل مین سر کاٹتا ہی خنجر مژگان کیونکر
باد صرصر سی کہین آگی نکل جاتے ہین | دامن گرد مین اوجہین رم جولان کیونکر
در مین سو دیکی تو آنے دو مجھی دیکھون تو | سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیونکر
نالہ ہای شب ہجران کو کسی نے نہ سنا | یار کے سات ہوی گوش عزیزان کیونکر
چشم روزن سی نکلجاتا ہون مانند نظر | روک رکھین گی در یار کی دربان کیونکر
بیوفائی کا گلہ سنکی یہ فرماتے ہین | چھوٹ جاتا ہی بھلا ربط تن وجان کیونکر
تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب | دیکھین پھر رہتی ہی آب دندان کیونکر
یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہی | کیا بیان کیجیے کاٹی شب ہجران کیونکر
دامن کوہ کے ٹکڑی ہین مری ناخون سی | دامن گرد سی ڈہانکون تن عریان کیونکر
ضعف سی ہل نہین سکتی مدد ای جوش جنون | دیکھین طی ہوتا ہی وحشت کا بیابان کیونکر
ساز آنکھون مین ابہی تک ہی مگر حیرت سے | پھر گئی ہمسے تمہاری صف مژگان کیونکر
جی شگفتہ ہوا ایک دن ای تیر فگن | ہو گیا دل صفت غنچۂ پیکان کیونکر

کثرتِ خوفِ گنہ سے مرے آنسو سوکھے
تیرہ روز دن کاٹی نامۂ عصیان کیون کر

دیکھکر شامِ شبِ وصل کو گھبرائی بہت
غیر سے پوچھتے ہین کرتی ہین سامان کیون کر

قتل کی بعد تکدر جو ہوسے کیا حاصل
خاک ڈالی سے چھپے خونِ شہیدان کیون کر

پاک دامن ہون رکون گا نہ مثالِ یوسف
دیکھو کھل جاتا ہے قفلِ درِ زندان کیون کر

وحشیون کو جو ملے زلف تماشا دیکھو
باتین کرتی ہین پریشان سے پریشان کیون کر

شررِ نارِ جہنم بھی دکھائی دیگا
آتشِ عشق سے جل جاتی ہین انسان کیون کر

ثمرِ خام لگا ہے شجرِ قامت مین
سرخ بوسون سے کرون سیبِ زنخدان کیون کر

کیونکر آہِ شبِ فرقت مین اثر پیدا ہو
ہاتھ آجاے کلیدِ درِ جانان کیون کر

گوے چوگانِ صنم سر کو بنایا ہین نے
جان پر کھیل گیا مین سرِ میدان کیون کر

۱۹	مصحفِ رخ نہ اگر بیچ مین ہوتا عاشق ہندو زلف سے بچتے یہ مسلمان کیون کر	۱۷

خون مین ڈوبی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر
چرخ صدقے ہو گیا آبی دوپٹا دیکھکر

پاؤن پھیلا راہ مین اوس گل کا چہرہ دیکھکر
ہاتھ کھجلانے لگی کرتی مین کانٹا دیکھکر

حلقۂ کاکل نہ آئینے مین دیکھا اے شوخ چشم
یہ ہرن وحشی ہین رم کرتی ہین پھندا دیکھکر

کیا گل نظارہ لوٹے عارضِ گلنار کے
بخت میری جاگ اوٹھے اونکو سوتا دیکھکر

مُردے زندہ ہون مگر بیمارِ عشق اچھے نہون
ڈالنا ہاتھ ان مریضون پر مسیحا دیکھکر

جوشِ وحشت مین طبیعت بسکہ ہوئی تنگ
خار خارِ دل سے ہین خارِ صحرا دیکھکر

کچھ ہمین کو میکشی کی آج کل خواہش نہین
جام ہاتھون سے کھسل پڑتے ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کو نہ ہمسی کھل سکی
توڑی ہاتھون کو اوڑھی انگیا کی چڑیا دیکھکر

تیری تلوی رشک گل ہی نازنین یاد آگئی
مجکو سودا ہوگیا نقش کف پا دیکھکر

ساقیا مے سی جیکا دی باغ ہی اور ابر ہی
آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر

اور گرمی سی بڑہی ہی رنگ طلائی کی بہار
سونے کو پانیکا دھوکا ہی پسینا دیکھکر

تنکا تیری ناک کا تنکے ہمین جنوائیگا
زہر ہم کھا جائین گی کا نون کا سبزا دیکھکر

دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پیما
تخت شاہی ملگیا دانتونکا چوکا دیکھکر

بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا
طوق سمجھونگا در جنت کا حلقا دیکھکر

قد بتھا یوںنا سا پڑی رہتی تھی بندی کان مین
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر

بے ثباتی سنکے دنیا کی ادہر آنا نہ تہا
اس خرابی مین بنایا ہمنے گھر کیا دیکھکر

کان کی جھمکی کی فرقت نی جلایا رات کو
دل مین چھالی پڑ گئی عقد ثریا دیکھکر

مل نہ ہاتھون مین حنا انگیا طلائی ہی اگر
پھر سب رہ جائینگے سونیکی چڑیا دیکھکر

۹	مدتون سے ربط شعر و شاعری جاتا رہا پھر غزل تحریر کی عاشق نے چڑیا دیکھکر	۷۲

غافل جو گوش دل سے سُنی تو صدائی گور
کہتی ہی خاک زیر قدم ہی یہ جائی گور

کیا جانین جس مقام کی مطلق خبر نہین
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم راہ جائی گور

ہر چیز کا ہی رزق معین جہان مین
ہوتا ہی ایک دن تن انسان غذائی گور

دیوانہ کر دیا ہی مجھے شوق مرگ نی
عریان ہون اسلیے کہ پہنون قبائی گور

پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو
کیونکر نہ تنگ مجھ سے گلے سے لگائی گور

کھل جائے زندگی مین اگر لطف خواب مرگ ۔ بدلے مکان کے چاہیے انسان بنائے گور
جز شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پر ۔ جیسا فلک نے زیست مین اب آزمائے گور
رہتی ہے مجکو ہجر کی سختی سے یاد مرگ ۔ طول مرض سے کہتا ہے انسان کہ ہائے گور

۷۳	مردونکا قرب بھی ہے جو وحشت مین ناگوار عاشق نہو گی خاک مین تجویز جائے گور	۸

بیٹھے ہو پیٹ پھیر کے تم کس قصور پر ۔ نقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر
محروم تیرے کوچے سے رکھا ہے ضعف نے ۔ گلشن سے عندلیب کے کاٹے ہین دور پر
سمجھا ہین خط مطرب داؤد لحن کو ۔ لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر
سودائے زلف یار کی بہتان بندہ گئے ۔ کیا کیا نہ بندشین ہوئین مجہ بے قصور پر
تقویٰ پہ سر کا آپکے دیکھا جو ضعف ہین ۔ بجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر
بنت العنب کی عشق مین دینا ہے شیخ دین ۔ پھر یون پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے ۔ انسان کے لیے ہین یہ عقل و شعور پر

۷۴	بھڑکا ہے لاکھ آتش داغ جنون سے تن ہے سیل اشک چشم بھی عاشق وفور پر	۱۲

دریائے اشک بعد فنا بھی ہے زور پر ۔ چادر کے بدلے پانی کی چادر ہے گور پر
احسان بعد مرگ کیا ہمنے چور پر ۔ رکھوا گئے کفن کو اتروا کے گور پر
وہ آزمائین تیر اگر اہل زور پر ۔ بیٹھے نکل کے خاک سے بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہے چاند سے ۔ دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہی شعلۂ رخسار یار کا
اونگلی جو تھا بنی قول کی چھالے کو دیکھکر
تھی شمع رات بھر مین نہ پروانونکا ہجوم
دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے
دریا بہایہ اشک کا مجھ تیرہ بخت کی
قلزم مین اشک گرم جو ٹپکا ہی آنکھ سے
دل مین ہمارے چھید ہین تیز نگاہ سے

۷۵ | عاشق کو ایکبات ملاقات کی یاد ہی

مردہ چھدی لگا ہین جو وہ تیر گور پر
وحشت مین اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ
ہمسے جو زنگ آئینۂ دل نہ اوٹھ سکا
اسباب ظاہری سے نہین اشتہار نام
مارت کے بعد بیٹھ لگی ہی زمین کو
غرّہ رہا کسیکا نہ دنیا مین اے پری
بعد فنا نجارتپ غم نہ کم ہوا
رحمت کو قطع کرتی ہی تر دامنی مری
بے مایہ مر بھی جاسے تو حاصل نہو فروغ
میری چراغ داغ مین روغن بڑھا دیا

تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہی چور پر
کیون حکم قتل کرتی ہو گٹری کی چور پر
اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر
آنکھین ہون نیشکر کیطرح پور پور پر
مسّی سی جم گئی لب دریاے شور پر
تبخالہ پڑ گیا لب دریاے شور پر
ابرو کمان کی مشق ستم ہے چہ زور پر

۲۲ | افزون ہی شور اشک سمندر کے شور پر

قربان اپنے غیرت بہرام گور پر
روشن چراغ وادی ایمن سے ہے گور پر
بیٹھے فقیر ہو کے سکندر کی گور پر
آئینہ کب لگا ہی سکندر کی گور پر
تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
کیا بیکسی ہی آج سلیمان کی گور پر
رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر
پھٹتا ہے ابر بھی اگر آتا ہی گور پر
جلتا نہین چراغ بھی مفلس کی گور پر
پانی کو بعد دفن چھڑکو اسکے گور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان
لاتی ہے بوئے گل کو صبا میری گور پر

میت پر اپنی ابر نے آنسو بہائے ہین
باد صبا نے خاک اوڑائی ہے گور پر

افسردہ دل کو جب نے بانی سے کیا حصول
مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر

مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے
اے ماہ آئیے کسی تاریخ گور پر

میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ
تاریخ ہو عزیمت تسخیر گور پر

شمع مزار صاف ہون گوری کلائیان
رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر

بیوجہ آج بوسے دیے ہین جو اے صنم
کیا آئے لات مار کے حاتم کی گور پر

ظاہر ہے میری قبر سے سوز دروں کا حال
سبزی کے بدلے آگ کا ہے ڈھیر گور پر

چادر چڑھا دو موتیون کی اشک چشم سے
بجلی جو تم نے ہنس کے گرائی ہے گور پر

سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سے
چادر نہین تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر

ہمدرد کو بھی ہے مری صحبت سے احتراز
پروانہ تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

۷۶	کیا جہین آگئی کہ اوتارا مزار مین دو پھول بھی چڑھائے نہ عاشق کی گور پر	۳۰

بس جائے یون نہ حسن ملیح نگار پر
چھڑکون اگر نمک ہین دل اعذار پر

دل لوٹتا ہے سینے مین رفتار یار پر
بلبل فدا ہے آمد فصل بہار پر

یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر
ہر وقت جان رہتی ہے بندہ کی دار پر

مر کر بھی مرتبہ ہے یہ سودائی زلف کا
سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر

پرسش نہوگی ایک گنہ کی بھی دیکھنا
میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سودی ہین یہ گھلا ہون کہ صورت بدل گئی / پنجہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر
اوڑکر مکان یار کو ڈھونڈھونگا چار سو / امید و شوق و عشق و کشش ہین یہ چار پر
یہ لطف درگذر ہی یہ رحمت کی ہی صفت / دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر
نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جاے / ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر
دیتا ہی لطف کیا عرق شرم وصل مین / شبنم پڑی ہی سبزۂ رخسار یار پر
روکا ہے اپنی سر کی دلاکر مجھے قسم / کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر
کوٹھے پر آپ ہوکے مکدر چڑھے نہین / اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر
زندہ رہی تو جائیگی گلشن مین لاکھ بار / صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر
ثابت کرین تو اپنے ہواخواہ کا قصور / آندہی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر
لذت کو ترک کرکے جو کھاتی ہین نان خشک / گھی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر
ملتا ہی رزق مومن و کافر کو شام تک / دشمن پہ التفات ہی جو دوستدار پر
اوس بت کی جستجو نے کیا اسقدر ضعیف / چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر
ذاتی برش سے ابرو قاتل کی تیغ مین / رکھی گئی نہ باڑھ کبھی ذوالفقار پر
دنیا مین ضرب دست خدا کی تھی پناہ / کافر ٹھہر سکتے تھے نہ پیش ذوالفقار پر

۷۷	عاشق امید عفو کی ہے انکسار سے مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر	۱۴

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر / بیچتے ہین مرد کو میدان مین دل دیکھکر
آئنہ چھوٹا نشان حسرت دل دیکھکر / میرے آنسو گر پڑے ہوٹا کو زائل دیکھکر

جہانتک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
بڑہ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھکر

قید کیون ہوتا اگر مین بہاگ جاتا دشت کو
پانون بہاری ہو گئی میری سلاسل دیکھکر

کیجیے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر
درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر

دل ہوا خوش جسم جب پہنچا کنارے گور کی
اہل کشتی ہوتے ہین مسرور ساحل دیکھکر

جب نمکدان سے ہٹا دی زلف وہ زہرہ جبین
تمکین کا نہ ہون سکے فرشتی چاہ بابل دیکھکر

غیر کو خال و خط رخسار کی ہو کیا تمیز
پڑہ نہین سکتا کبھی مصحف کو جاہل دیکھکر

اپنے دل سے چیخ نے آخر گرایا برق کو
تیری ہنسنے سے اوسی کر کی مقابل دیکھکر

غنچہ غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے
ناوک مژگان سے قاتل تاک لی دل دیکھکر

کہو کی دنیا مین دل سوزان کو ڈہونڈہا حشر مین
انگرہ دوزخ اوٹھایا صورت دل دیکھکر

عکس وہ ہی صاف دلبر کچھ نظر آتا نہین
آئنہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر

خاک مجہ کاہیدہ کی پہرتی ہی کوچے یار مین
خوش ہی وہ سفاک دیوارون کی یہ گل دیکھکر

۶۸	گو ہر مضمون عاشق کی جگہ ہو گا نہین	لیجیے موتی کوئی بندی کی قابل دیکھکر	۱۹

وصف تیرا خلد مین موقوف ہی کب حور پر
بنگیا شکل زبان ہر برگ نخل طور پر

یون چھپے موسے سے نور جلوۂ رخسار یار
ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر

مدتون یکسان رہے جو چیز اوسمین لطف کیا
زال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر

پیروی مجنون کی کرتے آئی عاشق آج تک
اب قیامت تک چلینگے سب ہی دستور پر

کیون نہ ای سفاک مائل ہون صفین عشاق کی
کیا جہکی پڑتی ہین پلکین دیدۂ مخمور پر

بہ گیا مرہم پگہل کر زخم سے اللہ رے سوز
جل گیا پہاہا اگر رکہا مرے ناسور پر

فوق ہی عمر خضر پر طول مین اوس زلف کو
بام پر ہی بار جان بازو نکا ہو کیونکر گذر

اس سی ڈہ بار ہی عاجزونکو ہی تمہاری لطف کی
ظرف عالی جنکی تھی اونکا نہین باقی نشان

زخم دل جلتا ہے یادِ شعلۂ رخسار سے
پھر جراحت دل کی بگڑ گئی ہجوم حرص سے

عطر نے چمکا دیا بالون کو گورے گال سی
شہد لب سی شمع رخ کو ہو گیا ایسا فروغ

پردۂ راز محبت گو انا الحق سے کھلا
سختیان لاکھون اوٹھائین ایک ہے کو کی یہہ

روز روشن منہ چھپاتا ہی سوادِ زلف مین
جنس دل جو کھون اوٹھا کر یار تک پونچائینگی

مشک پر بو مین سیاہی ہین شب دیجور پر
دخل پروانون کا کب ہوتا ہی شمع طور پر

رحم آیا تھا ذرا سا لشکر تیمور پر
لوح چینی کی نہ دیکھی مدفن فغفور پر

عشق نے رکھا ہی پھایا داغ کا ناسور پر
بیٹھتی ہین مکھیان پھر زخم کی انگور پر

نکہت مشکِ ختن کیا چرب ہی کافور پر
شل پروانہ جلاتی ہین پہان زنبور پر

قطع ہے جامہ فنا فی اللہ کا منصور پر
مزد دیکر آپ منت رکھتی ہین مزدور پر

نور عارض سے لگاتی ہے شب دیجور پر
گو حفاظت مال کی واجب نہین مزدور پر

۸۹	عاشق انکو چشم حسرت سے نہ دیکھیگا کریم

عکس لب پڑتا ہی تیغ ابرو خمدار پر
صاف ظاہر ہے نشان بوسہ چشم یار پر

المدد ای شوق دیدار پری رو المدد
نشۂ مے سی ہماری عقل زائل کب ہوئی

اپنی انگیا دیکھو دینا نہین وہ رشک حور

۴۴	چشم پوشی کرتی ہین ساقی سے جو عہد پر

رہتی ہے ہر وقت اٹھی باڑھ ہاتھ ابرو تلوار پر
مہر کرنے کی ہے جام شربت دیدار پر

دست و پا میرے بنا دی ایکدم مین چار پر
پاؤن کی لغزش مین رکھا ہاتھ دوش یار پر

بیٹھنے پاتا نہین مرغ نظر دیوار پر

جھوٹے وعدون ہین تمہین کن کا تماشا منظور ہے
ای مسیحا رات کٹنے کی نہین بیمار پر

جام بھرنے ہین جو عکس لب وہی ساقی کا پڑا
شیشۂ مے نے گلے کو رکھدیا تلوار پر

اوس چاٹے سبزۂ رخسار جانان کی اگر
زہر سے چھالی پڑین لاکھون زبان مار پر

چور کی مانع صفائی خانۂ دلدار ہے
گر پڑا سایہ پھسل کر جب چڑہا دیوار پر

کب بھلا کوئی کسیکے دکھ مین ہوتا ہی شریک
گل ہنسا کرتے ہین حال نرگس بیمار پر

بزم عشرت مین جو آیا وہ مسیح شمع رو
جتنی تصویرین تہین وہ پھرنے لگین دیوار پر

گفتگو کرتی ہے کیا بل کی زبان حال سے
تیری زلف پرشکن آتی ہے مہرہ مار پر

چشمۂ حیوان دہن ہے ہو نہ کیونکر زندہ نام
بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پر

تم وہ کافر ہو تماشے کا جو تمکو شوق ہو
بھیس ہین پتلی کو ناچے آنکی کالی تار پر

تیغ ابرو تیز ہوتی ہے نموے یار سے
جسقدر ہے باڑہ پر قد باڑہ ہے تلوار پر

خالق حور و پری گاہک ہے ایسی جنس کا
ختم یوسف کی خریداری نہین بازار پر

اس برس جو فصل گل مین چہچہے بلبل اوڑاے
پر نمو کر آئین بازو کی طرح منقار پر

مجکو سولی پر چڑہا تو جو عوض منصور کے
سر اوترنے پر بھی حق رہتا زبان دار پر

قتل سے کیون تیغ ابرو رہگئی بل پڑ گئی
نقد جان ہم دیتے ہین کستی ہوئی تلوار پر

سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا
کہتے ہین منہ کھول کر کیا باڑہ ہے تلوار پر

کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہین
جمع پشتے بھی لہو پینے کو ہین تلوار پر

عکس محرم پر دُر دندان کا ہنسنے مین پڑا
موتیون کا آج چونا پھر گیا دیوار پر

سر بھی پھوڑیگا اگر معمار سے ٹھنے کا نہین
رنگیا ہے خون ناحق ریختہ دیوار پر

٧٨	پل مین ظاہر ہوگئی عاشق پر اوسکے دل کی بات دیکھکر مجکو نظر اونکی پڑی تلوار پر	١٥

ہی صدمۂ فراق بہت میری جان پر	اک آسمان ٹوٹ پڑا ناتوان پر
حوا کی شکل پہ ہین نہ آدم کی شان پر	یہ بہت پڑے ہین اور کسی خاندان پر
پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سے	جب میری استخوان سے لگے استخوان پر
حسرت سی لوگ میری جنازی کہ کہتے ہین	پیر فلک بھی روئیگا ایسے جوان پر
تیری مریض سے جو اوٹھائین مشقتین	جاکر مسیح بیٹھ رہے آسمان پر
مین نے کہا کہ وعدہ خلافی سے کیا حصول	بولے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پر
وعدی کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کا	ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پر
خواہش ثبوت ہو جو سگ کوی یار کی	ای شوق ابھی نکالین مری استخوان پر
ملکِ عدم مین رہتی ہی کس جنس کی تلاش	ہر روز کاروان گیا کاروان پر
بوسے جو یار کے غیر سی یاری تمہار مین	دیکھو گے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پر
حالِ تپ فراق طبیبون سی کیا کہون	پھیکا نہ ذائقہ ہے نہ تلخی زبان پر
ای آہ تونے پھونک کی جھگڑا اٹھادیا	لڑتے سگان کوی صنم استخوان پر
دردِ فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے	ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمی جوان پر
ابرو کا بل ہی آپکو غمزہ مژہ کا ہے	پیکان تیر مین ہے نہ چلا کمان پر

٧٩	عاشق اب اپنی خاک ٹھکانی لگاؤ تم بیٹھو فقیر ہوکے کسی آستان پر	١٩

وہ دانت پیستے ہیں باغ میں صنوبر پر ‏ دباؤ ڈالے لیتے ہیں سرو قد برابر پر

پڑی ہے آنکھ دم ذبح اوسکے خنجر پر ‏ لکیریں خون کی پلکیں ہیں چشم جوہر پر

زمین سے فیض ہو کشت فلک کو شل سحاب ‏ جو رکھوں دامن دریا کو دیدۂ تر پر

تمہاری خندۂ دندان نما سے حیرت ہے ‏ ہنسی کا شک ہے مجھے موج آب گوہر پر

غضب سے دیکھ کے قاصد کو ہنس پڑا وہ بت ‏ خدا نے آگ کو گلشن کیا پیمبر پر

یہ بعد ذبح نکالیں کدورتیں دل کی ‏ کہ خاک ڈال دی خون شہید خنجر پر

وہ ناتوان ہوں کہ بس جائیں استخوان بدن ‏ تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر

برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہے صبر کا ناز ‏ ہر اک کو دونوں میں دعوا ہے اپنے جوہر پر

فلک ہوا ہے تری چشم مست پہ مائل ‏ شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر

رہے نہ قید ملاقات آئیں جائیں مدام ‏ جو گھر ہے آپ ہمارے ہم آپکے گھر پر

قیامت آئے تو ہو داد خواہ کو شادی ‏ نماز شکر ہو دامان روز محشر پر

یہ اور بات ہے ناحق صنم جو قتل کریں ‏ ثبوت جرم و خطا کا نہیں پیمبر پر

ڈرا خدا کی قسم بار زلف یار سے ہیں ‏ یہ خوف وہ ہے جو طاری ہوا پیمبر پر

وہ بادہ کش ہوں صراحی گلے کا ہے تعویذ ‏ عوض کلاہ کے ہے جام کاسۂ سر پر

مآل مال ہے فقر و غنائے صاحب مال ‏ رہیگا پاس نہ دم بھر یہ نقش ہے زر پر

گلا ذرا سا کٹا باڑھ ہو گئی سیٹھی ‏ یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر

مرا غبار رقیبوں کو سد باب ہوا ‏ اوڑی یہ گرد کہ دیوار بن گئی در پر

یہ معجزہ ہے کہ روشن ہے بوذری کے نام ‏ بنا ہے زر ید بیضا کف تونگر پر

۱۸	نہین ہے غیر کا محتاج فقر مین عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا در پر	۸۰

قیمت لعل لب سے دلبر توڑ ‌ ‌ ‌ دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ

خاکساری سے کر صفا حاصل ‌ ‌ ‌ اپنا آئینہ تو سکندر توڑ

آزماتا ہے کیا ہمین او ماہ ‌ ‌ ‌ ہو جو مرضی تو لا مین اختر توڑ

ہم نہ توڑینگے خاطر ساقی ‌ ‌ ‌ زاہدا تو نہ طعن ہمسر توڑ

تیر مژگان کا ای کمان ابرو ‌ ‌ ‌ آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ

سخت گوئی نکر صنم ہم سے ‌ ‌ ‌ شیشۂ دل کو دیگا پتھر توڑ

تیر مژگان ہزار آکے لگے ‌ ‌ ‌ سب نے دل مین کیا برابر توڑ

جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد ‌ ‌ ‌ غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ

دل کی قیمت اگر بنی نہ یہان ‌ ‌ ‌ دیکھنا ہوگا روز محشر توڑ

ذبح باہر چمن سے کر صیاد ‌ ‌ ‌ نہ یہان عندلیب کے پر توڑ

نازنین ہاتھ مین نہ موچ آجاے ‌ ‌ ‌ بید ھٹرک یون نہ تو گل تر توڑ

جان تک دیکے بوسہ لینگے ہم ‌ ‌ ‌ اسکی قیمت کا کرلے دلبر توڑ

حرص نے دربدر یہ دوڑایا ‌ ‌ ‌ پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ

حشر مین دیگا کیا جواب ستم ‌ ‌ ‌ زعم باطل کو اے ستمگر توڑ

سرزنش موذیون کو ہو نہ مفید ‌ ‌ ‌ نکلین افعی کے دانت دین گر توڑ

ہوتا ہے جان نثار لاکھ مین ایک ‌ ‌ ‌ ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

عیش دنیا کے ہیچ ہے دنبال | جان تجھی سے ناز پرور توڑ

۸۱ | سینہ شق کر قلق سے اے عاشق / لوح دل سے طلسم پیکر توڑ | ۱۶

ردیف زاے معجمہ

ہین ہفتہ دوست آتی تھی یا ایکبار روز — ملتے نہین مکان پہ اب چار چار روز
کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز — یکسان رہی نہ تمسے ملاقات چار روز
گردن مین ڈالے رہتے ہین لعلونکا ہار روز — رہتا ہے انتو خون کسیکا سوار روز
رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز — کاغذ بھر اور گھٹتا ہے یہ جسم زار روز
برسا ہے ابر چار مہینے کبھی کبھی — آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز
دونی ہوئی جو ابرؤن کے بیچون کی یاد — کٹ جائینگے یہ زیست کی جلدی ہی چار روز
دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے — شب کو بلاے زلف ہے سر پر سوار روز
گھی کے چراغ اتنے جلاؤن اگر وہ آئین — بنجاے روشنی ہی شب وصل یار روز
دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے — گذرے قرار وصل کو اب بیشمار روز
بوسون کی جیت ہار ہین اپنا ہی فائدہ — کیون اوس قمر سے شب کو نہ کھیلین قمار روز
طفلی سے تیرے در کی اوڑاتا ہون خاک مین — بڑھتا ہے چشم پیر فلک مین غبار روز
اقرار وصل کا جو کئے شب غلط ہوا — گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز
قد تخن ہوئی جو مسے کی تو بڑھ جائینگا فتنا — تاڑی پہ اب کے سال کھینچینگے کٹار روز
شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین — لرزہ کا جیسے آئے کسیکو بخار روز
کھاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم — پھر دن کو گھر پہ آتے ہین کیون بار بار روز

٨٢

اونکے مزاج مین ہے تلون تو رشک کیا
غیرون پہ التفات ہے عاشق پہ چار روز

٢٥

لیتا ہون چشم مست کی بوسے تمام روز
دور شراب ناب ہے چلتا ہے جام روز

ہرجائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز
پھرتے ہے آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز
تکرار میرے آپ کی ہے لا کلام روز

دن بھر تمہارے گھر مین ہے شرب مدام روز
گردش مین آفتاب کی صورت ہے جام روز

صاحب کرے سوال کہا تک غلام روز
کر دیجیے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین تک نہین
روشن ہے مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہی چرخ جارمی سے لب بام طعنہ زن
خورشید سے لڑاتی ہے آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہے وصل مین
زاہد ہمارے نیند نکر تو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کا ہنا ہے
یوسف سے لیکے چھوڑدی ہین غلام روز

ہم چھوڑتے ہین جاگ کر آنکھین تمام شب
وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق بنا جو مجکو کسی چشم مست کا
برسون پلائی ہفت ہین ساقی نی جام روز

قسمت مین فاقہ مست کی عشرت خوشی کہان
برسون مین عید آئی ہے ماہ صیام روز

بوسے کے سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھ
خالی نہین غرض سے تمہارا سلام روز

خالق ہے مہربان مدد گار بخت ہے
سنتے نہیں وہ بھیجتے ہین اب پیام روز

واعظ دیا جو حرمت بنت العنب کو طول
بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

ہمنے ادب سے بات تون سے کبھی کی
ہو نہی نہین کرین جو ندامے کلام روز

ہین تیرہ بخت دن کو گیا جس مکان مین
نکلا سمٹ کے روزن در سی تمام روز

زلفِ دراز و عارضِ نازک کو دیکھیے
کوتاہ نصفِ شب ہی کہین ہی تمام روز

کی روزِ وصل یہ مرے طالع نے کوتہی
پہنچی شبِ فراق رہا نا تمام روز

جانِ حزین نے ساتھ دیا روزِ وصل کا
ہم ہو گئے اخیر ہوا جب تمام روز

راہ دہن چھپی ہے خطِ سبزِ یار مین
بھکاتے ہین یہ خضر علیہ السلام روز

پیری مین اپنے موی سیہ جب ہوے سفید
ثابت ہوا کہ شب کا ہی قائم مقام روز

سودا اسے زلفِ یار مین اولٹا سفر کیا
ہنگام سیرِ شب ہی تو وقتِ مقام روز

دم آئے مارِ زلف کے کشتے ہین ہے محال
پہونچا کرین مسیح علیہ السلام روز

۸۳

عاشق بہار ہین یہ شب و روز ہجر کے
کاٹی جو مرکے شب نہین ہوتا تمام روز

۱۵

دخترِ رز کو لیکے نکلے بادہ خوار اب کی برس
کیا لیا قاضی کو شیشے مین اوتار اب کی برس

گھر سے کم نکلا ہو وہ رشکِ بہار اب کی برس
مر گئے اوس گل کی فرقت مین ہزار اب کی برس

قبر پر آتا نہین وہ شہسوار اب کی برس
خاکساروں سی ہی کیا دل مین غبار اب کی برس

جوش پر ہی ساقیا فصلِ بہار اب کی برس
میکدہ مین گھس پڑینگے بادہ خوار اب کی برس

اے جنون ہین ضعف سے تماشا سار اب کی برس
پیرہن خود ہو گیا ہی تار تار اب کی برس

لوٹیے اے ترک گلشن کی بہار اب کی برس
طائرِ رنگِ چمن کیجے شکار اب کی برس

وصل مین برسا ہی کیا ابرِ بہار اب کی برس
اے صنم ہی مہربان پروردگار اب کی برس

آگیا ہی یاد کسکا خندۂ دندان نما
برق آکر لیگئی صبر و قرار اب کی برس

باغ مین دس روز تک کہیلا جو گیندا پارسی
ہے گل صد برگ پر مائل ہزار ابکی برس

قیدسے کاکل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
سبکے بدلے ہو رہا تقصیروار ابکی برس

سیل اشک چشم سے سو بار ڈوبی ہے زمین
گرپڑیگا گنبد نیلی حصار ابکی برس

کار نشتر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برسادے رگ ابر بہار ابکی برس

ٹالتا ہے وصل کا وعدہ وہ آنی کا نہین
ہو گئی ہے برسون یہی کہتا ہے یار ابکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ بہر میکشی
ہے مہینون سے تمہارا انتظار ابکی برس

۸۴ — ۱۸

غیرت سرو چراغان رشک طاؤس چمن
ہے تن پر داغ عاشق پر بہار ابکی برس

نہین تہی جنکے زبان ولب دہن خاموش
پڑے ہین قبر مین پہنے ہوے کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکے کردیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سے ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہو سکیگی کبہی بد حجت دہن خاموش

جو معجزہ ہے قدم مین تو سحر بازو مین
صدا چہیڑون سے نکلتی ہے نور تن خاموش

فروغ چرب زبانی سے غیر ہین ممتاز
مثال شمع جلاونگے ہم بدن خاموش

سنو تو کیسی کہلی ہے زبان سوسن کی
کہڑے ہو باغ مین اے رشک یاسمن خاموش

تمہارے دم سے یہ سب چہچہے ہین جلسین
جو اوٹھو تم ابہی ہو جاے انجمن خاموش

بنین اگر بت دم تقریر لاکہ سخت کہو
سناکرینگے ترے عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

یہ وہن میں ہے طرار زلف کا کھٹکا
کمین میں بیٹھے ہیں کر کے زبان خاموش

شکستہ حال کے منہ سے نہیں نکلتی بات
ہمیشہ رہتی ہے وہ زلف پر شکن خاموش

وہ کم سخن ہوں کہ ہے بیری پاؤں کی زنجیر
لبان سلسلہ زلف پر شکن خاموش

خدا کے آگے گواہی قصور کی دیگا
رہیگا ایک نہ محشر میں عضو تن خاموش

زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس
بغل میں رہتی ہے ہر وقت یہ دلہن خاموش

کبھی نہ کلمہ حق سامنے بتوں کے کہا
مثال زلف ہے ناقوس برہمن خاموش

تمہارے آنے سے محفل ہے صفحہ تصویر
یہ حیرتی ہے کہ ساری ہے انجمن خاموش

٨٥ | کلام اور کا سننے میں لطف ہے عاشق
سنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش | ١٧

محتاج روشنی کے نہیں تم برای رقص
روشن کریگا شعلہ آواز جای رقص

گانا ہوا سے سیکھ سنو تم نہ بہای رقص
زہرہ بھی آ کے چرخ سے گائے بجای رقص

دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے مبتلای رقص
گائی جو آپ باندھ کے اوٹھی برای رقص

پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص
جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص

پھرتے ہیں اہل بزم اشارے میں آپ کے
ہو ناخدا تو کشتی محفل ادائے رقص

مردے نے کفن کو پھاڑ کے نکلی زمین سے
ہر قطع تیری جامہ پہ ہے گل قبای رقص

ایک ایک بات اور ادائی حسینوں نے آپ کی
طاؤس کو بھی اور نہ آیا سوائے رقص

دونا ہے لطف رقص اگر دل کو لاگ ہو
ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص

جتنے شکستہ دل ہیں وہ دم توڑنے لگے
گھنگرو ہزاروں بولیں جو اٹھو برای رقص

مرتے ہین اہل دل تو ہین الفت ہی رقص سے
اب ہاتھ اوٹھاؤ ایسی جفا سے برای رقص

جوڑا کھلا جو رقص مین کیا رنگ شہ بگیا
تھے شاہ حسن دام مین آیا ہمای رقص

بسمل تری گلی مین دل داغدار ہے
طاؤس کو چمن مین مبارک ہو جای رقص

توڑے سے ہزار رقص مین لیتے ہین ہم تن
ہم ناچ گھر کو کہتے ہین دولت سرای رقص

تپلی بھی رقص کرتی ہے تار نگاہ پر
جس روز سے کہ آنکھ ہوئی آشنای رقص

دامن بنت سے شعلہ جوالہ بن گیا
ایسا نہو کہ دور مین تیرے جلای رقص

بیجا نہین بہار مین رندون کو ولولے
زاہد کے بھی دماغ مین ہوگی ہوای رقص

۲۳	عاشق بہ ابتدا ہے جو کرتے ہین لاکھ خون انجام کار دیکھیے کیا رنگ لاے رقص	۸۶

اپنے کوچے کاٹتا ہون آپ سر ان کے عوض
سر ہتیلی پر لیے پھرتا ہون دشمن کے عوض

اوس صنم کا حسن ہے معجز نما نام خدا
آتے ہین بت پوجنے کو خود برہمن کے عوض

کوہکن کی بیکسی پر رحم آتا ہے مجھے
قہقہے کبک دری کرتا ہے شیون کے عوض

میری جرأت پر ملیگا رستم دستان بھی ہاتھ
جامۂ تن ہے فقط مقتل مین جوشن کے عوض

میکدے کا کوئی شیشہ توڑتا ہے محتسب
سو گلے کٹ جائینگے جب ایک گردن کے عوض

لو لگی تھی دل سے جو اوس شعلہ رو کی بزم کی
جل گیا میرے کنول مین خون روغن کے عوض

صاف طینت دوسرا مجھسا نہتھا آفاق مین
ہڈیان میری جلا کر لیجیے منجن کے عوض

روشنی میرے سیہ خانے مین تل بھر بھی نہین
حلقہ ہای چشم نابینا ہین روزن کے عوض

استخارہ قتل پر میرے اگر منظور ہے
دیکھیے مالا سرو ہی کا ہے سمرن کے عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
عمر بھر پچتاؤ گے دو دن کی جوبن کی عوض

ضعف سے سر جھک گیا وحشت مین جبکہ تھین قدم
طوق میری پاؤن مین پہناؤ گردن کی عوض

دل جو توڑا سیکڑون کا ہاتہ کیا آیا اسے
توڑ دیے قاضی کا سر شیشے کی گردن کی عوض

بیٹھیے آکر جھروکون مین اوٹھا دیجے حجاب
پردے آنکھون کے لگا دونگا مین چلمن کی عوض

چاک سینے کو کیا جاے گریبان باغ مین
پہاڑ ادامن دشت کا صحرا مین دامنکی عوض

انتظار یار کب تک تیس دن جیتا ہے کون
موت مجہ کو آن کی آئی کاش ساونکی عوض

دل نہین رہتا ہے قابو مین کسی کی درد سے
حال میرا کیسا ہے دوست دشمن کی عوض

جہانکنے دو روزن در سے بار کر نے ہو عبث
سیکڑون خنجر پڑینگے ایک روزنکی عوض

دشت و دریا کوہ عریانی مین وحشت نے دکہاے
کسقدر دامن ملے ہین ایک دامن کی عوض

جہانکنے کو مین نے جب روزن کیا دیوار مین
تیر باران کرتے ہین وہ ایک روزن کی عوض

حاسدون کو قتل کیجے عاشقونکا کیا قصور
دوستون سے آپ کیون لیتے ہین دشمن کی عوض

سیکڑون مین دیکہکر شیشے کو حیرت ہو گئی
قہقہہ کرتا ہے کیون ونی مین شیشون کی عوض

خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تہا وقت قتل
اب زبان ہے واسطے کٹتی ہے گردن کی عوض

۹	غور سے دیکہین اگر تکتے ہوے عاشق کی زخم اونکی مژگان ٹوٹکر رہجاے سوزن کی عوض	۸۷

ردیف طای حطی

کل بھی نہ آؤ گے نہین کہتے ہین ہم غلط
وعدے ہین جھوٹ آپکے قول و قسم غلط

تدبیر وصل یار سوا اور کچہ نہ کہہ
ناصح وہ بات کہہ کہ ہمارا ہو غم غلط

صورت دکہا دیا ہے جو مصحف کو درمیان
آیا خدا سے عہد کیا ہے صنم غلط

ہو جان سے عزیز اگر سر بھی کاٹ لو
مین کہاؤنگا نہ آپ کے سر کی قسم غلط

کرتا ہون روز صورت حال اوس سے مین بیان
تصویر روی یار سے ہوتا ہے غم غلط

ہمت کے ہے خلاف جو دینا جواب کا
سائل سے وعدے کرتے ہین اہل ہمم غلط

مانند صفر دہر مین خالی شکم رہا
قسمت مین میری رزق کی تھی سب رقم غلط

کیا قدردان ہو سیکہ لو انصاف آپ سے
سچے ہین غیر عرض کرین جو کہ ہم غلط

عاشق یہ بیخودی مین شب ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہوجا سے غم غلط

۱۸

ردیف ظاے معجمہ

سر جھکتے ہین یہ اوسکی ہے شمشیر کا لحاظ
سینے ہدف بنے ہین یہ ہے تیر کا لحاظ

بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہے
حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ

گو خاک مین یہ میری جوانی ملا چکا
مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ

پل مین مٹاؤن دفتر عالم سرشک سے
پر اینچ ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ

اقرار کل تھا وصل کا انکار آج ہے
کیجے ذرا تو پہلی بھی تقریر کا لحاظ

تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے
دیکھو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ

سر پر رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح
ایسا تھا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ

ہے روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ مین
ہر اک کو دوسری کی ہے تنویر کا لحاظ

بت ہم سے پھر گئے تو خدا مہربان ہے
بندے ہین جسکے اوسکی ہے توقیر کا لحاظ

بنتا ہے سر غبار در یار پر قدم
خاک شفا کا پاس ہے اکسیر کا لحاظ

صیاد منہ کو پھیر کے ہے سر کو جھکائے صید
قاتل کا وہ لحاظ یہ نخچیر کا لحاظ

وحشت میں توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس
کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ

لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے
رہتا نہیں جواب میں تقریر کا لحاظ

مطلب ہی نقد داغ سی مجکو نہ دشت سی
وحشت میں ہی نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ

سید ہی نگاہ یار نہ مانی سی کھنچ سکی
حیرت میں ہی وہ دیکھہ کے تصویر کا لحاظ

پابند ہے یہ سلسلۂ حکم یار کا
دست جنون کو رہتا ہی زنجیر کا لحاظ

اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے
اللہ کو ہے بندہ کی تقصیر کا لحاظ

۸۹	عاشق یہ لطف دوستی اہل بیت ہے دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ	۹

ردیف عین مہملہ

یہ روئی کہ اشکون سی بہرا ہی لگن شمع
فریاد کرے کیا نہیں گویا دہن شمع

پروانی یہ سب لپٹے تھے بہرا یا ہی تن شمع
شب کو پر پروانہ کا تھا پیرہن شمع

جل جاتی ہین پروانی جو عریان ہو تن شمع
ہی پردۂ فانوس او نہیں پیرہن شمع

کیا جلتی ہی خاموش یہ پروانی کی غم مین
گویا ہی زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع

پروانون کی خونریزی ہی ہی بزم مین محبوس
ہی رشتہ فتیلے کا بجائے رسن شمع

کل بزم مین ہر شمع سی پروانی جلے لاکہ
مقتل تہا شہیدون کا تھی انجمن شمع

یہ سنج بہو کا سا بدن اور کہان بو
ہی چربی کا پتلا تری آگی بدن شمع

ہی سوز یہان اور وہان خانۂ شیرین
رلواتی ہی کیا شمع کو یاد وطن شمع

۹۰	سوز غم فرقت نے ہمین ایسا گھٹایا گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع	۱۰

عریان تنی مین رنگہی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بھی مری تن سی قبای داغ

سودا ہمارا جاے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برای داغ

بھرلایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوای داغ

مجھ دل جلے کی خاک سے بننے لگی چراغ
مرنے کی بعد دل سی نہ نکلی ہوای داغ

آیا جگاہ تیر ستم ہی یہ دل فگار
ناسور ہی جگر مین کئی ہین ورای داغ

سینے مین گل کھلائیگا ان گل رخون کا عشق
سودا ہی زلف لائیگا سر پہ بلای داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا
سر سے مری جدا نہو ظل ہمای داغ

دکھلاؤ منہ جلے کو جلانے سوا اور کیا
الفت مین کیا ملا ہمین تم سے ورای داغ

پھونکا چمن کو خرمن گل پہ گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تھا جوش عشق ساتہ جوانی کی اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہی میری وحشت دل ناصحا سرک
سودائی ہو لگو جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو چکا چوند دیکھ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہی ضیای داغ

تن پہنکے ہاے قبر مین در زکفن کہین
لیجائی آکے ساتہ کفن کی قبای داغ

۹۱	سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا عاشق جو تن پر آپ کی ہین چاند جای داغ	۱۵

کیا دل جلون کی سینے کا مرہم مٹای داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پہ سی جای داغ

اپنا قبول غیر کا احسان ہے ناگوار
چھڑکون نمک جو منت مرہم اوٹھای داغ

دیوانہ تھا جو ایک فسون گر کی چشم کا
پریون ذ میری آنکھون سی آکر لگای داغ

روز ازل سی ہمکو ہی سودای گلرخان
لالی کی طرح ساتھ عدم سی ہین لائی داغ

جل جلکے جان جائیگی آخر کو ہجر مین
منصف ہو ایک دل یہ کہان تک اوٹھائی داغ

گل ہی چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکی لحد مین مرے کام آئی داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو مٹ جائی رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سی بندہ لڑائی داغ

اوس گل بغیر آتش گل سے نے جلا دیا
بدلے گلون کی ہمنی چمن سی اوٹھائی داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کی اوپر اوٹھائی داغ

کام آئی ایسے شہ کی امت کہ یک قلم
عصیان کی میری صفحۂ دل سی مٹائی داغ

گل ہاتھون پر دئی تری چہلون کی یاد مین
دل پر تمہاری چھڑیون کی غم مین کھائی داغ

مر مر کی روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سہی جگر کو جلایا اوٹھائی داغ

تیزاب رکھون زخم جو مرہم پذیر ہو
خود آگ سی جلاؤن جو خشکی پر آئی داغ

اوس شعلہ رو کی عشق مین پروا نہین مجہی
بھڑکے جگر کی آگ کلیجہ پکائی داغ

۹۲	ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے بیوجہ عاشق آپ نی دل پر اوٹھائی داغ	۲۱

پھر جاؤ گی سخن مین بھرا ہی گزاف صاف
یا تون ہی دم نظر سے کھلا انحراف صاف

چہرہ ہی بدر صاف تو زہرہ ہی ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جھاڑو ہی صاف صاف

کرتے تھی تن کو کافرون کی ایک وار مین
تانات دو نیزہ عبد مناف صاف

اک اک مژہ سی یار کی سینہ ہی چاک چاک
جیا تو سے جس طرح ہو قلم مین شگاف صاف

دہوکا ہی شاعرون کو جو اونکی دہان مین
کرتے نہین کلام ہے اختلاف صاف

مجکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تہا ۔ مغلق تہی گو زمین کہی شعر صاف صاف

صاحب مری طرف سی تکدر نہ چاہیے ۔ بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف

ثابت ہی ماہ نو سے تمہارا عروج حسن ۔ ابرو کی تیغ کا ہی فلک پر غلاف صاف

وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا ۔ اسلام و کفر کا ہوا اختلاف صاف

اعضای تن سی نور کا دریا ہی موج زن ۔ گرداب بحر حسن و صفا ہی وہ ناف صاف

گرد صنم پہرا تو مکدر رہے ہے شیخ کیون ۔ حج کر لیے کیا ہوا ابہی سی طواف صاف

کیا انقلاب ہی کہ مکدر ہوی ہین دوست ۔ جنکو غبار تہا وہ ہوی برخلاف صاف

دل مین غبار ہو تو صفا تن کی ہی عبث ۔ اندر بہری ہی خاک ہوا گو غلاف صاف

لیتا ہون اپنی ساقی مہوش سی ضد ہین کام ۔ مانگون جو درد دیتا ہی وہ برخلاف صاف

کچہ بیجیے تو سمجہون کہ دل مین نہین غبار ۔ مدت کے بعد پہر ہو رہ اتحاف صاف

چہایا جہان کو یہ مرے دود آہ نے ۔ خورشید حشر کا ہوا انکشاف صاف

کرتے جو ہو وضو گل رخسار پوچہ لو ۔ پانی ہوا عرق کے سبب سے مضاف صاف

بہکا طریق عشق مین مین خاکسار کب ۔ تمنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف

منہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتی ہین ۔ وہ گوری گوری ہاتہ وہ رخساری صاف صاف

تیغ علی سے کافرونکی دل مین تہی غبار ۔ کر دیتی تہی صفون کو وہ روز مصاف صاف

۱۷	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بہر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	۹۳

وصال یار اگر حشر پر رہا موقوف ۔ مریض ہجر نے کی پاس سے دوا موقوف

وفور گریہ مین نالی نکر ذرا موقوف
غضب ہی مینہ مین اگر ہو گئی ہوا موقوف

ہمارے وحشت خطرناک مین نہ آ مجنون
کہ مدتون سی ہوا ہی یہ راستا موقوف

عجب طرحکا لگا روگ سب کو ہوا ہین
بتون کی یاد کو دل سی کری خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون
وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم ہے
گلی مین ایک نظر کا ہی راستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہی وعدہ وصل
نہ آئی حرف شکایت رہی گلا موقوف

نقاب اوٹھائی تری رخ سی بادہ نوشی ف
وفور نشہ مے سی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئی تھے بہانے سی داد خواہون کے
ہمین جو دیکھا تو دربار کر دیا موقوف

کیا ملاحظہ جب بند نو ملازمون کا
ہمارے نام کو دیکھا تو لکھہ دیا موقوف

مریض عشق کے بچنے کی کون صورت ہے
غذا مہینون سے ہی ترک اور دوا موقوف

جو ہوگا لقمہ ثعبان زلف سب عالم
دہان گور کی ہو جائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مری داغ عشق جلتا ہے
نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الٰہی دور بخیلون کا جای دنیا سے
کرین جو ایک ملازم ہزار ہا موقوف

اسی امید مین جیتی ہین دم فنا ہو جای
ابھی جو وصل کا ہو جای آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکھتی ہین
ہماری ہڈیون پر رزق ہی ہما موقوف

۹۴

سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف بدنامی
بیان عشق بھی عاشق نکر دیا موقوف

۱۸

دلبر تمہاری نقش ہوا ہی بیان شوق
کار قلم دکہاتی ہی میری زبان شوق

وہ آپ دوڑے آئیں اگر جذب دل دکھاؤں
اوٹھنے لگوں کروں میں اگر امتحان شوق

سینے میں داغ نبض میں تپ پاؤں پر ورم
سر میں جنون ہے خانۂ دل ہے مکان شوق

قاصد زبانی کہیو بیان کام سے ہے تمام
تحریر سے تمام نہو گا بیان شوق

نیند آئی تمکو نکلیں مرے دل کی حسرتیں
سن لو جو وقت خواب کبھی داستان شوق

ہے جستجوی منزل مقصود کوے یار
نالہ جرس ہے سینہ میں ہے کاروان شوق

قاصد کی شکل بنکے چاہیں لیکے خط کو آپ
پیغام بر سے ہو نہیں سکتا بیان شوق

سینے پر آج ہاتھ وہ رکھتے ہیں بار بار
پاتے ہیں میرے دل کی تڑپ سے نشان شوق

سب خود غرض ہیں بندۂ بیدام ہیں ہمیں
الفت کو آزماؤ کرو امتحان شوق

بہتا ہوں کوے یار کو طوفان اشک میں
ہے نا خدا ہے کشتی تن بادبان شوق

اس تیر کا نشانہ نہیں جز دل حبیب
سقف فلک کو توڑ نہ کیونکر فغان شوق

جلد آئیے تمام شب انتظار ہے
اب جان دیگا یاس ہے یہ نیم جان شوق

نکلے گی جان میری نہ نکلے جو گھر سے تم
منظور ہو تو کر لو ابھی امتحان شوق

باتوں میں ہم رلائیں ہنسائیں بلا سے
سنیے ہمارا قصۂ غم داستان شوق

سلطان ملک عشق ہوں کہتا ہوں فتح غم
دل درد کا خزانہ ہے سینہ ہے کان شوق

کچھ منہ سے گو حجاب کی مارے نہ کہ سکے
بے چین ہو گئے وہ سنی جب فغان شوق

گستاخ ہو نہ ہاتھ اوٹھا دیجیے نقاب
سو بار آپ کر چکے ہیں امتحان شوق

٩٥	عاشق بگڑ نجاے وہ نازک مزاج ہے لب پر نہ آسکے آہ نہ نکلے فغان شوق	٢٠

ڈھائیگی سقف فلک ہمت مردانۂ عشق
توڑینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق

سخت پتھر سے سوا ہے دل بیگانۂ عشق
سنگ میں نشو و نما خاک کرے دانۂ عشق

ضعف میں سجدہ کرینگے مجھے دیوانۂ عشق
جھک کے بنجاؤنگا محراب در خانۂ عشق

جسکو دیکھا وہ ہے سرشار مئے الفت سے
دورۂ چرخ ہے دور خط پیمانۂ عشق

ساتھ الفت کے ترا خوف سمایا دل میں
دوسری اور بلا ہوگئی ہمخانۂ عشق

آج پوری ہے کرامات تو بے عقلوں میں
حال کہتے ہیں یہ پیروز کا دیوانۂ عشق

حسرت مملکت حسن میں سب جلتے ہیں
شمع لکھوا کے نہیں لائی ہے پروانۂ عشق

کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دے صیاد
بید مجنون کے رہیں سائے میں دیوانۂ عشق

ہر گھڑی آتے ہیں زہاد نصیحت کرنے
مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق

غم مرض یاس تڑپ موت لحد دشت عدم
کوئی بیخوف نہیں منزل ویرانۂ عشق

حال دل کہتا ہوں تو پہلو سے اوٹھ جاتے ہیں
بخت سوجاتا ہے سنکر مرا افسانۂ عشق

اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرہ
حال کھل جائے چھلک جائے جو پیمانۂ عشق

جام سے دل کے کھلے حال جہان تجھ ہے کمال
مدتوں جم کو پڑھا یا خط پیمانۂ عشق

بعد مدت کے ہوئی الفت خال ابرو
آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق

دیکھیں محشر میں وہ سرسبز کسے کرتا ہے
لوگ تو تخم عمل بوتے ہیں ہم دانۂ عشق

رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکھو
دل پر داغ اڑے نعرۂ مستانۂ عشق

منزل گور میں اوتریں تو فراغت ہو جائے
دشت میں دم نہیں لیتے کہیں دیوانۂ عشق

لوٹیں جو اوس شعلۂ عارض کی بلائیں شب وصل
بن گئے ہاتھ ہمارے پر پروانۂ عشق

دل کی منزل میں نہ ہوتا تو نہ ٹھہرتی توقیر	تجھسے ای مہر لقا ہی شرف خانۂ عشق
۹۶ نخل الفت دل سوزاں میں ہی اے عاشق سبز	آپ کی بہار میں ہی جھونکا تھا عبث دانۂ عشق ۱۵

جل جلکے تپ غم سی فلک کون ہوا خاک — ماتم ہی یہ کسکا جو اڑاتی ہی صبا خاک

ہم ہوگئے آخر نہ طبیبوں سی ہوا خاک — زہر غم فرقت پہ اثر کرتی دوا خاک

کیا پیر ہوے ضعف سے اک طفل کی غم میں — ہمنے تو اوٹھایا نہ جوانی کا مزا خاک

پروا ہے غم عشق نہ کچھ قدر وفا ہی — درد دل بیتاب سناؤں تمہیں کیا خاک

کیونکر نہ جلاتا ہیں داغ غم احباب — کیا کیا نہ ہوے اپنے عزیز و رفقا خاک

افسانہ دم صور سرافیل ہے مجکو — تاثیر کریگی دم عیسی کی ہوا خاک

ہی گرد کدورت یہ بھری شیشۂ دل میں — نکلے گی مرے سینے سی بھی آہ کی جا خاک

وہ زار ہوں گر بیٹھتا ہوں جھونکے میں ہوا کے — دب جاؤں جو تھوڑی سی بھی اوڑا لائے ہوا خاک

دل خاک کی تیلوں سی لگا تا نہیں اچھا — ہو جائیں گے اک روز یہ پھر بعد فنا خاک

مردے کی طرح گرد کدورت میں اٹا ہوں — جینے کا مزا فرقت جاناں میں ہی کیا خاک

ای دیدۂ تر چشم امید اور بھی ہوتی — جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی نہ ہوا خاک

ہشیار ہو مسکن ہی ترا ایک دن اس جا — ہر شخص کی یہ قبر تی دیتی ہی صدا خاک

وہ سوختہ طالع ہوں کہ خرمن میں لگی آگ — دانہ مری قسمت کا کرے نشو و نما خاک

بیماری فرقت سی یقین ہی نہ بچوں گا — ملتی ہی در یار کی کب بہر دوا خاک

۹۷	جاکر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک	۲۳

بلبل کیطرح اوڑ کے نہ ار آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتہ ترے گل سے بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹادی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دلچسپ ہے کیا ایکے بریں دن گلشن
پرواز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپ کو اے دل شکنی نے
محبوب رہے خوب رہے عہد شکن تک

نافونکو تری زلف کی بالون مین بساتے
یہ مشک پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپ کو کنعان کے کوئین مین نہ گراتا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے مین اگر سوز ہمارا
پروانے کی صورت ابھی جل جائے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
دیتے ہین لہو میرے ابھی زخم کہن تک

پہر جائینگے ہم غیر کی تقلید نکیجے
عاشق تجھے تری چال کی بیساختہ پن تک

مجنون کو بیابان مین ہمارا ہے تجسس
آوارہ وطن جاتی ہین آوارہ وطن تک

گھیرے ہین بہت راہ مین غربت کی بلائین
مشکل ہے پہنچ جائین سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوے معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہین مجھے سونگھنے صحرا کے ہرن تک

مرکر یہ مٹا زور مرے دست جنون کا
اس ہاتہ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت مین بنایا وہ گہر اپنا
کالے ہوے جس دشت مین گرمی سے ہرن تک

وہ کون ہین کہتے ہین جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون ٹہتے مری جامۂ تن سے
بیداغ میسر نہوا مجکو کفن تک

عالم مین کوئی تازہ جوان ایسا نہوگا
جہاک جہاک کے جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہین غربت مین کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہین صورت سے مری اہل وطن تک

دل توڑ دیا دو رستے مژگان سے نے ہمارا — قسمت نے نہ پہونچنے نہ دیا تیر فگن تک

پیری ڈیہا نمک چمن حسن کو لوٹا — باقی نہ حسینون کی رہی صورت حسن تک

برپا ہوا اک عالم بالا ہین تزلزل — فریاد نہ پہنچی تھی ابھی میرے دہن تک

جہرہ کو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا — داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

۹۸	پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق چھوٹتا نہین ہین جان سے بازار رسن تک	۱۱

کہتے ہین جان سبزہ رنگ غنچہ رود کلان سبزہ رنگ — خنجر تبان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ

کیسا لبون کا بوسہ تھا غم ہوا جی کو جانیکا — سم تہا ہمارے حق مین کیا آپ ہان سبزہ رنگ

عکس پڑا تہا گالونکا سبز ہوونکا تل جو تہا — دیتا تہا دہن کا طوطی کا زاغ کمان سبزہ رنگ

ہوری چمن مین کہیلی تھے سبزگی ہے بونکو نسیم — بہتا ہے بدلی پانی کے آج میان سبزہ رنگ

چپ ہین ستم کر کرنے سے دیکہ لہو کو ڈرتے ہے — ہوگئی میری مرنے سے لال زبان سبزہ رنگ

طالب بوسہ ہون مین اسینے مین خمونکی ہین نمار — زہر ہے مجکو خط یار مشک فشان سبزہ رنگ

غیرت گل ہین دونون گال قند ہے ہرہ خطہ کا نہال — تیغ کی رگ کی ہے مثال سرو میان سبزہ رنگ

سنتے ہین بند کانون کو جہکے زیادہ گانون سے — سبزی ہین سب کو بڑھکر دیکیون بیان سبزہ رنگ

پان چبا کر ایک ابھی تیزی ہے بات اونکی — فلفل سرخ اثر ہین تہی منہ مین پان سبزہ رنگ

دیتا ہے موسی بہار سبزی کی نشہ کا اوتار — سبزی ہے لب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

۹۹	عاشق کیجے اونسے ڈر سایہ سے جنکے ہے حذر زہرون کی ساری ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ	۲۵

زلزلے مین میرے نالون سے ہی زندان آج کل
خوف سی تہمتی نہین وو دن نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تن عریان سے بنے
ہی جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پہر تازہ ہوا اک غیرت بلقیس کا
پاس ہی اپنی بہی سامان سلیمان آج کل

پہاڑ کر کپڑے لگادی دامن صحرا مین گوٹ
کار سوزن کرتی ہین خار مغیلان آج کل

گز بنایا ہی زمین کا جوش سودا نی ہمین
ناپ ڈالی ہین بیابان سی بیابان آج کل

پاؤن سی سر اوٹہ نہین سکتا ہمارا ضعف سی
ہی گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہین اب کوئی باغ دہر مین
بلبلون سی ہی گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت سی داغ ای دل علاج داغ ہی
داغ سودا سی مٹی داغ عزیزان آج کل

آتش تر تیز وہ ای ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری مین کٹی فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اے پری رو ہو گیا
دور پریون کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہین جل جل کے راتین انتظار یار کی
سر سی پا تک ہو گیا سرو چراغان آج کل

جسکو دیکہا ہی فلک وہ رنج سی خالی نہین
خوش نہین پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت و ابروی جانان کی الف بی یاد ہی
جانتا ہون قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون نہین
مرغ گلشن تک نہین دیکہا غزلخوان آج کل

کچھ نہین رہتا نشان دست قاتل جان کر
مجکو خوش کرتی ہین میری زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتون سی چباؤ کی اذیت کیا نہین
کان سوقی کی دکہاتا ہی بدخشان آج کل

دور ایسا ہی خدائی مین بتان ہند کا
ہی مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار اپنا ہی دوران سے جو کی
سنتے ہین اپنی ہین منہ سے نا انسی زندان آج کل

پنڈلیوں تک آب خجلت میں پری و غرق ہیں — آفتاب حشر ہے وہ روی تابان آج کل

ہے دوالی چشم سے لخت دل سوزان گرین — خانۂ زنجیر کو کیجیے چراغان آج کل

روی روشن سے ذرا اوٹھو نقاب ای سرو مہر — گرمیوں پر ہے بہت خورشید تابان آج کل

پیٹھ پر سیلی کی بالوں کی نمو ہونے لگی — ہوگی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سے بھی وحشت ہے یاد چشم میں — ہمکو دکھلاتا ہے کیا آنکھیں گلستان آج کل

دشت میں منزل مسافت ہے قدم کی ضعف سے — ہیں مناری کوس کی خار مغیلان آج کل

۱۰۰ — ۱۸

وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہوگیا
سرخ بوسوں سے ہوا سیب زنخدان آج کل

ایسا ہزار بار کہلا کب چمن میں گل — غنچہ ہے خامشی میں دہن پر سخن میں گل

ہیں جسم کی چمک سے جواہر بدن میں گل — بازو پہ آکے مل گئے ہیں نورتن میں گل

لب پر جو عکس رخ ہے تو رخ پر ہے عکس لب — نکلے عقیق باغ میں پیدا ہوئے یمن میں گل

اک گلبدن کو وصل میں شادی سے جان دی — سہرہ بناؤ گوندہ کی تار کفن میں گل

باتوں میں پھول جھڑتے ہیں آواز خوش کی سا — ٹنکے پروئے رشتۂ صوت حسن میں گل

گیسو میں آج ہار نہ لپٹے سبب ہے کیا — مشاطہ کی خطا سے نہ پہنچے ختن میں گل

اوس گل کی چال باد بہاری سے کم نہیں — بنجاتی ہے سنبت کی کلی پیرہن میں گل

ہر صبح ہار کہول سے کنگھی اگر نہو — بنجائیں مشک ناف سے کی شان میں گل

دوگے جو ایک پھول مرے آگے غیر کو — پہوسے گا آج کوئی نیا انجمن میں گل

بجھ جاتے ہیں حسین ترے منہ کو دیکھکر — ہو جاتی ہیں چراغ تری انجمن میں گل

گلچین کو یاد خشک کرے آہ عندلیب — اوگے برس تو پہولین خوشی سے چمن مین گل

سینے کے داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون — مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسدرجہ مدحت گل رخسار سے ہی خوش — ہے پہولکر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گل رخسار سے ہی مست — دانتون کی جا بہری ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا مجکو احتراز — غربت مین دیکہو خار نہ سونگہو وطن مین گل

گنٹھی کے دانی پہوٹی ہین جوش بہار سے — ناقوس ہو گیا ہے کف برہمن مین گل

دکہلایا رنگ یہ لب لعلین کے عکس نے — خال سیہ کا داغ ہے سیب ذقن مین گل

۲۶	عاشق بہار پہول کے ہارون کی مٹ گئی اوس گلبدن کے ملگئے رنگ بدن مین گل	۱۰۱

فصل میخواری ہے دیکہو رنگ گلشن آج کل — ٹپکا پڑتا ہے رخ ہر گل سے جوبن آج کل

عکس افگن ہے کسیکا روی روشن آج کل — لو گل خورشید سے پہولا ہے گلشن آج کل

سوز ہے رونق فزاے خانۂ تن آج کل — سب تن کی استخوان ہین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو ہر شب ہجر مین اے ماہرو — مثل انجم پڑگئے ہین چہت مین روزن آج کل

خود ستائی سے بتون کا عرش پر پہنچا دماغ — پیر گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری ہے قیامت آگئی — صور اسرافیل ہے بلبل کا شیون آج کل

سیر ہو دلکو لو لگی ہے اک چراغ طور سے — خون تن مین جل رہا ہے مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پہرتی ہین سر عشاق کے — موجزن ہے آب ہین تا گردن آج کل

بے حجابی ہین سوا دارون کی وہ سمجھتے نہین — روی روشن ہے چراغ زیر دامن آج کل

شعلہ ور ہی دل جلون کی قتل سی قاتل کی تیغ
شمع روغن جل رہا ہی آب آہن آج کل

پرتو گلہائی رنگین کی ہوا پر نقش ہین
بن گئی زاغ و زغن طاؤس گلشن آج کل

جہومتی ہین موج نکہت سی در و دیوار باغ
لڑکہڑاتی چلتی ہین مرغان گلشن آج کل

گل کہلی ہین دانہ تسبیح زاہد پہوٹ کر
غنچہ ہائی گل ہین ناقوس برہمن آج کل

رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح وقت کی
لٹتی ہی راہ سواد شہر لندن آج کل

زاہدان خشک بہی پہسلی تری تقریر پر
چکنی باتون سی ملا وہ تو فی روغن آج کل

ماہتابی آپکی بی چاندنی دیکہی نہین
چادر مہ ہی نقاب روی روشن آج کل

آستینون دار کرتی تہی کوئی محرم نہتا
چہپ نہین سکتا ہی نامحرم سی جوبن آج کل

بعد بربادی ہوا ہم خاکسارون کا ملال
کچہ مکدر ہو گیا ہی روی روشن آج کل

بی حفاظت کی کرو وہ قتل پرستی نہین
حلقہ ہائی زلف کا پرتو ہی جوشن آج کل

اندنون سو بار چہوٹی ہین نہین اس راہ سے
کیچلی جہاڑی ہی ہوئی مار رہزن آج کل

مژدہ ای دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
ہنی کم دیکہے حسین پاک دامن آج کل

گہر مرا جلتا ہی سوز نالہ ہائی گرم سے
روزن منقل ہین دیوارونکی روزن آج کل

دل نکلجاتا ہی قابو سی فراق یار مین
اپنی اعضا ہو گئی ہین اپنی دشمن آج کل

ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر ہین
مین بہی راضی ہون جو خوش ہی مرا دشمن آج کل

بت کی الفت ہین خدائی سی عداوت ہو گئی
سب نی ہین جو آسمان ہین میری دشمن آج کل

۱۰۲	قبر مین رونی سی پلکون کو نموا ایسی ہوئی چہپ گیا کانٹون سی عاشق اپنا مدفن آج کل	۲۶

ہم ای فلک نہ تھے وصل یار کے قابل
وہ جبر کر کہ جو ہو اختیار کے قابل

مثال شمع ہوی جل کی خاک فرقت مین
رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل

دکہادی گرمی خورشید حشر ای گردون
یہی چراغ ہی میرے مزار کے قابل

تمہین تو دیکہہ کے معشوق ہوگئی عاشق
وہ پیار کرنے لگی جو تہے پیار کے قابل

خدا کو بہول گئے حد کی یہ محبت ہے
بتون کی عشق مین ہین سنگسار کے قابل

رہی نشان تن داغدار گور مین بہی
چمن کا تختہ ہے میری مزار کے قابل

عبث ہی کثرت انجم پر ای فلک نازان
ہمارے داغ کہان ہین شمار کے قابل

نماز چہوڑ کے زاہد بتون کو سجدے کر
یہ بندگی نہین پروردگار کے قابل

فلک دکہایا نہ عہد شباب جانان کو
مٹایا ہمکو ہوے جب وہ پیار کے قابل

کبہی تو سبزۂ گور شہید کو روندو
حنا نہین کف پای نگار کے قابل

برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ کبہی
شکست گنبد نیلی حصار کے قابل

مرے جو آرزوی وصل یار مین گل کر
زمین نے بہی نہ سمجہا فشار کے قابل

گرا دیا تن لاغر نے مجکو نظرون سے
وہ ترک چشم ہوی جب شکار کے قابل

بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبون کو
نہین یہ چہینٹا ترا خاکسار کے قابل

کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گذریگی
مریض عشق نہین انتظار کے قابل

جو مانگتا ہون اجازت مین گہر مین آنیکی
تو آپ کہتے ہین اب تم ہو دار کے قابل

پہن کے غیر کا جامہ کرو نہ ہمسے کلام
رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل

سنین وہ رون جو ابر بہار کی صورت
نہین یہ جہالے ابہی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر
ستمارا قول نہین اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہان یار کاہ ہی کہان
سزا ابھی ہوئی ہی تقصیر کے قابل

ہزار ہی سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہین مثال سگ کوی یار کے قابل

وہ دل نشان ہون کہ گنتا ہی کون ایسی کو
نہین ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسیطرح نکٹے گی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر ستعار کے قابل

خوشی سی پہول کی ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سی یون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہی اسی شب تاریک و تار کے قابل

۱۰۳	غبار خاطر افسردہ ہو گیا عاشق صفائے آئینہ روئے یار کے قابل	۲۰

ٹھہلا ئین نقش دل مین تمہاری نشانسی ہم
کار قلم دکھا ئین زبان بیان سی ہم

کیا آپکے مزاج مین نخوت سما گئی
رکہتی ہین خود دماغ بلند آسمان سی ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابھی جذب دل کہا ئین
نقطہ اوٹھا لین خال کا نوک زبان سی ہم

طوفان چشم نے تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوئے ہین کشتی بی بادبان سی ہم

ہم اونکی بات کاٹتی ہین شوق قتل مین
قاتل کو ارا ہین دیتی ہین تیغ زبان سی ہم

احوال حشر کہکے پھرا سر نہ زاہدا
غفلت مین اور آ گئے اس داستان سی ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سی ہم

دی جان آہ کرکے فراق بہار مین
لپٹے گئے جرس کیطرح کاروان سی ہم

پیری نے لطف زیست ملایا ہی خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لائی کہان سی ہم

بلبل وہ ہین کہ رونق گلزار دہر ہین
بجھکر کارے ہین آتش گل کو فغان سے ہم

پردہ اٹھا کبھی نہ درِ جلوہ گاہ کا
آتے ہین اشتیاق مین پیاری کہان سے ہم

پلا دکہائین کیون نہ تمہین تیر آہ کا
یہ ضعف سے جھکے کہ ہوے ہین کمان سے ہم

صیاد باغ دہر مین کیا زمزمے کرین
بچھٹین گے کبھی تو بلبل باغ جنان سے ہم

جب رو دے دوستون کو ہوا ہر چشم مین غبار
اندہے ہوے ہین گردِ رہِ کاروان سے ہم

افشان چہر کنے کی جو اجازت ہمین ملے
تارون کو توڑ لائین ابھی آسمان سے ہم

فصلِ بہار جاتی ہے مٹی مین مل گئے
تھے نقش پا کہ چھوٹ گئے کاروان سے ہم

پیاسی لہو کی خاک ہے جلاد چرخ ہے
عاجز ہین اس زمین سے تنگ آسمان سے ہم

سیر چمن سے ہاتھ اوٹھایا بہار مین
بلبل کی طرح بحث کرین باغبان سے ہم

شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی
زیر زمین چھپے ستم آسمان سے ہم

۱۰۴	عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتھ ہے گلدستہ باندھ لائے ہین باغ جنان سے ہم	۲۱

تمنے جگنو جو باندھے آنچل مین
برق چھپتی پھرے گی بادل مین

پھول ہین اونکا فرش پا انداز
عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین

شیشہ ایسی ست کھینچے شراب
کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین

پاؤن پیسے ہے نزاکت سے اپنا
وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین

سخت جانی سے میری گل یہ کہلا
پھول آتے ہین تیغ کے پھل مین

قتل ہوا چار دن مین جو آیا
چار قل ہین تمہاری ہیکل مین

پازیب مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے
ہمتو آخر ہین آج مین کل مین

ساقیا ہے شراب آتش تر
وسے وسے شعلے کا کاگ بوتل مین

پتلیان بول اوٹھین آنکھون کی
نسخہ ساحری ہے کاجل مین

زلزلہ ہے تمہاری چال نہین
خفتگان لحد ہین ہل چل مین

روز رہتا ہے شغل آرایش
صبح ہوتی ہے مستی کاجل مین

گردنا ہے سیہ اداغ جنون
نقش حب ہے تمہاری ہیکل مین

جل بجھین گے بدن مین خون نہین
تیل اب ہوچکا ہے مشعل مین

دل جلا ہون جو دون بغل مین شراب
چھالے پڑجائین لاکھون بوتل مین

ہے کشتی مین ہماری عمر کٹی
نہ دیا ہمنے کاگ بوتل مین

شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے
پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین

بادہ خواری کا نقش بیٹھہ گیا
کام آئین شراب کی قلمین

سوزش سینہ کم ہے پیری مین
آگ بجھتی چلی ہے منقل مین

رخ رنگین تک آگئین زلفین
خوب پہولین گلاب کے قلمین

ہے یہی زید خشک کی دارو
آتش تر بھری ہے بوتل مین

۱۰۵	لب شیرین کی گالیان عاشق تا وشیری مین شہد حنظل مین	۱۷

زاہد و خلد مین سیر شب مہتاب کہان
دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان

یہ اوڑا جاتا ہے بے آگ سے تاب کہان
دل مضطر ہے مری نسبت سیماب کہان

تیری دانتون کی تصور نے ڈبویا ہمکو
اسقدر گوہر یکتا ہین بھلا آب کہان

برہمن دیر مین جاتی ہین تو سجدے کرتے
مسجدین نام کو ہین یہ ادب آداب کہان

جھوٹ تہمت جو لگاتی ہین تو جی جلتا ہے
مین کہان آہ کہان خرمن مہتاب کہان

او گگھ گیا باغ سے افسوس نہ مانا کہنا
مین نے ہرچند کہا او گل شاداب کہان

شدت درد جگر سے نہین بولا جاتا
بند ہین آنکھین تصور ہین مجھے خواب کہان

ایک افسردہ دلی نے یہ مٹادی رونق
گل ہین سب داغ بدن پر گل شاداب کہان

رات دن یاد مین اس گل کی لہو روتا ہون
نسبت ہجر بشب فرقت سرخاب کہان

دیدۂ دل کو تصور مین کرو نگا روشن
طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہان

پیاس بجھتی ہے تری تیغ سے قاتل پل مین
ہے چمک آئنۂ مہر مین یہ آب کہان

نیند اوڑ جاتی ہے وہ پیٹ جو یاد آتا ہے
ہے تصور مجھے مخمل کا مگر خواب کہان

کششِ دل کی سہارے سے چلا جاتا ہون
دیکھون لیجاتا ہے مجکو دل بیتاب کہان

نبض کہلا نہین سکتا دل بیتاب کے ہاتھ
صورت نبض ٹھہرنے کی مجھے تاب کہان

اسلیے ہے ترے ابرو کا تصور دل مین
یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہے محراب کہان

چین ماتھے کی دکھا دیجیے ابرو کے قریب
لوگ کہتے ہین کہ تلوار تو ہے ناب کہان

۱۸	گو وہ فرقت کو اوٹھا کر ہوے رستم عاشق ورنہ ہم زار کہان اور یہ القاب کہان	۱۰۶

خبر دل میرا سیو کہتی ہو سب غم ہاتھ مین
انگلیان دس ہین چراغ اے ماہ روشن ہاتھ مین

طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے
شاخ گل کی طرح کرتا ہے نشیمن ہاتھ مین

سنگ دل بت ہین کبھی فریاد کو سنتے نہین | کیون لیے پھرتا ہے ناقوس کے آبرہمن ہاتہ ہین
کاکل پرپیچ سلجھانے کا مجکو حکم ہے | آج بارے آگیا یہ مار رہزن ہاتہ ہین
آئینے ہین ہاتہ کے پرتو جو دانتون کا پڑا | بنگئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتہ ہین
سرخ ہوجاتی ہین گل توڑے سے دست نازنین | کیون ملین مہندی اوڑا یا رنگ گلشن ہاتہ ہین
آتش رنگ حنا سے ساقیا بھڑکی شراب | ہر گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتہ ہین
ہاتہ منہ پر رکھکے جب ہین نے کیا ضبط فغان | پڑگئے غربال کی صورت کے روزن ہاتہ ہین
طائر دل ہاتہ اوٹھا کر قصہ ہین کرتا ہے صید | دام خط دست رکھتا ہے وہ پرفن ہاتہ ہین
پاون ہین مہندی ملو تم ابر ہے برسات ہے | چوڑیان منگوا کے پہنو آیا ساون ہاتہ ہین
پنجۂ خورشید سے پنجہ نہین اوس مہ کا کم | کیا شعاع مہر ہین سونیکے کنگن ہاتہ ہین
کام گو ناقص ہے نکلے غیر ممکن ہے کمال | ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتہ ہین
اب گلابی بہر کے دو تم ہاتہ قابو ہین نہین | اے پرے تہمتے نہین شیشے کی گردن ہاتہ ہین
شعلہ ور کیا آتش رنگ حنائے یار ہے | بن گئی ہر ایک انگلی شمع روشن ہاتہ ہین
یاس الفت ہے فقیر او سے جو اکثر ہوگئے | اس سے پھیرا گی لیے پھرتی ہے جوگن ہاتہ ہین
جان شیرین ایک ہے مرنے کی ہین سامان دو | زہر ہے ہر شخص کے ناخن کا دشمن ہاتہ ہین
غیر حسرت مال دنیا سے کبھی حاصل نہین | کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتہ ہین

۱۱	کشت جان عاشق کی پہونکی ہاکے مہندی یار نے شعلۂ رنگ حنا تہا برق خرمن ہاتہ ہین	۱۰۷

پھرے جو نامہ بر ہمسے وہ یہ تقریر کرتے ہین | نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتے ہین

وہ ضعیف ہوے برسون ہوے جسمین ہین سب اعضا
ہمارے کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہین

پریون کا ایسا نقش بیٹھا صفحۂ ہستی پر
سلیمان کو طلسم حسن سے تسخیر کرتے ہین

مشبک کردیا سقف و در و دیوار زندان کو
فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہین

گریبان ہاتھ مین آتا نہین جب جوش وحشت مین
گلے کے طوق کو ہم موڑ کر زنجیر کرتے ہین

سمجھ انکا رسے آتے نہین وہ حرف مطلب پر
یہی تقریر کرتے ہین یہی تحریر کرتے ہین

بہار آتی ہے مے جھڑتی ہین باقی خم سے تو بل ہین
عجب عامل ہین شیشے مین پری تسخیر کرتے ہین

تمہارا میرا مطلب ایک ہے فرق تلفظ سے
جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہین

وہ فوج جرم سے لکھنے کی جب مہلت نہین پاتی
ہمارے کاتب اعمال بھی تقصیر کرتے ہین

لگایا ہاتھ باتون باتون مین اوس یار کا کل کو
ہمارے حرف منتر کی طرح تاثیر کرتے ہین

١٠٨

گلہ جب بیوفائی کا سنا کہتے ہین وہ عاشق
ہمارے سامنے آپ آنکے تقریر کرتے ہین

١٦

فلک ظاہر ہوے میرے جو کم آنسو نکلتے ہین
گھٹا ہے اسقدر دریا کہ اب ٹاپو نکلتے ہین

رولاتی ہین مجھے دکھلا کے جب گیسو نکلتے ہین
رہوان گھٹنے سے آنکھون مین مری آنسو نکلتے ہین

جھپکتی ہین جو مجھ بے خواب سے آنکھین ستارونکی
شب فرقت مین انجم کے عوض جگنو نکلتے ہین

کنایہ ہے کہ شام وصل کو وعدے کو ٹالین گے
جو وہ شانون کے پیچھے ڈال کر گیسو نکلتے ہین

سیے جاتے ہین میرے زخم وہ سفاک ہنستا ہے
لہو کے چشمۂ سوزن سے مگر آنسو نکلتے ہین

یہ طفل اشک سمجھے ہین تماشا چرخ پیچ کا
تری پتلی کی گردش سے مرے آنسو نکلتے ہین

وفور غصہ و غم ہے سبب شب سے رونیکا
لہو اپنا پیا ہے جسقدر آنسو نکلتے ہین

تیغ و نیر ہو جسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
نہ ہو نور روی زنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
غم و شادی بھی یکجا ہو زمانیکی دو رنگی سے
کریں یون مختصر مضمون طول زلف گیا ہیں
اوترواتا ہے وہ گل وصل کی شب سے ہین میرا
گڑا رہتا ہے نقشا خال زلف یار کا دل میں
دکھائی شعبدے او سے چشم ز سیر چراغان میں
زبان پہ زلف کی مضمون دلمین طاق ابرو کے

اگر چاہین پریزادون کو آتش خو نکلتی ہین
چمن میں حسن کی بھی خار اپنگل و نکلتی ہین
ہنسی شدت سے جب آتی ہے تب آنسو نکلتی ہین
درازی میں شب فرقت سے بھی گیسو نکلتی ہین
یہ پہلو آستینون سے نہیں بازو نکلتی ہین
کسی صورت نہیں کعبے سے یہ ہندو نکلتی ہین
دوالی میں جگانے کو لیے جادو نکلتی ہین
مسلمان آتی ہین کعبے ہین اور ہندو نکلتی ہین

۱۰۹	ترے ابرو جو دیکھے ہین تو اب عاشق کی نظرون سے ہمیشہ دو ہلال اے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین	۱۳

مُردے جی اُٹھتے ہین یہ تاثیر ہے آواز مین
ایک ہو جاتا ہے سُر تارونکا جیسے ساز مین
لب جو ایسی ہین صفت یم کی ہے انداز مین
خالی خالی دو قدم ٹہلے روش پر باغ کی
بات کا کرنا تعجب ہے دہن معدوم ہے
سیری نامے سے کبوتر کے لیے حیرت ہوئی
توسن عمر رواں کاٹے جو عرصہ زیست کا
شعلۂ آواز پہ ہم سینک لینگے آنکھ کو

آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین
سبزۂ خط خضر ہے داؤد ہین آواز مین
پای نازک بھر گئے مشق خرام ناز مین
ڈہنگ ہاتف کی صدا کا ہے تری آواز مین
ضعف کا مضمون تھا صف ہو گئی پرواز مین
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین
دیکھین کیونکر چھپتے ہو تم پردہ ہاے ساز مین

پہر کا بنگلہ کبوتری پر ہے اوس صیاد کی
آ گئی انگیا کی چڑیا چنگل شہباز مین

درد گانی مین بہرا ہی درد سی وہ واقف نہین
آپکے دل مین نہین جو کچہ کہ ہے آواز مین

کیا سنین گا نارسائی طائر دل کی نہین
اوس نہال حسن کی کہٹکا جو ہی آواز مین

گر میان گانے کے پردے مین کہا مین یار نے
شعلۂ آواز ہجر کا پردہ ہاسے ساز مین

۱۱۰

ساحری کا چشم کے جادو سی بس چلتا نہین
لب کو عیسے پر بہی عاشق فوق ہی اعجاز مین

۲۰

برگ گل تر سبزۂ گلشن مین پڑے ہین
یاقوت کی نگ کسنی زمرد مین جڑے ہین

پاپوش مین عکس آپکے ناخن کی پڑے ہین
ہیرے کی نگینے ہین کہ پتے مین جڑے ہین

خورشید سی سو بار مری داغ لڑے ہین
مقدار مین چہوٹے ہین حرارت مین بڑے ہین

کہا وا کی کمر کون سفر پر دو اڑے ہین
دو ہاتہ مین رکھتا ہون وہ گردن مین پڑے ہین

آتا ہی جواب ارنی دیکہیے کب تک
موسی سے بہت طالب دیدار پڑے ہین

تار رگ جان چاہیے اون نرم ہو ون کو
پانے بہی تری کان مین سونی کی کڑے ہین

میرے تن پر داغ کو گلزار بنا یا
گل کہانے سے کیا آپ ہی پہول جہڑے ہین

چوہنگ کی سے ہے چار عناصر مین جدائی
کمانچۂ ابرو سفاک پڑے ہین

تکیے مین ہوا جوش جنون سے مرا مسکن
بیڑی کے عوض پاؤن مین قمریون کی کڑے ہین

سر پر شب فرقت کی بلا روز کہڑی ہے
زلفون مین اوسے الجہنے سی بکہیڑے مین پڑے ہین

اکسیر کی بوٹی ہی گل داغ جنون کیا
ہتہکڑیان نہین ہاتہون مین سونی کی کڑے ہین

کچہ صرف بہی لازم ہے اگر جمع کرے مال
زر لیکے گل آتے ہین خزانی جو گڑے ہین

پہنا ہی اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ
بیڑی مین پہان رو کی لہو لعل جڑی ہین

حیرت ہی مجھے مردمک چشم صنم سے
تصویر پہ نینے کاتب اعمال کھڑے ہین

طول شب فرقت کی کرین کس سے شکایت
شب ہجر وہی ایّام مصیبت کی گڑی ہین

سمجھا ہین دم قتل گلگفش جو دیکھے
ابرو کی سروہی سے یہ دو پہول جڑی ہین

دم ہونٹون پر اپنا ہی جو ہوتی ہین نرش آب
جیتے ہین نہ مرتی ہین کہٹائی ہین پڑی ہین

تلخی گئی ساقی تری شیرین سخنی سے
میخانے مین جتنے ہین سبو سکی گھڑی ہین

گویائی جو فوّارون مین ہوتی تو یہ کہتی
سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑی ہین

۱۱۱

ہمراہ جنازی کے وہ گو آئے بھی **عاشق**
ہے دیر جو گڑنے مین تو غیرت سے گڑی ہین

۱۰

دُبلاپے مین کبھی قدم انسی ٹرہی نہین
چیونٹی کے پاؤن مین کے مرموزی جڑی نہین

مجنون سی نام عشق مین آس سے بڑی نہین
ہم ضعف سی کسیکی نظر پر چڑھے نہین

مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو
جاہل بہی ایسے ہین کہ الف بی پڑی نہین

لیجاتی ہین یہ چاہنی والون کو کھینچکر
سیماب کی کوئین ہین زنخ کی گڑہی نہین

اکثر بلند طبعون کو بہاتی ہے سادگی
اطلس مین آسمان کی بوٹے کڑہے نہین

غافل نہین تو دیکھلے سختی کو قبر کی
مردون کے استخوان سی خالی گڑہی نہین

پندار اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے
گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑہی نہین

غربت مین جان دی نہوی بار دوش غیر
اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہی چڑہی نہین

بہت کر جگر زمین کا دریا اوتر گئے
کب بام عرش پر مرے نالی چڑھے نہین

۲۳	عاشق کی بات کاٹ کر کہتے ہین بات سے کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہین	۱۱۴

بھولے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین — بہتیرے سانگ لائے وہ تھوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین کج — کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس — چھٹرواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مُردے جلائے اوسنے اشارسے آنکہ کے — ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاعِ حسن سے دیجے نہ غیر کو — کچھ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

خیمے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے — شقے مین حال لکھ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندھی جو وہ بلقیس ہو عروس — لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صحت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکھے — خانہ ممات کا ہے دہان دوات مین

دو دن پر آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے — ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکھوں کیکو خط — پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کے ہاتھ مین نہ دیا خط کو شک سے — کرتی کا اونکی صوف پڑا تھا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے — لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشکِ خضر خط تو زبان غیرتِ کلیم — عیسیٰ خجل ہین لب سے جلاتے ہین بات مین

اوس سرد مہر کے لب و دندان سے ہے یقین — سردی زنخ جمائی ہے آبِ حیات مین

سمجھا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز — رہتے ہین خضر چشمۂ آبِ حیات مین

لذت جدا یہ مین ہے کہ حادث جہان ہوا — ہمنے تو رنگ قدر نہ پایا ثبات مین

آئینہ بدن کو نہانے سے ہے جلا
سیارگان ہفت کے دور ہی گذر گئے
ہوتے ہیو بوسہ لب شیرین سی تلخ کیون
تیلی برنگ قبلہ نما پہر نہین پہری
اندہا ہی خود دکہلائے اگرچہ ہر آئینہ
ڈورے کو نور تن کے نہ دانتون سی کہولیے

گانی جو باندہی حسن ہوا اور گات ہین
دیکہا اثر نہ ایک کا بہی ہمنے سات ہین
کہیا ہمنے کوئی زہر ہا یا نبات ہین
ایسا جو آنکہ پر پخشرا کا ئنات ہین
ثابت ہی نقص فرات طہور صفات ہین
بازو کی مچہلی جا ہو نہ آب حیات ہین

۱۶	جب مر گئے کسیکو کوئی پوچہتا نہین عاشق سے چہٹے نہ گوشۂ غرلت حیات ہین	۱۱۳

گردش مین شعلۂ آواز کو دو تانون ہین
جان آدم جو بہری ساقی نی پیمانون ہین
ورد تسبیح پر ایسا کہیا اوس ماہ کا نام
مایۂ علم و ہنر بادیۂ گردون ہین بلا
کس پڑے ہے جن کا ہی سایہ تری دیوانی پہ
تمکو غرہ ہی عبث آئینۂ زانو کا
کان رکہکر جو سنو تم تو یہ بہولی آواز
متفاوت ہین حسینون کی جو خال و خط و رخ
اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم
گاؤدیہک تو فقط آگ کا عنصر ہے جا ہی

بجلیان ڈالدو زہرہ کی ذرا کانون ہین
روح قالب مین گئی جان پڑی جانون ہین
رنگ سیارون کا گردش سی ہوا دانون ہین
گنج بہی ہاتہ اگر آیا تو ویرانون ہین
پہر گئے آکے سلیمان بہی پریخانون ہین
آئینہ خانہ بنے بیٹہو جو حیرانون ہین
میری فریاد کرن پہول بنی کانون ہین
رسم خط ایکسا ہوتا نہین قرآنون ہین
کہتے ہین رکہتے ہین نارنگیون کو پانون ہین
روح پڑ جاے بنی جان کی نہانون ہین

نارکش سینہ پر داغ ہین ہین طائر دل
بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین

لب جان بخش سے گاگر کبہی مردون کو جلاؤ
کہینچ لو روح کو قالب سے کبہی تانون مین

تیر اس درجہ ہوے میری لہو کے پیاسے
آب ای ترک ذرا بہی نہین پیکانون مین

طور پر ہے جو چراغ ایک یہان چوپاٹ ہے
بچہوا محرم کا نظر آتا نہین شانون مین

ہنسلیان پہنی ہین نیت کی حسینون نے عبث
ہنسلیان ڈہانک کے خلقت کی گریبانون مین

۱۱۴	قتل عاشق ہوا عکس مژہ ساقی سے موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین	۱۷

یہ فائدہ ہے جو کسب کمال کرتے ہین
غنی فقیر سے اگر سوال کرتے ہین

کوئی سبب ہے جو دل پائمال کرتے ہین
یقین ہے کہ وہ کچہ مجہسے چال کرتے ہین

لہو رولاتے ہین دکہلا کے تیغ ابرو کو
یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین

ہمارے ہاتہ سے کرتے ہین آپ نقل مکان
قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین

او نہین پسند نہین طاعت ریا آمیز
کہلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین

وہ خاکسارون سے اپنی شراب خواری ہین
عبث کلام کلال وملال کرتے ہین

حریر پردہ چشم پری پسند آیا
نقاب چہرہ حور اجمال کرتے ہین

زبان تیغ سے پہر دیجیے جواب انکو
دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین

طلب نے اہل غرض کی کیا تہا زیست تنگ
فرشتے قبر مین اکر سوال کرتے ہین

عوض مین ہاتہ کی لازم ہے پاؤن پہیلانا
نہ اونسے مانگ جو رد سوال کرتے ہین

چبا چبا کی گلوری خموش بیٹہے ہین
زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

نقیر ہوگئے یکتا تھے جو زمانے مین
جواب جنکا نتہا وہ سوال کرتے ہین

جواب دیتے ہین اعضا عجب طرح پاپی ہین
شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین

دکہا کے دانت نکالی ہی روح قالب سے
ہمارے رشتۂ جان سی خلال کرتے ہین

گہٹا یا بدر کو نقص زوال ٹہہرا کر
تمہین بڑہاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین

خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہی
وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

۱۱۵	بہت سا کہیل چکے اپنی جان پر عاشق پہر آپ عشق بت خردسال کرتے ہین	۲۴

رشک پری ہو غیرت حورا ہو شان ہین
ایسا حسین کون ہی دونون جہان ہین

کہدون تصور طبع سحر کرسی کی شان ہین
یا چرخ پر ہے یا سے ہے تمہاری مکان ہین

عیسی وہ ہین جلائین ہزارون کو آن ہین
سوتی وہ ہین ذرا نہین لکنت زبان ہین

رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان ہین
تسا نہین ہی کوئی زمین آسمان ہین

رخسار پر ہے عکس کہ تاری ہین چاند ہین
تجلی جو پہنی آپ نے ہیرے کی کان ہین

مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر
نعمت کی بدلی خاک ہی گردون کی خوان ہین

کیون تم گلوریون کو بساتی ہو عطر ہین
انگیا کے پان رکہدو ذرا پاندان ہین

پہیکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ ہین
پلا بہت نہین ہی زمین آسمان ہین

رحمت ہی دود آہ دل دردناک کو
چہت بندہ گئی ہے ابر کی سایۂ کان ہین

تیوری چڑہی ہی تیر نگہ کیا لگاؤ گے
بل پڑ گئے ہین لاکہون ابہی سی کمان ہین

اپی دوپٹا اوڑہ کے سوتی ہین صبح کو
لو آفتاب آج چھپا آسمان ہین

سینے پر آج زلف کو بکھرا کے کہتے ہین
ہمنے رگین بنائین ہین انگیا کی پان مین

مجھ زار نے جو ہاتھ شب وصل کہدیا
دہوکا او نہین رگونکا ہے انگیا کی پان مین

مٹی ملی ہے رزق جو مانگا زمین سے
نعمت کے بدلے زہر ہے گردونکے خوان مین

جلتا ہون دل ہی دل مین تلکد سے یار کے
گودی کی جا ہے خاک مری استخوان مین

ثابت قدم رہے تری الفت مین اک ہمین
تھا کون جو نکل نہ گیا امتحان مین

مژگان وہ گھورنے مین جو ابرو سے مل گیٔی
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان مین

چھوڑو نہ بار زلف شب ماہتاب مین
کاسہ بھرا ہے دودہ کا گردونکے خوان مین

مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
معنی بیان سے آئین نہ معنی بیان مین

پوشاک کو جو موجۂ آب روان کہون
جھنتے پڑین چنے ہوے کرتی کی شان مین

سوز غم فراق سے منہ زہر ہوگیا
جسطرح تپ سے ہوتی ہے تلخی زبان مین

تھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار ہزار
ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان مین

پلکون پر اشک ہین در دندان کی یاد مین
جھالر لگی ہے موتیون کی سائبان مین

۱۶	تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب اف رے لطف کی نہین آتی بیان مین	۱۱۶

اور جان بخشی ہو کیسی قاتل بی پر مین
سو رہا اک دم مین چینوٹی ٹنگیا شمشیر مین

جب نقاہت سے جھکا سر شکر کا سجدہ کیا
ضعف نے مسجد بنادی خانۂ زنجیر مین

وحشت گردی کی اذیت مٹ گئی ثابت ہوئی
بعد مدت پاون پھیلے خانۂ زنجیر مین

پاون میرے پاو نپر رکھتی ہوا گر قید مین
شمع روشن کرتی ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیاں ہیں تنگ میرے پاؤں سوجے ہیں بہت
راہ مشکل ہے ملیگی خانۂ زنجیر میں

اے پری رونق سکانکی دکھیں ہوتی نہیں
کوئی دیوانہ بسا دو خانۂ زنجیر میں

باڑھ پر قد ہے دکھا دو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر میں

ماہ نو کی پیٹ میں دیکھی جو تاری کی جھلک
میں یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر میں

ایک تلوار اور اسے قاتل لگا مجروح ہے
اب فقط اٹکا ہے دم میرا دم شمشیر میں

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو چھین لیں
ہاتھ ڈالیں کس طرح قبضہ نہیں شمشیر میں

سلسلہ اونکی سخن کا مختصر ہوتا نہیں
زلف کی مانند بل ہیں پیچ ہیں تقریر میں

نقش ہے سطح ہوا پر جسم کا ہیبہ مرا
بستر غم مل گیا ہے کاغذ تصویر میں

ہجر میں دیکھا اگر ٹوٹا ہے بھی تیر شہاب
تیر میری آہ کا ہوگا ترازو تیر میں

اعتبار اب آپکی لکھی ہے کا اوٹھ گیا
کرتے ہو انکار جو اقرار تھا تحریر میں

بعد مر نکلی اگر آہیں کریں جنت میں ہم
خلد دوزخ ہو وبال آگ جا ہو جوئے شیر میں

ہونٹوں سے خنجر کے قبضے کو جو چوما بعد قتل
جڑ دیے یاقوت کیا رنگیں تھی شمشیر میں

۵۱	بے زبانی کا پتنگوں کی پڑا عاشق پہ صبر رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگیر میں	۱۱۷

خامشی میری ادا ہوتی نہیں تقریر میں
میری حیرت کھینچ نہیں سکتی مری تصویر میں

ناتوانی سے ہے کثرت نالۂ شبگیر میں
کہتے ہیں بڑھ جاتی ہے قوت زبان پیر میں

قید خانے سے کبھی نکلی نہیں آواز بھی
کیا کڑے دن ہیں بسر کی خانۂ زنجیر میں

بن گئے پتھر کے وہ کڑیاں اوٹھائیں پیر کی
ہے نشان میرے قدم کا خانۂ زنجیر میں

عمر گذری گنتے گنتے سکۂ داغ جنون
کسقدر دولت گڑی ہے خانۂ زنجیر مین

مر گیا کل قید مین جو تھا ہوادار آپکا
آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر مین

دھجیان عریان تنی ہین جیب میری ہاتھ مین
پوست پنڈلی کا لپٹا حلقۂ زنجیر مین

پاس ابرو کے دل سوزان پھنسا ہے زلف مین
لٹکی ہے قندیل محراب حرم زنجیر مین

جوش وحشت سے ہمارے دلکو ہوتا ہے سرور
شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر مین

مجکو وحشت کی یہ شادی ہے کہ نیند آتی نہین
رت جگا رہتا ہے شب کو خانۂ زنجیر مین

اپنی مژگان کی یہانتک صحرای وحشت نے لو
پڑ گئے کانٹے زبان شعلۂ تقریر مین

ناتوانی نے مجھے مُردے کی صورت کر دیا
بند آنکھین ہین زبان ہلتی نہین تقریر مین

کاش دیتے ہین ہماری بات کو وہ بات سے
صورت مقراض چلتی ہے زبان تقریر مین

شمع کو نسبت نہین کچھ قامت دلدار سے
جل گئے لاکھون پتنگے شعلۂ تقریر مین

کوچۂ قاتل مین مجھے صحبت سے کانٹا دیت ہے
سایۂ دیوار مین یا سایۂ شمشیر مین

بیٹھے مارے ہین نہ کیون تیغ ابرو کی پناہ
ہے سند اس بات پر قبضہ نہین شمشیر مین

تیغ ابرو سے ڈرے ہین بہت مریخ کو
آنکھ تارے دیکھتی ہے سایۂ شمشیر مین

کٹ سکا جب نہ میرا صفا تیوری چڑھ گئی
سخت جانی سے مری بل پڑ گئے شمشیر مین

دشت گردی مین جو آیا تیغ قاتل کا خیال
آگئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر مین

اشتعال آگ کا فقط سوز درون محتاج تھا
رال ٹپکا اوڑ گیا شعلۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے چھٹے دھبا تمہاری تیغ کا
ملگیا میرا لہو آب دم شمشیر مین

تیغ قاتل کھینچتے ہی کیا آنکھ اہول ہو گئی
دو نظر آتا ہون مین آئینۂ شمشیر مین

دانت وہ تلوار سی لیتے ہین مین حیرت مین ہون
موتیون کی کان ہی آب دم شمشیر مین

جسم لاغر ہی بہت تلوار کاٹیگی کسے
غرق مین ہو جاونگا آب دم شمشیر مین

سیر دیکہو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے
مچھلیان چڑہ جائینگی آب دم شمشیر مین

پہلے سی ناسور تہا دلکو لب معشوق کا
اوس کمان ابرو نے آ یا ہون تلاش تیر مین

زلف کی حلقے سے جہانکا جسکو زخمی کر دیا
ہو گیا اس پیچ سے پیدا بلا کا تیر مین

قتل ابرو سی کرو بدلے نگاہ تیز کے
نسبت شمشیر ابرو قاتل خطا ہی تیر مین

مر گئے پر خاک کو کر دینگے تودہ مین شریک
جا ہی پیکان دل لگا دینگے کسی کی تیر مین

کٹ گیا جسم سی وہ جسکو سری ہی چہو گئی
بچ گیا پیکان سی تو ہی کاٹ چوب تیر مین

کانپتا ہی دور مین کس درجہ جام آفتاب
ہی مرض رعشے کا دست آسمان پیر مین

کیا گرفتار کمند موت ہوتے ہین جوان
آسمان کرتا ہی عیاری لباس پیر مین

جب سنی فریاد میری ہونٹہ چابی یار نے
کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر مین

زہر غم کہا کر تیونکا اس سی مین مرتا نہین
طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر مین

دیکہ کر ہمکو جو اونے ہاتہ منہ پر رکہ لیا
سمجھے آئینہ لگا ہی یار کی تصویر مین

کیا نزاکت ہی کہ بار رنگ اوٹہ سکتا نہین
جنبش لب دیکہتی ہین یار کی تصویر مین

بڑہ کے کہینچا ہی کسی نی اوسسے بہی بہنال کو
ہی پتا موے کمر کا یار کی تصویر مین

اپنے جامے سے ہین باہر جب سے دیکہی ہی شبیہ
جان پریون کی لگی ہی یار کی تصویر مین

صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہی
آپ نی دہبا لگایا چاند سی تصویر مین

دیکہی حسن رخ جانان مرے اشعار مین
صنعت اعجاز مصحف کہلتی ہی تفسیر مین

ہی سفید ایسا ہو دنیا کا یہ کوہ کن
روز اول سے سراک انساں ہی ہو فکر معاش
خط رخ دلدار پر دیکھا تو حیرت ہو گئی
پہیری رونے گرایا قہقہا دیوار کو
بدر کو نسبت چہارم کی نہین اوس ماہ سے
وصل کی کیا رات کاٹی ہین ہی آخر ہو گیا
سیکھنے مین وہ طبیعت تہی سبق کا ذکر کیا
حال لکہتا تہا جو مجہ رنجور کی فریاد کا
ناتوانی کا مری احوال لکہکر رہ گیا
پہیر دی تلوار اوسنے حلق پر منہ پہیر کے

آہ شیرین سے اوبال آیا نہ جوئے شیر مین
چوستا ہی طفل انگوٹہے کو خیال شیر مین
متن قرآن سی بہت ایجاز ہی تفسیر مین
آہ پر غم کی تو سوکہی زعفران کشمیر مین
حسن صورت ہین صفا مین تنگ ہی تیغ پر مین
ذبح کر ڈالا سو ذن پہلی ہی تکبیر مین
صاف تیرہ لیتے تہے وہ لکہا ہی جو تقدیر مین
درد پیدا ہے صریر خامۂ تقدیر مین
اب روانی بہی نہو گی خامۂ تقدیر مین
وقت آخر آتی گردش تہی مری تقدیر مین

۱۱۸	کس سے عاشق درد فرقت کا بہلا شکوہ کرون ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین	۹

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہی نخچیر مین
چاند سی ماتہے کو چمکایا بہت افشان نے
آنکہ کی پتلی جو آئینے مین دیکہی یار نے
اور ڈہکر وہ مال کرتا ہے وہ سیہ چار باغ
پیچ مین پیاون کو دیکہ سیر باکی تیغ و تاب
[illegible] ہین تیغ

عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہی شمشیر مین
بند آنکہین ہو گئین تنویر ہی تنویر مین
ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین
تو چمن مین ہی چمن کشمیر ہے کشمیر مین
سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین
قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہی تحریر مین

آہ سوزان نے کیا ہے خاک کوئے یار مین
اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر مین

میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یون ہو جا ہے وصل
یہ ہی کہنے کو نہو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹

سینۂ زخمی ہین عاشق کے دل مجروح ہے
کہتا ہے وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر مین

۲۷

جو لطف وصل نہین تو غم زوال نہین
شب فراق سے بہتر شب وصال نہین

وہ بدر ہے کہ کسیوقت مین ہلال نہین
وہ آفتاب ہے جسکو کبھی زوال نہین

خرام کبک نہین یہ رم غزال نہین
کسی مین تیری سی اٹکھیلیونکی چال نہین

سوال وصل ہے جاگیر کا سوال نہین
علاقہ ہمسے جو رکھو تو کچہ محال نہین

عطا کو ہاتہ بنے ہین طلب حلال نہین
مکان شکر دہن ہے در سوال نہین

تم اپنے شغل غنا مین ہو کچہ خیال نہین
ہر ایک صوفی کا ہے قول ہم مین حال نہین

ہماری رنگ ہٹانے کو کھیل سمجھے ہو
اوٹھا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہین

ہمین رلانے کو چھیڑتے ہین آپ کو سمجھے ہے
عروج ماہ نہین فصل برشکال نہین

عجیب بات ہے سنتے ہین بے زبانونکی ہوٹھ
وہان زخم تو کچہ قابل سوال نہین

مری کریم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے
غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہین

مزا دوام کا سرکار عشق مین پایا
جسے عروج ہوا پھر اوسے زوال نہین

بنا و شوق سے گھر میری خانۂ دل مین
عسس کو دخل نہین اسمین کوتوال نہین

ہزارون دوڑتی ہین آپکی سواری مین
مجھی سے کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہین

نگاسے کنے سے میری نہ رقص کو اوٹھی
یقین سب کو ہوا اس سے بول چال نہین

فرہاد زندگی مستعار بیجا ہے — جو اسکے سال تھے زندہ وہ اُنکے سال نہین

کھرے ہین سب سے ہمین گو کہ زر نہین رکھتے — سیاہ قلب ہین کھوٹے ہین غیر مال نہین

چورائے سی بھی یہ مضمون کم نہین ہوتے — کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین

چلین ہین غیر کے گھر پوچھتے ہین لطف خرام — بہت ہے آپ ہین گمراہ خوب چال نہین

ہمین نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اوڑتے ہین — کچھ آپ حور شمائل پری خصال نہین

شراب چھوڑ کے خون جگر پیون زاہد — جو وہ حرام ہے یہ بھی کہین حلال نہین

جو خط مین یار کو لکھا ہے شوق بوسۂ خال — جواب لایا کبوتر تو وہ بھی خال نہین

تمہارے حسن مین یوسف کے حسن مین ہے یہ فرق — عزیز جان ہے یہ سوداگری کا مال نہین

زمین شعر سے پایا خزانۂ مضمون — کسیکی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین

بسا ہے اس دل ویران مین عشق سیمین تن — خراب ہے وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین

وہ سیمتن کبھی حمام مین نہین آتا — عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین

دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے — مرے نصیب مین عنبر سری بھی شال نہین

۱۵	پسند طبع خلائق اگر نہو عاشق یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین	۱۲۰

نہ آتے ہین نہ بلواتے ہین ہم جی سے گذرتے ہین — ابھی نادان ہین کمسن ہین شرماتے ہین اُڑتے ہین

سما جاتی ہے کیسی خودنمائی جب سنورتے ہین — کھڑے ہو کر اکڑتے ہین جب آگے پاؤن دھرتے ہین

او نہین وسواس آتا ہے جو ہم کہتے ہین مرتے ہین — سر اپنا کاٹتا ہون مین وہان صدقے اوترتے ہین

چراتے ہین وہ ہمسے آنکھ ہم جی سے گذرتے ہین — جلا سکتے نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتے ہین

لگاتے ہین اگر سرمہ کہٹک سے نیند اوڑتی ہے
جو بل دیتی ہین زلفون کو تو خود سوتی مین ڈرتی ہین

چلے جاتی ہو کیا پروا ہے کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کئی غش ہین کئی جی سے گذرتی ہین

نہین آتا مقابل شرم سے اوس روے روشن کے
فلک پر چاند چڑہتا ہے وہ کوٹہے سے اوترتی ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے
تری نازک مزاجی سے حذر کرتی ہین ڈرتی ہین

زبان سے جو نہین کہتی ہین وہ کچہ کر ہی گذرینگی
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پہ جو مرتی ہین

برا ہو سخت جانی کا کہ وہ سنکر یہ کہتی ہین
غلط ہے جہوٹ ہے مدت سے ہم سنتے ہین مرتی ہین

سر رہ منتظر بیٹھے ہین آمد ہے سواری کی
ادہر سے وہ نہ گذرینگی تو ہم جی سے گذرتی ہین

لبون پر جان اٹکی ہے تمہاری ترش روئی سے
کہٹائی ہین پڑی رہتی ہین جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہزارون استخارے ہین ہمارے گہر کو آنے پر
وہ گہبراتی ہین کیا کیا وسوسے دلمین گذرتی ہین

زبان پر حرف رخصت ہے کسیکی جان لیجیگا
ابہی مر جائینگے کچہ کہا کہ ہم کیا آپ کرتی ہین

١٢١	پریشان حال ہے عاشق مگر اونکی بلا جانے وہان چوٹی ہین کنگہی ہے کبہی بیٹہے سنورتے ہین	١٦

صورت ہی نہین دیکہی جانان کسے کہتے ہین
آئینہ رخ سے کیا حیران کسے کہتے ہین

کب کشت امید اپنی سرسبز ہوئی اے دل
اک آگ برستی ہے باران کسے کہتے ہین

کیا دیدۂ انجم سے تم آنکہین لڑاتے ہو
پتلی پہ نہین رکہتی مژگان کسے کہتے ہین

موجون کی زبانون سے آنسو مرا بتلایا
پوچہا جو سمندر سے طوفان کسے کہتے ہین

خسرو کی کتابی ہے ہم ایمان نہین لاتے
صورت ہی نہین واقف قرآن کسے کہتے ہین

دیکہے رخ سے ظلمت زاہد مری نظرون سے
اندہے کو خبر کیا ہے تابان کسے کہتے ہین

دوزخ سی بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہان کے تم رضوان کسی کہتے ہین

رندی جسے کہتی ہین بر قید ہے یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسی کہتے ہین

اب ناوک مژگان سی غربال ہو دل جسمین
کانٹا بہی نہ کہٹکا تہا پیکان کسی کہتے ہین

ہین شوق شہادت مین قاتل ہی یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکہا برّان کسی کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سی نہین واقف رضوان کسی کہتے ہین

زلفون کی محبت ہی زنجیر کی کیا حاجت
جب گہر سی نہ نکلے پہر زندان کسی کہتے ہین

جب کہیل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تمنے نہ بتلایا چوگان کسی کہتے ہین

کہتا ہی مسی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
بتلادون سر مجلس حیران کسی کہتے ہین

جز زلف و خط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسی کہتی ہین ریحان کسی کہتے ہین

۳۸	یہ بندہ نوازی سے کے اوصاف نہین دیکھے جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہین	۱۲۲

گل مین ہی رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہی چہرۂ خورشید اوس پر تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہی محمل صاحب محمل نہین

دہوپ سے تنبیا گیا ہی رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہی کہ دنیا مین سب لاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لب کا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سی آسان ہی مشکل نہین
تن سی میرا سر جدا کر یہ کسی سے مل نہین

کونسا دن ہی نہین آفت کا مجہ سامنا
کونسی شب کو بلا سر پہ مرے نازل نہین

سحر گو جا مین فرشتے پر رسائی ہی محال
یار کا چاہ زنخدان سے چہ بابل نہین

سالک شہر خموشان ہون ملی کیونکر پتا
رنگ اپنی قافلی مین ہی پر اوسمین دل نہین

دست وحشت سی اگر چاہون لوح لوٹ دون گور کو
سنگ تعویذ لحد کچھ ایسی بہاری سل نہین

پرخطر ہی قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم
دم نہین لیتے کہین ٹھیکا نہین منزل نہین

نیک نامی سے ہے لٹا دو دولت دیدار کو
مثل قارون فائدہ کیا مال سی جب دل نہین

آفتاب داغ سودا کا عجب اشراق ہے
کوہ و صحرا کوئی مجھ مین یار مین حائل نہین

اپنے دل کی ہاتھ سی مین جان سی بیزار ہون
دیکھ لینا ایکدن یا مین نہین یا دل نہین

سخت جانی سی نزاکت سی نہایت بیر ہے
لاکھ مجھپر تیغ وہ کھینچے مرا قاتل نہین

آب تیغ تیز دکھلاتے ہین مجکو دیکھکر
تشنۂ دیدار ہون پانی کا مین سائل نہین

آمد شام شب ہجران بھی ہمنے دیکھ لی
جسقدر دہشت تہی اوتنا اضطراب دل نہین

ہاتھ قابو مین نہین اللہ ری رعب حسن یار
یار سوتا ہی مجھے شک ہی کہ وہ غافل نہین

مرغ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے
دیکھیے محرم کی چڑیا پاس ہی بسمل نہین

روز ہمسے روٹھیے غیرون سے ہو پیغام وصل
مفت مین ہین جان کو لیتا ہی بنا دل نہین

جب نگاہ گرم سی دیکھا دہک اوٹھی زمین
آفتاب صبح محشر آنکھ مین ہی تل نہین

میری وحشت کی فسانی سی ہوی بدنام آپ
مین تو دیوانہ ہون لیکن آپ بھی عاقل نہین

قد خم گشتہ سی میرے کیون چرایا آنکھ کو
آپکا ابرو ہی کچھ کیا چشم پر مائل نہین

قدر ممسک کو سوا ہی جان سی بھی مال کی
باغ مین دیکھو انارون کی پاس ہی دل نہین

ہی محیط آسمان کی شکل یکسان ہر طرف
سیر ہی بحر اشک طوفان خیز مین ساحل نہین

عشق بازی کی ہوس ہی پر نہین باقی رہی
وہ جوانی اب نہین وہ حوصلہ وہ دل نہین

دل جلا ہے اونکی حرف تیز طعن آمیز سے
جی مین ہے دامن پکڑ کر یار کا مر جائیے

یہ کباب ایسا ہے جسکو حاجت فلفل نہین
ایڑیان گھر مین رگڑنے سے تو کچھ حاصل نہین

۱۲۳

کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر
عاشق اسکا کوئی محتاج نہین عامل نہین

۲۴

خواہش گلشن نہین حورون سے ہے نفرت ہمین
شام سے آج او کل تک کی نہین مہلت ہمین
کھوئیگی نخوت تمہین بخشائیگی وحشت ہمین
سجدے کرتی ہین انہین جب تک کہ ہے غیبت ہمین
ابر آتی ہی نتھی تاب غم فرقت ہمین
کیسے تم پچھتاؤ گے ہو گی اگر نفرت ہمین
لوٹتے کیون سانپ لہر یاد زلف یار ہین
موت کی ہچکی لگی پیتے ہی ہے ساقی شراب
کوہ قاتل کا پتا لگ جائیگا کچھ ڈر نہین
مشق تیرے نام کی تھی بھول جاتے تھے سبق
درد و رنج و یاس و حرمان سے ذرا وقفہ نہین
پاؤن پھیلا کر نہین سوتے کبھی آرام سے
مے پرستی سے ہماری جیسا زاہد ہے کباب
وہ غمین ہین لیمن قصد عیش تک پہنچا نہین

زاہدا حاصل جو ملجائے ترقی جنت ہمین
صبح تک بچنے نہ دیگا یہ غم فرقت ہمین
زاہد دوزخ مبارک ہو تمہین جنت ہمین
بت بھی بندہ سمجھے ہین اللہ کی قدرت ہمین
مینہ برستے ہین سگے گھر یار کو رحمت ہمین
حسن بخشا ہے تمہین اللہ نے دولت ہمین
اژدہا بنکر نگل جاتی شب فرقت ہمین
قلقل مے ہو گئی کوس دم رحلت ہمین
شوق ہوگا راہ بر لیجائیگی ہمت ہمین
تختیان پڑتی نہین طفلی مین استاد ہمین
ایک لمحہ اک گھڑی اک آن اک ساعت ہمین
ہاتھ صحت نے بھی کھینچا پا کرنا طاقت ہمین
کیا جلے دل ہین وہان بھی جو ملی جنت ہمین
بھول جاتی ہے نماز عید کی نیت ہمین

زاہدون کو اوسنی بہر بہر کر دیے جام شراب
اور مسیحا کو اگر منظور ہو سیر چمن
ہاتہ رکہا اور پیر کانپے اگر مستی مین پاؤن
عدل کی میزان مین کم ٹھہرے جو عقبے کی عذاب
اسقدر روشن ہے دل پر داغ غم اک ماہ کا
صبح پیری ہو گئی نکلا نہ اتبک آفتاب
ضعف نے جس کیا تصویر قالین کی مثال

دکہنی ہے آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین
نرگس بیمار بہی کہدے کہ ہے صحت ہمین
بوجہہ ڈالا غیر پر جتنے ہوئی خفت ہمین
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین
دشت ایمن تنگیا ہے وادی غربت ہمین
سوم کا شاید سمجہتی ہے شب فرقت ہمین
ٹھوکرین کہلواتی ہے کیا کیا تری الفت ہمین

۲۴	ایکدن اس خانۂ تن کو بہی ہے عاشق شکست جو مکان ٹوٹا ہوا دیکہا ہوئی عبرت ہمین	۱۲۴

مشغول تین دن سے وہ سیر چمن کے ہین
پوچہو کہڑے تن پر داغ کا جو حال
شادی ہے بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
سو سی نہین جو خوف سے ہم کانپنے لگے ہین
سر کٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
سودائے خط یار ملاتا ہے خاک مین
محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
کیونکر نہ استخوان بدن مین شکست ہو
کرتا ہون تہکے ہین ملک الموت سے خطاب

کہدو کہ پہول باغ غریب الوطن کے ہین
سمجہون کہ آپ سرو بہاری چمن کے ہین
سہرہ ہے تار تار جو اپنے کفن کے ہین
زلفون کی مار سحر یہ ٹکڑے رسن کے ہین
خلعت او نہین ملا ہے جو قابل کفن کے ہین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین
خلعت جو بخشتی تہی وہ سائل کفن کے ہین
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین
پرسان حال آ غریب الوطن کے ہین

نالے کی طرح کوچہ سے نہین ہٹنے کی روح
کشتے ہم اک حسین کی صوت سخن کے ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید سے کے
محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت مین دشت دامن مادر سے کم نہین
راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے مین ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین
مردود شیخ راندے ہوے برہمن کے ہین

سودے نے گل کھلائے نہین جسم زار پہ
سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بنائے جبہ یا ہے
زاہد مقیم سب ہی دیر کہن کے ہین

ہی چاک جیب گل نہ کر کشتی کے سوگ مین
لالے کو داغ غم اسی غنچہ دہن کے ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بھی
سرسبز پھول آج ہمارے چمن کے ہین

وحشت جنون ہوا مری وحشت سے سرفراز
دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوہ سپہر
خو کردہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری مین عشق ساقی مہوش کا ہے عروج
نشے ابھی جوان شراب کہن کے ہین

کیسا گھلا دیا شب تار فراق نے
شاید نصیب داغ یہ اعضا بدن کے ہین

دیکھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی
پیارے بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

کبر کے تھے جو قوت بازو کہان گئے
باقی نشان تک بھی نہین نور تن کے ہین

۱۲۵	عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی ناپائدار پھول بہت اس چمن کے ہین	۱۸

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین
کیا ہو سکے مسیح سے بھی کچھ خدا نہین

اے دل جفائے یار مین شکوے کی جا نہین
منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین
چشمے تو کیا ہین ابر بھی یہ گھٹا نہین

نقصان طول زلف نے رخ کا کیا نہین
اندھیر ہی کہ رات بڑھی دن گھٹا نہین

مستون کو رابطے کا سبب کچھ چھپا نہین
یہ رند ہین تو دختر رز پارسا نہین

مصحف جو رخ ہی غیر کو صورت دکھا نہ یار
ایمان بھی نہین جسے مطلق حیا نہین

اچھے بھی ہون تو بخیۂ مژگان یار سے
زخم جگر ہین سوزن عیسی کی جا نہین

دکھلاؤن زور دست جنون خاک ای پری
افسوس ہی کہ گور کی تن پر قبا نہین

ظاہر مین ہی صفائی تو باطن مین ہی غبار
آئینہ رخ سے آپکا دل مین صفا نہین

حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل سے دادخواہ
دم بھر مین لاکہ قتل ہوئے خون بہا نہین

شاکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہو سکا
کس کام کی دہن ہین کہ جنہین صدا نہین

انسان ہی جو اوس گل خوبی کو ہے گریز
سب کچھ ہی اوسکے باغ مین مردم گیا نہین

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
فضل خدا سے خوف ہونکا ذرا نہین

منظور ہو جو وصل تو کچھ منہ سے بولیے
دونون مین ایک بات ہو یا ہان ہو یا نہین

جب ہاتھ باندھتا ہون کہ جینے سے تنگ ہون
فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین

کھٹے کیے ہین دانت شہیدون کے لاکہ بار
حاضر جواب ہین کہین چوکتا نہین

بیکس وہ ہین جو ہونگے فنا کے بعد
مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۵	قدرت خدا کی کل سے وہ بت رام ہوگیا تھا شوق غنی ہون آج مرے پاس کیا نہین	۱۲۶

سب بے حجابی نہین حجاب نہین
عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا نہین گھر مین
محتسب کا جگر کباب نہین

زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے
اک قیامت ہے اضطراب نہین

تیغ کی کیا زبان چلتی ہے
دہن زخم مین جواب نہین

حال پر میرے اسے یم خوبی
موج کی شکل پیچ وتاب نہین

ڈر کے کہتے ہین مجھسے وہ شب وصل
خوب ابھی نشۂ شراب نہین

ناز و انداز حد سے گذرا ہے
اور ابھی آمد شباب نہین

جا کے کھینچ کر جو گھر مین قاضی کے
ایسی بنت العنب خراب نہین

بام پر اپنے یار بیٹھا ہے
چرخ چارم پہ آفتاب نہین

پرتو حسن یار پھیلا ہے
در و دیوار کچھ عجاب نہین

شب کو زیور بڑھا کے کہتے ہین
اب تو وہ جان کا عذاب نہین

شب فرقت ہے بام پر اندھیر
ماہتابی ہے ماہتاب نہین

غم سے خالی نہوگا رونے مین
دل ہے کچھ شیشۂ شراب نہین

بوسے ہمنے لیے ہین گن گن کے
گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷	ہوس اکسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بوتراب نہین	۱۷

دونون گیسو جو رخ یار سے اوٹھنے کے نہین
ابر بھی دامن کہسار سے اوٹھنے کے نہین

بیٹھکر ہم در دلدار سے اوٹھنے کے نہین
گر کے ہم سایۂ دیوار سے اوٹھنے کے نہین

عاشق رخ کو نہ کھلائیے بل زلفون کا
پیچ کفار کے دیندار سے اوٹھنے کے نہین

قطع رونا نہوا بیٹھ گئین گو آنکھین
پتلیان کہتی ہین آس تارسی اوٹہنی کے نہین

روح رہجائیگی اوٹہ جائیگا مردا تو کیا
آپکے درسے یہ دو چار سی اوٹہنی کے نہین

مدعی خون کا عشاق نہین محشر مین
قتل ہوکر تری تلوار سی اوٹہنی کے نہین

گنبد سے کہیلو تو نقاہت کا ذرا دہیان رہے
پہول یہ نرگس بیمار سی اوٹہنی کے نہین

مین بہی راضی ہون جو تکرار رہے بوسون مین
لطف بیفائدہ تکرار سی اوٹہنی کے نہین

طلب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل
ہاتہ اونکے لب اظہار سی اوٹہنی کے نہین

طائر دل سی نہ ٹوٹی کبہی زنجیر جنون
سخت دانے ہین یہ منقار سی اوٹہنی کی نہین

حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین
ہونٹ کہتی ہین لب یار سی اوٹہنی کے نہین

کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے
پاؤن کہتے ہین سرخار سی اوٹہنی کے نہین

گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہے دل
نازمہ ہوش کی ہشیار سی اوٹہنی کے نہین

شکل مردی کی بنایا ہہین حیرانی نے
بے اوٹہائے ترے دربار سی اوٹہنی کے نہین

ناتوان دل ہے نکلنے کا نہین دو دو جگر
اب دمہ مین خانۂ نادار سی اوٹہنی کے نہین

لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دیے مین
ہونٹ میری لب سوفار سی اوٹہنی کے نہین

١٢٨	درد دل کہنے ہین پرہیز کہان تک عاشق اب یہ صدمے دل بیمار سے اوٹہنے کے نہین	٣٣

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین
صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین

کوے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین
کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین

شوق سے آئی شب ہجر شب وصل کے بعد
آرزو جی مین ہے باقی نہ تمنا دل مین

رشک فردوس گل داغ سے ہی تن میرا — غم سے ہی تیرا نقطا ای سرو تمنا دل مین

بت پرستی تہی فقط سب کے دکہانی کو لیے — کلمہ پڑہتی تہی یوسف کا زلیخا دل مین

مار کاکل کو جو عاشق تہی وہ سب ڈوبے بے مرے — لہر آئی ترے دیوانون کے یہ کیا دل مین

تیری نوک مژہ کو مری دل سے پوچہو — دیکہا اسکا نتیجہ کو آنکہون سے تو کہٹکا دل مین

بات وہ کر کہ جو دشمن بہی رضامند رہے — منہ پہ آتہا نہ کہے گا تو کہیگا دل مین

جی پہرا اسقدر ای گل تری بیقدری سے — آبلے ہین صفت آبلۂ پا دل مین

ای بت انصاف کریگا تو بڑہ ہین گر تجہے — ہم نے فرمایا ہی کیا کیا صفت تیغا دل مین

میر ابس ہو تو نکلنے ہی ندون پردے سے — یا تو آنکہون مین چہپا رکہون کے یا دل مین

یار در خانہ و ما گرد جہان میگردم — عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

ایک پل ہوا نہین تیری تسلی آنکہین — پہر رہی ہین صفت ساغر صہبا دل مین

منہ پہ اک بات نہین آئی جتایا سب کچہہ — ان اشارون کا مزا ہمنی اوٹہایا دل مین

ایک ہو سب بتان ہوتی نہ مکر و ظلم و ستم — کوئی کیا دل مین کہو کوئی کہو کیا دل مین

قتل ہو جاؤن تو بہتر ہی نہ الزام اوٹہاؤ — سر بہی کٹ جای جو میرا نہین کٹتا دل مین

نیند ہین ہوش حلاوت جو ملی زخمون کی — ہم سروہی کا جیا کرتے ہین مالا دل مین

پہر نکلتا ہو نجیا دون کی بہلا کیسے سے — رکہتے ہین داغ بنا کر ہی پپیا دل مین

بت کا بہی گہر ہی یہی کا بہی خدا کا بہی یہی — نہ کلیسا ہی نہ شیشا ہی نہ کعبا دل مین

قتل کرتے ہین نگاہون سے مگر دل مین رحم — ترک سفاک ہین آنکہون مین ہی بیٹہا دل مین

صاحب فکر رسا میرے ہین مستغنی — شہر دل مین ہی چمن دل مین ہی صحرا دل مین

جن کا سایہ ملے اونکا ہے سودا اسکو | جو نہو حشر تلک اونکی ہی تمنا دل مین
کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو | خاک اورتی ہی کبھی بہتا ہی دریا دل مین
نہ نظر بھر کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا | آنکھون پہ چلمنین رہتی ہین تو پردا دل مین
ایک پل ضبط کیے اشک تو جی بیٹھ گیا | آج ساعت کے کٹوری کا ہے نقشا دل مین
خاک سر پر مین کرون اوڑھلی کفن کی ہوا ہوش | آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل مین
آئیے روٹھ چکے رات ہی کم سو رہیے | آپ کچھ دل مین نہ اب کبھی نہ بندا دل مین
تیغ بیداد سے وہ ترک کرے سو ٹکڑے | سر کے کٹنے کا ذرا غم ہے نہ دھڑکا دل مین
سختیان ترک سون پتھر صنمونکا ہی یہ چال | نہین مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل مین
عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا | خون کے قطرے سے بنے عقد ثریا دل مین
جسقدر غم ہو مجھے اونکو خوشی ہوتی ہے | دوست کے واسطے دشمن کو ہے پالا دل مین
موتیون سے در دندان کو لڑایا نہ اگر | لوگ سچا کہینگے سامنے جھوٹا دل مین

۱۲۹ | خوف آتا ہے مجھے سامنے جاتے عاشق
بیٹھون پہلو مین نہین حوصلہ اتنا دل مین | ۱۶

ہزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہین | وہ خار کھاتے ہین دل مین عجب بہار رکھتے ہین
ضعیف ہو کے تن و اعتبار رکھتے ہین | خزان مین بھی ترے عاشق بہار رکھتے ہین
یہ صدمے کان کی تجلی کی جب کرون تعریف | مری جلانے کو وہ بھی اوتار رکھتے ہین
جہان مین کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے | سیاہ نگہ سے تو زلفون سے مار رکھتے ہین
ہوا پہ آسے ہو کس طرح ہم نہون برباد | بسان جسم مین مشت غبار رکھتے ہین

نہ طمع مال ہی ہمکو نہ خواہش جاگیر
ہم آپ زندگی مستعار رکھتے ہین

ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ فقر و غم
کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین

کفن بنانے کو اک پیرہن کے مالک ہین
زمین ملک مین ہم قبر وار رکھتے ہین

جو عمر کھوتے ہین تعمیر قصر عالی مین
بناے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین

مقابل آ ہین غزال حرم تو موت آجاے
یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین

جلا کے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین
غبار اس سے تری خاکسار رکھتے ہین

ہم اپنے صدمے سے غیرون کو بھی جلاتے ہین
مثال سنگ کے دل مین شرار رکھتے ہین

تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے
چھپا کے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین

ہم آگے گلشن ہستی مین کیا پھلین پھولین
دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین

بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو
دنی لباس مین کرا و تار رکھتے ہین

۱۳۰

زمین اشک ندامت سے بس گئی عاشق
وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین

۱۲

مصور ہو گیا نقشے سے گو انداز آنکھون مین
نہ ہی وہ معجزہ لب مین نہ ہی وہ ناز آنکھون مین

اشارہ مین کبھی بخشش کبھی ہے ساز آنکھون مین
بھری ہین صانع قدرت نے سارے ناز آنکھون مین

سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین
کرامت ہے لبون مین آپکے اعجاز آنکھون مین

تمہین کاتی نہ دیکھا اپنی سے آنکھون سے چلتا ہون
سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین

کھلا اسطلب نشانون کو نشتون پر بھی محفل مین
ہوئی جب سے اونسے گفتگو ہے راز آنکھون مین

مری آنکھون کو چوما اونکے بیٹے نے اوسکی آنکھونکو
بسا رہے ہونٹون مین پیدا ہوے آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گالی کی پردے مین
ابھی مطرب پہ سیدھے ہو گیا ہی ساز آنکھون مین

مگر آئینے مین دیکھی ہی صورت اوس پری رو نی
خوشی سے پتلیان کرتی ہین لاکھون ناز آنکھون مین

غرور حسن تہا جنکو وہ سب پانی سے پتلے ہین
پیے لیتا ہی سب محفل کو وہ دمباز آنکھون مین

بلا چاہ ذقن ہین زہر خط ہین سحر باتون ہین
صفا رخسار ہین اعجاز لب ہین ناز آنکھون مین

اشارے ہی بار سے کرتی نہین سو ہین ہین جادو کی
نہین وہ پتلیان سیکھے ہین فن ہون سباز آنکھون مین

۱۶	نہین کچھ سوجھتا جز وحشت زمستی مین عاشق کو کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکھون مین	۱۳۱

چشم غزال چین نہین تن گل یاسمین نہین
دانت در ثمین نہین شکل تری کہین نہین

ابر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب سے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین پائل زیب تن نہین
زلف مین بہی شکن نہین چشم بہی سرمگین نہین

قابل سیر یار ہون داغون سے لالہ زار ہون
رشک صد بہار ہون نخل خزان ہمین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دل حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ اودہر ہو یا نہو
میرا قدم پڑا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

یار جو بی نقاب ہی دید کی کسکو تاب ہی
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نے بانکپن دکہا بل نہ دم سخن دکہا
تو کمر و دہن دکہا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سے ہرا ایاغ ہی رشک خانہ باغ ہے
گہر کا مرے چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس زار سے اوسو ذرا قرار سے
وحشت بہری ہین خار سے آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی مجہسا کوئی حزین نہین

غیر دن سے ہی شغل مین یار مجھکو کیا دخل مین یار
بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دل نشین نہین

پیچھے مین شب اب تک بیون نہ مین جاگتی ہون کباب
مجھکو ملا ہے یہ جواب ورد بہی یہ تخمین نہین

چشم جو اشکبار ہے غیرت آبشار ہے
داغون کی وہ بہار ہے ایسا چمن کہین نہین

چھوٹنے جمع مال ہے اوسکو یہی خیال ہے
زیست ہزارون سال ہے دم و پسین نہین

۱۳۲	عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا بھرے گا دور چرخ کا زیست کہان ہمین نہین	۲۶

سیکشی وہ دن میسر ایک جا ہوتی نہین
دخت رز وہ بیسوا ہے آشنا ہوتی نہین

جب کدورت دل مین ہو حاصل صفا ہوتی نہین
ظرف گل پر شکل آئینہ جلا ہوتی نہین

جنکو سودا ہو چکا ہے اونکے دل سے پوچھیے
زلف پیچان سے سوا کوئی بلا ہوتی نہین

اب سنونکر سائل وصل صنم اللہ سے
یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہین

منفعل ہون زلف کو مشک ختن مینے کہا
ای پری پیرو آدمی سے کیا خطا ہوتی نہین

باندھ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکھین آپ کو
نیند جب مارم آنکھ ہو جاتی ہے وا ہوتی نہین

نکہت زلف معنبر کا بہت مشتاق ہون
پیچ کیا ہے اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہین

کب فقیرونکی سنے گا وہ سلیمان جہان
دل مین کچھ تاثیر نقش بوریا ہوتی نہین

زاہد واس سے عبادت کو کیا مین نے سلام
بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہین

دخت رز کی آج ای ساقی نکر سیر حضور
چار کے جو گھر گئی وہ پارسا ہوتی نہین

مجبورونکی جب نظر پڑتی ہے تیری رحم پر
ایک تل بھر دہشت روز جزا ہوتی نہین

سخت حیا ہے اگر تمنے اٹھایا آنکھ کو
چشم نرگس مین صنم مطلق حیا ہوتی نہین

طالع وارژون ہی اوس تک نہ پہونچی خاک بہی
یا ہوا ہوتی ہی اولٹی یا ہوا ہوتی نہین

ای مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بہی چاہین تو اب اسکو شفا ہوتی نہین

ای صنم حاصل جو تم کرتے ہو اولٹی گفتگو
بات کچہ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہین

وہ قدم چلنے سی جیسے پاون سو جاتے ہین
ایسی انگل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسی سو رنگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع یہہ مجہے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہی تو اضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مستی سی نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کہانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سی نہ رکہہ اید ل ترقی کی امید
آب شک چشم سی نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بہلا بہرہ ہو خاک
گوش زد منعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چہوٹیگی نہ رکین گی تمہین
یہہ سمجہ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چہوڑا ہی کیون گنج شہیدان مین مجہی
تیغ قاتل سی کبہو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بہی بیڑا پار کر دیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بی ناخدا ہوتی نہین

جا بجا تین کچہ نہین کیونکہ کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

١٣٣	خاسس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑہ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین	١٧

عاشق بیمار ہون مین جو دبہی بیمار نہین ہیچ ہون
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہیچ ہون

آہ کہتی ہی کہ تنہا ئیکی مین یارون مین ہیچ ہون
درد کہتا ہی شب فرقت کی غمخوارون مین ہیچ ہون

بت سیتو نہین مین ہون نہ دین مین ہون نہ سمجہاونین ہون
جو نہ بخشی جائینگے مین اون گنہگارون مین ہیچ ہون

ہے دل کی قسم وقف نہین اسلام سے
ہان ہان اپنا ہی مجرم ہون گنہگار نہین ہون

ہم سبک روحون کو ملجانا گلے مشکل نہین
بوکی صورت ای پری پیکر تری ہار نہین ہون

سوتے سے بدتر ہی سیر کے سامنے سامان عیش
وہ نہین ماتا ہی مین جسکے طلبگار نہین ہون

کیون نہین پھرتی مری جانب نگاہ التفات
ای مسیحا مین بھی آخر تیری بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا اوس شاہ خوبان کا وصال
اسقدر مین زور رکھتا ہون نہ زردار نہین ہون

خواب مین دیکھون تمہین یہ بھی نصیبون مین نہین
ایک مدت ہمکو گذری ہی کہ بیدار نہین ہون

تم جو کہتی ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بھی راضی ہون تمہارے نازبردار نہین ہون

دل چرا کر عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طرار نہین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آکر کہ بیمار نہین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودہوین کی چاند کی مانند مین تارا نہین ہون

رند و زاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون دل غم زدہ
مست ہون تو نہین مین ہشیار ہشیار نہین ہون

قرب ابرو سے ہے ظاہر سحر چشم مست کا
پتلی آنکھین یہ کہتی ہی کہ تلوارون مین ہون

خلد سے بہتر ہی مدفن ہو جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگار نہین ہون

۱۳۴	لیلی و یوسف کو وہ کہتے ہین عاشق طنز سے سچ مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون	۱۸

وفور شوق عدو سے فروغ داغ نہین
ہوا ہی تند سے گل ہو یہ وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
سبھی جو سامنے کالی کے وہ چراغ نہین

تمہارے خال نے دل کو نوید وصل نہ دی
مری کتاب مین حال شگون زاغ نہین

نہ مجھ تک آسکے کبھی وہ نہ مین گیا اون تک
او نہین فراغ نہین ہی مجھی دماغ نہین

ہمارے ہی دل سے ہوا ہی فروغ بالون کا
سوای داغ شب الف مین چراغ نہین

ملال ہوگا نہ دیکھو مرا تن پر داغ
شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ وہ باغ نہین

فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے
لحد مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین

تنور سینۂ عاشق کا سوز سے ہی فروغ
بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہین

ارم مین پیکے شراب طہور مین نے کہا
یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہین

لٹین گے جاکے مسافر سرای دنیا کی
سنا ہی ملک عدم مین کہین چراغ نہین

وہ کون گل ہی جو گلزار دہر مین نہ کھلا
جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہین

اوٹھاکے جبر سماجت کبھی نہ کی مین نے
کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہین

وہان عوض کہ نکیرین پھر کے عرض کرین
زمین پر تو کہین قبر کا سراغ نہین

بہار داغ کو جی بھر کے دیکھ لے ای دل
کسی کی ملک نہین یہ کسیکا باغ نہین

عبث ہی پیر جو دعوی کرے جوانی کا
وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہین

شب فراق مین آنکھون کو رو چکا سر شام
کچھ اور جسم سے پہلے غذای زاغ نہین

فراغ و صحبت احباب و یار و عہد شباب
وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل پہ جسکا داغ نہین

۱۳۵

بہار داغ مین تاثیر کچھ نہین عاشق
کھلا کسیکا کبھی غنچۂ دماغ نہین

۱۹

ہم ضعیفون کی دعا مین کچھ اثر ہوتا نہین
نخل جب کہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہین

نارپستان کوئی طفل سیم بر ہوتا نہین
نخل باغ خردسالی مین ثمر ہوتا نہین

اپنے نالی تیشہ فرہاد سے کچھ کم نہین
سنگ مین گھر کرتے ہین دل مین اثر ہوتا نہین

عید غیرون کو ہو ہر روز دید یار سے
کیون ہلال ابروے جانان قمر ہوتا نہین

آبرو دارون کو پایا ہمنے ممسک دہر مین
آب گوہر سے دہان خشک تر ہوتا نہین

کس طرح پیش نظر رہتا تصور یار کا
قابل بندش کبھی تار نظر ہوتا نہین

جانے والون کو عدم کی کیون ہے توشے کی تلاش
پاس کچھ مولود سے کے زاد سفر ہوتا نہین

سخت جانون کے جگر مین گرمی الفت کہان
یہ وہ پتھر ہین کبھی پیدا شرر ہوتا نہین

دل شکستون کو شکستون پر شکستین کیون نہون
داغ دل سنگ حوادث کی سپر ہوتا نہین

برق روی یار کیا پھونکی تن پر داغ کو
خرمن اجسم کو تجلی سے ضرر ہوتا نہین

خشک مغزون سے حلاوت اہل صحبت کیون نہ جا
بانس کی پورون مین لطف نیشکر ہوتا نہین

یار سے آنکھون مین باتین خوب پوشیدہ ہوئین
تار برقی صورت تار نظر ہوتا نہین

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتی وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہین

زیور گوش سماعت دہر مین پُر نقص ہو
قلزم فکر رسا مین وہ گہر ہوتا نہین

بت کی طاعت کفر ایمان بندگی اللہ کی
رند مشرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہین

جوہر ذاتی سے قائم گرم و سرد دہر مین
تیغ کے بن جانی سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہین

بس ہم بہاتا ہے حسینون کو مرا حسن کلام
طالب زر کوئی مجھ سے سیم بر ہوتا نہین

۱۳۶	دل سے مین کرتا ہون باتین شب کو زلف یار کی صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہین	۳۲

دل کو عشق مژہ و زلف گرہ گیر نہین
ہدف تیر نہین بستۂ زنجیر نہین

بے خطا مرگ جوانی کوئی تعزیر نہین
رحم طینت مین تری اے فلک پیر نہین

آہ کا قصد ہے اب حشر مین تاخیر نہین
اس سے بڑھ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہین

لاکھ چاہون پہ نقاہت سے نہین اوٹھتی مُہر
یار کی شرم سے کہلتی کبہی تحریر نہین

ضبط غم سے دل بیتاب ہے شق سینے مین
اشک پیتا ہون کچھ آب دم شمشیر نہین

خط کے چہوٹے لینے کا لپکا نہین جاتا اوسے
زہر دینے کے سوا کچھ مری تعزیر نہین

پانون مین اسکے جو قوت ہے تو سر مین اوسکی
ساکن اک دم قدم طفل و سر پیر نہین

راست بازون کو نہین دہر مین پروائے لباس
دامن قیس کا پابند سر تیر نہین

ایک ہی قتل ہوا ابرو سے تو عالم نہ بچے
خون کو چاٹ کے دم لے یہ وہ شمشیر نہین

کوچۂ یار مین گڑنے کی ہوس دل مین ہے
جسمین سونا نہ ملے خاک وہ اکسیر نہین

تم کو دروازے پہ آنے مین اگر دیر ہوئی
روح کو تن سے نکلتے ہوئے تاخیر نہین

کیون ہے دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
کون سی آنکہ ہے جسمین تری تصویر نہین

یار کو شور سلاسل ہوا افسانۂ خواب
اور کچھ نالۂ زنجیر مین تاثیر نہین

منہ سے تقریر سمجھتے ہین تو خط بہی پڑھتے
مثل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین

قتل بہی تم نے کیا لاش کو بہی کہنچوایا
میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین

بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
سنگ ریزون مین اگر نالہ کی تاثیر نہین

عشق بازی کا مزا خاک نہین پیری مین
زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

جان کا بار بہی ہوتا ہے ضعیفون پہ گران
حامل روح بہت دن بدن پیر نہین

بوسہ ہونٹون نے لیا گہور کے دیکہا سفاک
لب شوق مرے منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا | طائر رنگ پہ پھنسے وہ کوئی تدبیر نہین
کہین ڈر جائین نہ یہ منہ مین زبان دی ہے ہمین | شمع رو بیٹھین جہان حاجت گلگیر نہین
جی کو بہلاؤ مری بعد کسی صورت سے | اب مرقع مین جہان کو مری تصویر نہین
دل زخمی نہ کڑی قیمہ سے توڑا سے ساقی | اسمین انگور ہین کچھ دانۂ زنجیر نہین
یاد ساقی سے دم ذبح سفارش کیا ہے | حلق مین انکی وہ آب دم شمشیر نہین
سر ہی پھوڑ ہی تو نہین لذت دنیا کو قیام | جو ہی فرہاد ہے موجود مگر شیرین نہین
اہل جوہر متواضع ہین نہین منت کش | دیکھ لو شل کمر خم شمشیر نہین
نقش دیوار بنے دیکھ سکے جسکو انسان | ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین
جسمین لذت ہی وہ نعمت ہی دہن کے لیے خاص | ناف مولود مین ہرگز اثر شیر نہین
ہے تغیر جو زمانے کا تو ہوجائیگی صبح | شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین
بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ رہے | اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین
پھر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا | اے اجل آج مناسب تجھے تاخیر نہین

۱۳۷	یاد آتے ہین مجھے آتش و ناسخ عاشق اونکو افسوس یہ تھا مصحفی و میر نہین	۲۳

پیری بھی آئی غرق ہین شغل شراب مین | ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین
مستی کہ چھوٹ پڑتی ہی جام شراب مین | گردون کا عکس ہی قدح آفتاب مین
کیفیت غضب نظر آئی شراب مین | تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین
ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین | پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

گھٹتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب مین
مٹی ہے لطف زیست جہان خراب مین

دامان زین سے اوڑنے لگا آپکا فرس
حلقے سے لگے ہین چشم پری کے رکاب مین

بوی شراب تند ہے آنسو ٹپک پڑے
نرگس کا عطر تمنے ملایا شراب مین

کی ہمنے مدح عارض روشن شب وصال
حب کا عمل پڑھا شرف آفتاب مین

بوسے کا ہے نشان رخ پر نور یار پر
اک داغ پڑ گیا جگر آفتاب مین

پستان یار پہ دل ہشیار پس گیا
عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب مین

تیر نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا
سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب مین

اللہ رے میری دست جنون کی تعلیان
باقی نہین ہے تار شعاع آفتاب مین

اصلاح خط روی کتابی سے یہ کھلا
کاٹے ہوے حروف غلط ہین کتاب مین

دیکھا جو ہمنے چہرۂ پر نور و خط سبز
سمجھے کہ بنگ ہے قدح آفتاب مین

یہ خال رخ کھلا دہن لاجواب سے
منطق کا کوئی حرف نہین ہے کتاب مین

سو وار ہا کبھی تو کبھی شغل سے مے کشی
سائے ہین یا لب ہوئی یا آفتاب مین

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
غنچہ از سر ہوا کچھ اور نہین اس حباب مین

پہونچا ہے خشک و تر مین اثر آہ گرم کا
سوقی ہین سے نہ آب نہ پانی سحاب مین

زلفون ہی اپنے رخ کے پسینے کو پونچھیے
کیا لطف ہو جو عود در گڑھیے گلاب مین

ابھی ہے تیغ یار کی ہتھے سے باڑہ کا
لچکہ لگا ہے برق کا جیب سحاب مین

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
سارے جہان کی ہے ہوا اس حباب مین

اندھون کی طرح چاہ زنخدان مین گر پڑا
سچ ہے کہ سوجھتا نہین [illegible]

حاضر ہین گل چلو مین چلو سیر باغ کو | زر دار دوڑتے ہین تمہاری رکاب مین

۱۳۸ **دیگر** ۱۸

سرو مین قد سے ہے تیرا نازک بدن ہوتا نہین
غنچہ نازک تن سے ہے نازک پیرہن ہوتا نہین

وصف تیرا کچھ رقم ای گلبدن ہوتا نہین
کاش تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین

اپنی جا در دیگا وہ حورا تو جی اوٹھونگا مین
حلۂ جنت سی میت کا کفن ہوتا نہین

داغ تن کیونکر ہری ہوتی ہین میرے اشک سے
شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین

بیچ مین پلکون کی کیون رہتی ہی پتلی آنکہ کی
دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین

آبرو خالق نی جسکو دی ہی پہر جاتی نہین
خشک منہ مین ایکدم آب دہن ہوتا نہین

راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اے طفل حسین
گو کبھی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین

ہے بڑا مجکو تعجب الفت فرہاد سے
ناتوان بیمار فرقت کوہ کن ہوتا نہین

جنکی طینت پاک ہی دہبا نہین لگتا اونہین
خاک مین سوتی ہین پر میلا کفن ہوتا نہین

بات اولٹی ہی کہ خاموشی مین ہی جادو بہرا
سامری سے سامنے تیری سخن ہوتا نہین

جسم نازک چہل گیا تار نگاہ حور سے
حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین

جامۂ نخوت مین لپٹے ہین اکثر خاکسار
ٹہیک میرے جسم پہ پیرہن ہوتا نہین

دام موج مو جو پیش چشم رہتا ہے مدام
تشنہ تیری آنکہ سے اس سی ہرن ہوتا نہین

ہجر مین پہولون سی ہو گیا خاک صلبت کا فروغ
یاسمن کا چاند سا ای گل بدن ہوتا نہین

چور مہندی کا نہین ہوتا گرفتار بلا
ہاتہ سے بل دیتی ہین گیسو رسن ہوتا نہین

انکو نفرت ہی بوسون سی تو کیا اسکا عجب — رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہین
قید کی تشویش سی نازک جو ہین بیخوف ہین — صید ہرگز طائر رنگ چمن ہوتا نہین

۱۳۹ — میوۂ جنت مین عاشق کو نہین ملتا مزا
باغ مین فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہین — ۲۷

پھر ہی کیا زخم دل کی سخت جانی سی فغان بیرون — مثل مشہور ہی پتھر مین رہتا ہی نشان بیرون
گلے سی طوق اوتر کر حلقۂ ماتم مین بیٹھا ہی — قدم سی چھوٹ کر نالان ہی ہین بیڑیان بیرون
چھپایا اوس سیم تن کو تو مہینون ہاتہ کھجلایا — ملا بوسہ اگر تو مونہہ چاٹا کی زبان بیرون
رقیبون کو نشان کیونکر ملی گل سی کف پا کا — یہان سو نگہی ہی بوئی نقش پای رہروان بیرون
مہینا بھر نہیے تسی اگر تو شکر کی جا ہے — وہ رہتی ہین کلام آئی نہ تہی جو درمیان بیرون
تلاش یار سی غافل رہی مرکر نہ دم بھر بھی — وہ ہم ہین بعد بربادی رہی ریگ روان بیرون
اشارہ میری جانب کو نہین ہوتا کسی صورت — ترا ابرو ہی وہ جو رخ نہین کرتی کمان بیرون
مصیبت ہجر کی جھیلی جو برسون وصل ہاتہ آیا — نہ چھوڑون گا قدم رکھتین ہین اپنے ایڑیان بیرون
تادن ہی مزاج پیر گردون مین عجب ڈھب کا — کبھی کی قتل کی درپی کبھی پر مہربان بیرون
خبر پوچھی نہ یاران گذشتہ نے کبھی اپنی — عدم کو بخت دل بھیجا کیے ہم ارمغان بیرون
نہانی سے ہوئی اوس ترک کو کثرت حیا بو کی — مثال تیغ سر کاٹا کیا آب روان بیرون
کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا — بدن قیمہ ہوا چورا ہوی ہین استخوان بیرون
تماشا دیکھنے آئے نہ اکدن میرے اشکون کا — نہ پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان بیرون
بھروسا کیا ضعیفی مین ہمارے جسم لاغر کا — تھما رہتا ہی جھک کر گر ڈگرتی ہی مکان بیرون

بتون کی وصل ہی گذری خدا ہی مرکے جا ملیے
کشش دم بھر وہان ہے اور کھنچتے ہین یہان برسون

جلایا زندگی مین اسقدر اسے شعلہ رو تونے
کہ بعد مرگ نکلا قبر سے میری دہوان برسون

غبار ناقۂ لیلی نظر سے چھپ گیا شاید
بگولا بنکے سرگردان رہا ہے ساربان برسون

لڑکپن ہی سے تمہاری ظلم کا شہرہ ہے عالم مین
رہا جلاد پیر چرخ بھی آخر جوان برسون

مشبک خانۂ زنبور کی صورت نہ کیونکر ہو
یہ وہ سینہ ہے میرا جس سے نکلی ہے فغان برسون

نہ سوکھی اشک میری مدتون تک تو تعجب کیا
بہا کرتا ہے کیسے زور سے آب روان برسون

ہمارا مرغ مضمون دام مین غیرون کی آیا تا
رہا ہے سیرگاہ طائر دل لامکان برسون

تمہاری سرد مہری نے رولایا اسقدر مجکو
کہ مین اوڑھے رہا ہون چادر آب روان برسون

بسر کی دامن گل پر کبھی خار مغیلان پر
وہ بلبل ہون نہ دیکھا مینے روی آشیان برسون

وہ مسکیں ہین نہ چھوڑا دانۂ انگور عالم مین
ہماری تاک مین بیٹھے رہے ہین باغبان برسون

کہان گرد رہ سرگشتگان وادی وحشت
ابھی چکر کریگا اور ایسے آسمان برسون

جہان گہر مین گہی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے
رہا ہے سنگ در اوس تک کا سنگ فسان برسون

۱۴۰	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمایش پر یہ بت ہین سنگدل عاشق کرینگی امتحان برسون	۱۷

نرم دل جو ہے کبھی وہ سخت جان ہوتا نہین
گوشت تن مین خشک ہو کر استخوان ہوتا نہین

سیکڑون آہین بھرین نکلا نہ سب دل کا غبار
گردباد اوٹھنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین

بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میری ضعف سے
رک گیا ہے حلق پر خنجر روان ہوتا نہین

اتحاد عاشق و معشوق ہے دنیا مین جھوٹ
کسقدر ہے تن کو الفت مثل جان ہوتا نہین

ہی جو کم مایہ نہین پاتا وہ اسے اعلے کا فروغ
کچہ شہاب چرخ بڑہ کر کہکشان ہوتا نہین

آنسوون مین ٹہریان بہتی ہین جسم زار کی
بند تنکون سے کبہی آب روان ہوتا نہین

مجکو دم بہر بیٹہنے دیتا نہین شوق کمال
جسطرح ساکن گہڑی بہر آسمان ہوتا نہین

نشتر مژگان چہری ہو گیا کشش سے یار کی
تیر کا پیکان کہنچنے سے سنان ہوتا نہین

محفل دلدار جادو گہر کا رکہتی ہے اثر
دیکہتے ہین لوگ پہرون کچہ بیان ہوتا نہین

حاجت مشاطہ کیا ہی باغ حسن یار کو
گلشن خلد برین مین باغبان ہوتا نہین

پرورش ہو غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے
طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین

تنگ دل ہی غیر کو راحت نہین ہوتی کبہی
غنچہ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین

سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین
خانہ نادار سے پیدا دہوان ہوتا نہین

لخت دل جاتی ہین اشکون مین کہان کیونکر کہلو
مینہ برستے مین غبار کاروان ہوتا نہین

ہے دغا دل مین تمہاری سخت گوئی ہی کہلا
تجربہ ہی نیک طینت بدزبان ہوتا نہین

گوشہ گیرون کی لیے ہی نقص اظہار ہنر
مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

۱۴۱

عاشق اوس دست حنائی تک نہ پہونچا مرغ دل
طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین

۱۱

ہمنشین سوز درون اپنا عیان ہوتا نہین
جل رہی ہین استخوان لیکن دہوان ہوتا نہین

دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین
خانہ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین

دیکہکر میری وفا کیون سر جہکایا آپنے
بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین

کاٹ کر سر کون رکہدیتا ہی تیری پانون پر
سرفروشون کا کسی دن امتحان ہوتا نہین

حال مجنون سنتے ہین کہتے ہین میر اسکے حال
ہیچ بیان کرنے مین لطف داستان ہوتا نہین

بام پر صحبت ہی ہم بیٹھے ہین نیچے خاک پر
کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہین

ذبح جب کرتے ہین ہاتھون سے ٹپکتا ہی لہو
پنجۂ مژگان کبھی بن خون چکان ہوتا نہین

یار کے گھر مین لہو روتا ہوا جاتا ہون مین
لخت دل سے کوئی بڑھ کر ارمغان ہوتا نہین

اپنے دل سے درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم
داستان کہتے نہین قصہ بیان ہوتا نہین

ٹھوکرین کھاتا ہوا جاتا ہون کوئے یار کو
پانون ناطاقت ہے دل ناتوان ہوتا نہین

۱۴۲	ناتوانی کی یہ ہے تاثیر عاشق بعد مرگ ہون سبک تابوت پر جلدی روان ہوتا نہین	۴۴

ردیف واو

جب آنکھ ہو سیاہ نہو سرمہ گین نہو
افشان وہ چنے کہ جو خود مہ جبین نہو

چلیے وہان سراغ جہان کا کہین نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشین نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزین نہو

حیرت سے ہے اپنے خانۂ تاریک تار سے
ہو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہین نہو

غصہ ہے کیون وصال مین اتنا نہ روٹھیے
آب روان نقاب رخ آتشین نہو

بے یار بام پر ہے مزا میکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردون نشین نہو

گھبرا گئے جو زلف مین کنگھی الجھ گئی
شرما کے کہتے ہین دل عاشق یہین نہو

ڈوبے جو بحر عشق مین کیا آبرو رہی
ہوتا ہے وہ سبک جو یہان تہ نشین نہو

کسکو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسین نہو

ہو جائے جسم سنگ حرارت سے چور چور
لذت نہیں کہ درد کہیں ہو کہیں نہو

اولٹا جواب وصل نہ دے قاصد صنم
آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو

رکھتا ہے جو کمال تعلّی ضرور ہے
بے عیب مثل ماہ کے عزلت گزین نہو

آہِ دلِ حزین سے حذر کیجیے ذرا
دم بھر میں انقلاب زمان و زمین نہو

پہلے فراق روح سے تن جل کے خاک ہو
صورت مکان کی نہ بنے جب مکین نہو

طالب وفا کا ہوں بت یوسف جمال کا
جویا ہوں اوس متاع کا میں جو کہیں نہو

کیونکر چھپائیں منہ جو مری آہ گرم سے
دامن نہو نقاب نہو آستین نہو

ثابت قدم وفا میں ہوں ایسا کہ کیا مجال
عکس آئینے میں صورت نقش نگین نہو

بیٹھا جو در پہ ایک سلیمان وقت کے
کہتا ہے وہ کہ حلقۂ در کے نگین نہو

مر کر بھی روز حشر تک آنکھیں کھلی رہیں
دیدار یار کا جو دم واپسین نہو

غیروں سے اختلاط ہو مجھسے چھپاؤ منہ
اسدرجہ بے حجاب نہو شرمگین نہو

مرتا ہوں میں کہ شہد لب یار چوسیے
دشمن کو زہر مار جو یہ انگبین نہو

چوری ہزار بار کرے پیچ میں نہ آئے
طرار زلف یار کہیں شانہ بین نہو

۱۴۳	عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو	۱۹

ہے نشۂ وجود بہر خود پرست کو
بھولے ہیں صاف وعدۂ روز الست کو

ہوش اب کہاں ہو محتسب فاقہ مست کو
ماہ صیام عید ہوا مے پرست کو

اس درجہ ربط تاک سے ہے ہم داربست کو
بنگلہ بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا بنگئے ہین بت | شان خدا سمای یہ ہر خود پرست کو

گلشن مین لطف بادہ گہٹا نے بڑہا دیا | ساقی کو مینہ ہین تاک لیا داربست کو

میرا مسیح جاے فلک پر تو پہر چرخ | لاکر بچہاے عرش سے کرسی نشست کو

ہونٹون کی بوسون کی ہے طلب مجکو ساقیا | عناب لب کو دیجیے گزک مے پرست کو

پہنس جاینگی یقین ہے مچہلی نہ مین کے | جس روز کہول دینگے وہ کاکل کے شست کو

پہونچا تہا شب کو ہاتہ جو محرم کے بند تک | کہلتے ہی آنکہ تہام لیا بند دست کو

یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا | لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو

اے ترک بانکپن کا جو بانا ہے پانو نہین | پہلے نکال زلف و کلہ سے شکست کو

ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے | یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو

انکی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے | مشرب مین محتسب نے کیا مے پرست کو

دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی | مستون نے پل خیال کیا داربست کو

کس درجہ باسہے دل بیتاب ہے طپیان | تار نفس کی توڑ نہ لیجاے شست کو

توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا | سرعت کو باد تند سے آہو سے جست کو

قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکہ لیا | تجویز وصل مین ہوا انکلہ نشست کو

خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون | ترک فلک نے ہول دیا فیل مست کو

۱۴۴ | عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہو گیا
دیکہا قد بلند کو اور حبد پست کو | ۱۴

اوڑ چلون اک روز سوئے لکہنو | پر لگا دے آرزو سوئے لکہنو

دل مین ہی کہیا آرزو سے لکھنو — منہ پہرا جاتا ہے سوے لکھنو

یاد عق مین کی عرق ریزی بہت — ہم ہین وجہ آبروے لکھنو

یا وہین اک سرو کی کو کو کنان — پہر پہرینگے کو بکوے لکھنو

ارمغان ہم لاے بہر اہل شہر — دل مین داغ آرزوے لکھنو

دیکہتے ہین خواب یا بیدار ہین — ہم کہان اور دید روے لکھنو

پاون تہکتے ہی نہین اس راہ مین — دل کہنچا جاتا ہے سوے لکھنو

پایا یوسف کا پتا یعقوب وار — منزلون سے آئی بوے لکھنو

چاہیے مشعل راہ مین کام آئی خوب — داغ عشق ماہروے لکھنو

یا خدا ہون سوسم ما مین پہر — گرم صحبت تند خوے لکھنو

آبرو مٹی کہ عزت خاک ہو — خاک چہانین کو بکوے لکھنو

خوف شادی مرگ ہے اے فرط شوق — آن پہونچے روبروے لکھنو

کفش پا اب بنگئے ہین آبلے — اسکندر کی جستجوے لکھنو

١٤٥	اب ملا عاشق تمہین جاکر پتا برسون کی تہی جستجوے لکھنو	١٢

پوچہتے ہین وہ مری چشم نم آلود کو — پاتا ہون ہر اشک مین گوہر مقصود کو

شکل ہوا سے حباب صبح بدن مین ہی بند — جانیو نقش بر آب ہستی نابود کو

شعلۂ آتش بنا رنگ حنا ساقیا — آگ لگا دی ہے کیا دست حنا آلود کو

ہے دل پر داغ مین لالے کا اس سے خیال — بزم مین لاتے نہین مجمر پر عود کو

سلسلۂ اشک و آہ دست و گریبان ہے یون | رشک ہے طوفان نوح آتش نمرود کو
زیست کہان تک بھلا موت سے ہے خوف کیا | ہوگی فنا ایک دن عالم موجود کو
فاقہ کشی کا مزا فاقون کے دل سے پوچھیے | آگ لگاتی ہے بھوک مطبخ بے دود کو
پیتا ہون مے کی بدل خون جگر ہجر مین | کھاتا ہون مثل کباب داغ نمک سود کو
خواب مین رہتا ہے یار روز مرے ہم بغل | سوتا ہون لیکر مدام شاہد مقصود کو
خال سیہ دیکھ لو آتش رخسار پر | آگ جلاتی نہین دانۂ بارود کو
آتے ہی عہد شباب ہجر کی صدمے اوٹھائے | پہونچی نہ راحت کبھی جان غم آلود کو

١٤٦ | دیر مین عاشق رہے بندۂ بت مدتون
سر نہ جھکایا کبھی سجدۂ معبود کو | ٢١

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو | ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو
جلتے رہو کسیکو اگر تم کباب دو | آنکھون کے آگے آئی جو جام شراب دو
ہو بندگی قبول تو سجدے بناؤن مین | مجلس کرون سلام کا جو تم جواب دو
منہ سے دانت مانجھ کے آئینہ دیکھ لو | تیغ نگاہ کو دُر دندان سے آب دو
اولٹو نقاب کو تو کہین یہ ستارہ ہین | رخسار سے ایک برج مین ہین آفتاب دو
محرم نہ روک کے کبھی تو ہون خود نمائیان | ٹکرائین بحر حسن تلاطم مین حباب دو
اسے جان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جائے | اتنا نہ اپنی کاکل پرخم کو تاب دو
راحت نصیب ہوگی تو جھیلینگے رنج بھی | سوتی مین وصل ہجر کے دیکھے ہین خواب دو
چشم غضب سے دیکھو اگر سوے آسمان | تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

بنت العنب کی تاک مین پہرتے ہو زاہدو
کہا ہون قسم جو ہاتہ پہ ام الکتاب دو

مدت گذر گئی ہے کہ جہپکی نہین پلک
مردون کو مین بہگاؤن اگر اذن خواب دو

چو چند ماہ سے تری چہرے مین نور ہے
ابرو ہین دو ہلال عذار آفتاب دو

ہجرت نصیب کیا مجہے کہتے ہو دوستو
یہ فال بد نہ پہیر رسالت مآب دو

یاد بلا سے زلف ہی خوف شب فراق
رہتے ہین ایک جان پر اپنی عذاب دو

کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فوق ہے
دو بجلیان ہین کان مین گیسو سحاب دو

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
ایک انتقال دہر مین ہے انقلاب دو

کاوش ہے نمکوا ہی گل تر مجہ نحیف سے
کانٹا لگے جو پیاس مین تو بہی نہ آب دو

جو بادشاہ مصر کا تمسا حسین ہو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو

معذور ہم ہین ضعف سی ای منکر و نکیر
آپہی کرو سوال تم آپہی جواب دو

بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیون ہوے
کیا گہنگنیان بہری ہین منہ مین جواب دو

١٤٧	جہوٹے ہون سب رقیب رہے نام آپ کا عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو	٢٦

پہر وہی رن ہون گا پہر تیغ کا مشتاق ہو
بہر گرا ہین رات بہر پہر زندگانی شاق ہو

دیکہنے آتے نہین کاٹے کو مار زلف کی
خال دکہلاتے نہین ایسا نہو تریاق ہو

جہوٹ ہی جو صبح صادق کو فروغ رخ کہون
لطف دیتا ہی جہانتک شعر مین اغراق ہو

پائین بوسہ خال کا یا بوسۂ خط نصیب
ایک دونون مین ملے یا زہر یا تریاق ہو

بڑہ گیا ضعف و قلق راحت کی اصبع رت نہین
بیٹہہ بہی ہین جاؤن مشکل سی تو اوٹہنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سی باہر کیے
ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کہیے عاق ہو

مفسد ہی بندون سی خدا کے رحم کہانیکا نہین
بہیک مانگی سی نہ دے جو بخت کوئی رزاق ہو

ناصحا یہ سچ کیا عشق حقیقی مین نہین
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو

رفع بدنامی سمجکر ڈالتے ہو بیڑیان
قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا اطلاق ہو

تمکو اے مژگان و ابرو کیا کہون اسکے سوا
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بی فاق ہو

شعلۂ آواز سے ہے گرمے بازار حسن
کیون نہ گانے پر تمہارے مجمع عشاق ہو

لا کے نیند آنکھونمین جلدی وصل مین کہتی ہو تم
وہ نہ فرمائش کرو پیاری جو ہم پر شاق ہو

فصل گل آجائے پہر گہر مین ہو شغل مے کشی
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی تاق ہو

دیجیے کس سی فروغ نور دندان کی مثال
برق تابندہ بہی جسکے عکس سی براق ہو

خاک کشتے کی بپا حسن گلو سے ہو گئی
پیرہن میلا ہی تن سے جسقدر براق ہو

صحبت بد کی سیاہی غائب جاتی نہین
سنگ سود آب رحمت سی کہان براق ہو

دوستی مین جان لی دم دیکے غارت کر دیا
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو

خوف بیساماں کو کچہ آفات دوران سے نہین
راہ وہ چلیے کہ جسمین جیب رہ ہو قزاق ہو

چیر کر پہلو سی پہیکون دل جو ہو راحت طلب
زہر مین کہاؤن زبان لذت کی جب مشتاق ہو

روتے روتے ہم شب فرقت مین اندہی ہو گئی
اے بیاض صبح نور دیدۂ مشتاق ہو

فصل گل پہر آئی پہر ہو جائین سارے غم غلط
آنکہین ڈہونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو

حسن ہے تمکو مبارک ہم غرض رکہتے نہین
چہپتے ہین اوس سی کہ جو دیدار کا مشتاق ہو

شعلۂ رخ سے کنول فانوس کے جل اٹہین سب
شمع بزم مے جو وہ سیمین ساق ہو

لوح مرقد پہ کسی بت کا جو نقش قدم
شمع کے بدلی لحد پر کوئی سیمین ساق ہو

ہاتا پائی کیجیے یون وصل مین اوس شوخ سی
آستین سی ہاتہ باہر پائچے سی ساق ہو

۱۴۸

بعد مردن منفصل عاشق نہون جزو بدن
رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو

۱۴

حسن مین تہی عدل مین بہی شہرۂ آفاق ہو
ایکدم بیٹھیے اگر صحبت مین کسرا طاق ہو

تو وہ لیلی ہی کہ مجنون دیکہکر ہو سرنگون
خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو

استخارا دیکہتے ہین سیر کو گہر آئی پر آج
مانگتا ہون مین دعا جتنی ہین اونکی طاق ہو

شیشۂ مے ہاتہ سی رکہدون عروج لنتہ مین
گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا طاق ہو

جب مسیحا آپکو اسے قاتل عالم کہین
لب جلانی مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہو

گرنے والون کو سہارا جان بچنے کا ملے
عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو

مسجدون مین اور کعبے مین پہنچواری کرین
دور رندان ہو تو بی شیشہ نہ کوئی طاق ہو

جلوۂ دیدار سے آنکہین اگر روشن کرون
تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو

تمکو سب کہتی ہین دام زلف و ترک چشم سے
خلق کے صیاد ہو غارتگر آفاق ہو

جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہوین
حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بے باق ہو

کشتی گردون ڈبودون خون کے سیلاب مین
وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو

جس طرف نکلی اودہر سہرا و انگلیان اوٹہنی لگین
ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا فاق ہو

چشم حورا جاے روزن ہو تری دیوار مین
آئنہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی اب اس سی افزون تر نہین

جو مسیحائی کا دعوا ہے تو بدلو چال کو
روحین زندونکی نکل آتی ہین استقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلوے کے دکھلایا خال کو
کسقدر پستی ہے میرے تیر اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو
اک ذرا گردش نہوگی قرعۂ رمال کو

وہم بھی پاتا نہین اوس باہرو کی چال کو
ہے فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بھوکے جو تھے وہ مر گئے
خال کا دانہ چھپاکر کیون ہلایا کال کو

اب صفا اونکی تن نازک کی ایسی بڑھ گئی
آئنہ کی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کر ڈالو جو مجھ گریان کو تم برسات مین
روسے منہ پر رکھ کے جلاد فلک رومال کو

آفتاب حشر پردہ ہوگا ہوا رخسار کا
زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کر دیا
کون رکھتا ہے حفاظت سے پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سے
بھول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین
سایۂ زلف سیہ ڈھانکے ہے گورے گال کو

قتل کرکے پھر گیا جو رنگ قاتل نے مجھے
وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو

شور محشر ہوگیا برپا صدائے صور سے
کیا قیامت کی ہلا کر آپ نے خلخال کو

پھر بھاتی ہین ہلال عید خنجر بن گیا
سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب کے تمکو الگ کر دیا
نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کھلائے روی رنگین کا پسینہ پونچھکر
دامن گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین
موقلم سے بھی نکھینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایک دن طوفان بحر اشک چشم		سقف گردون پر گئی آنسو مری نیسال کو

۱۵۰	وہ سوال وصل مین ڈر جائین گر تو پاس ہے رنگ رخ اوڑنے سے عاشق دیکھ لینگے فال کو	۲۱

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو — عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو

گھٹینگے ہم نہ بڑھینگے وصال ہو کہ نہو — کمال حسن پہ اسے مہ جمال ہو کہ نہو

اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب — چھری تو پھیر دی بندہ حلال ہو کہ نہو

مکان یار سے کچھ دل کو میری الفت ہے — مجھے ارم ہے وہ حور اجمال ہو کہ نہو

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کے آیا ہے — زبان خنجر سفّاک لال ہو کہ نہو

بچا نہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کے — تمہارا سبزۂ خط پایمال ہو کہ نہو

بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے — بخیر دیکھیے اپنا مآل ہو کہ نہو

جنون مین آمد زنجیر دل سے بھاتی ہے — بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو

حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد — وہان نصیب شراب حلال ہو کہ نہو

عبث ہے آپ کو طاؤس و عندلیب سے رشک — کسی مین آپکی سی بول چال ہو کہ نہو

کرو نہ صبح کا وعدہ مریض الفت سے — کبھی نہ شب تو تمہین انفعال ہو کہ نہو

لیا ہے آج تصور مین ہونٹھ کا بوسہ — بسان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو

زبان تیغ ٹھہرتی نہین کسی صورت — جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو

مجھے پسند شرارت ہے حسن صورت سے — پری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو

شب وصال جو مجھسے ہو کوئی بے ادبی — تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت سی — قد خمیدہ زبان ہلال ہو کہ نہو

کسے دماغ لحد مین جو انتظار کرے — جواب دینے لگونگا سوال ہو کہ نہو

گناہ بخش دیے تو نے لا کہ رحمت سے — مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو

نہین جو مجھسے عداوت تو پھر وہی کیون ہے — چلو نہ چال تو دل پائمال ہو کہ نہو

چمک دکھاے جو تعویذ تیری چولی کا — تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

۲۵	مجھے دکھا کے جو لے شمشیر بوسۂ ابرو تو بے چھری کے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو	۱۵۱

سنبہلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونے دو — اونکے بھی دل مین محبت کا اثر ہونے دو

پھر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو — میری ہستی کا دل یار مین گھر ہونے دو

گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلا دو — اب زمانے کو ذرا زیر و زبر ہونے دو

تمکو آنا ہے تو آج آؤ جو کل آئے تو کیا — حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو

شام سے وصل کی شب مجکو دہائی گذری — یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونے دو

دیکھو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جائے — قطرۂ آب صدف مین نہ گہر ہونے دو

دو قدم جہونک سے زلفون کے نہین چل سکتی — ہمتو جب جانین کہ دوپہری نہ کمر ہونے دو

عیش اپنا تو کرو تلخ تمہین کیا مطلب — جیسی ہوتی ہے بسر میری بسر ہونے دو

بام پر اوڑ کے پہونچ جاؤنگا مانند تدرو — چاندنی رات تو اے رشک قمر ہونے دو

اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجھسے — نیند آجائے اگر بالش سر ہونے دو

کیون ستاتے ہو جو ہے دل مین کدورت باقی — ابھی صحرا مین مجھے خاک بسر ہونے دو

ہین ہمی مطلب کو پہنچ جاؤنگا اس ہو گی ہین
قتل عالم او نہین منظور نظر ہونے دو

آؤ پرستش کو فرشتون کی طرح راضی ہون
قبر کی طرح اندھیرا مرا گھر ہونے دو

گیسوؤ تمکو نہ طرار کہونگا جب تک
دل چرایا تو جگر کو نہ خبر ہونے دو

رک سکیگی نہ کبھی تیغ ہلال ابرو
ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو

دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا
اس سے سیراب کوئی تشنہ جگر ہونے دو

آشنا جو ہین او نہین واشد کرا دو ہر گز
موج زن آج یم آب گہر ہونے دو

روز دیکھین گے او نہین شہر سے باہر تو نہ پہر
کیا حذر ہے جسے کرینگے وہ سفر ہونے دو

منہ کو دکھانکو تو شب مہ آتو مہر لقا
آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو

عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہو ضرور
بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادہر ہونے دو

غیر جا جا کے لگاتے ہین مری جانب سے
دوست تم تو ادہر کی نہ ادہر ہونے دو

آنے صندل بہی لگاؤ گو تو ہم او رقیب
درد سر ہونے نہ دو درد جگر ہونے دو

میان سے آ شمشیر بہی فاش چہپا رہتا ہے
نیمچہ آدہ گہڑی زیب کمر ہونے دو

یاد دوا امیری کرو یا مجھے مر جانے دو
یا ادہر ہونے دو یا مجھکو ادہر ہونے دو

۲۰	نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے عاشق غیر ہون لاکھ اگر صاحب زر ہونے دو	۱۵۴

خط بہی لکہون تو عیان حال نہو کام نہو
لاکھ چاہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو

موت آجائے غم زلف سیہ فام نہو
صبح ہوجائے کہین جلد بلا گر شام نہو

چرخ پہرتا ہے فقط میری تباہی کے لیے
ہین اگر چشمہ ہون گردش ایام نہو

زلف مین ہنس کے ڈرا گور کی اندھیاری سے
دل اوبھتا ہی کہین زیر زمین دام نہو

دل مین الفت ہی مگر خوف ہی غمازون کا
دیکے خط کہتی ہین قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہو اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑون مینا ہی فلک پاس اگر جام نہو

حال بیمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہوجاسے جو شاید تو کبھی شام نہو

ہاتہ آتا ہی کسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہون کس طرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چھٹی بے سروسامانی مین
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادۂ گلرنگ سے وہ چشم کحیل
سرمۂ دیدہ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل مین رہتا ہی سحر کا دھڑکا
دنکو آتے ہین تو کہتے ہین کہین شام نہو

ہاتہ پھیلانی سے نفرت ہی یہ دل کو اپنے
ٹوٹ بھی جاسے یہ شیشہ تو کبھی جام نہو

طائر دل کو ترے ہاتہ سے کچھ وحشت ہے
رشتۂ خط کف دست کہین دام نہو

گردش دیدۂ مخمور کا سودا ہی مجھے
دور مجلس سے یہ ڈرتا ہون کہ ہی جام نہو

ساتہ سونے مین لگانے نہ دیا ہاتہ اس سے
نقرۂ خام بدن سے ہے ہوس خام نہو

تا رپورون مین نہون رشتۂ جان حاضر ہے
داغ دل لاؤن جھڑی پر جو تری شام نہو

تشنۂ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے ہو نکیے دم بھر مین طناب خورشید
صبح ہوجاے شب ہجر تو پھر شام نہو

کوے جانان مین شب ہجر نرد ہی مجھے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہان شام نہو

۱۹	تمکو عاشق غم دنیا ہے کبھی فکر تا ان ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچھ کام نہو	۱۵۴

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جاکے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سی یہ تنفر ہے جفاکارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتے ہین بیمارون کو

پتھر اصنام چٹاتے ہین جو تلوارون کو
شور ہی قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اونسے جو کہول دیا برق سی رخسارون کو
اوٹھہ کے دامن مین لیا ابر نی کہسارون کو

کیا ضرا سیر کا جب سد سکندر ہو خزان
جاکے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتی نہین ہوتی ہے ہمین پر عاید
آکے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

موج کی شکل شب وصل گئی دم بہر مین
دیکہا آنکہون نی حبابون کیطرح تارون کو

ای صنم آہ جو کہینچون تو ترا دل ہلجاے
یہ وہ آندہی ہی کہ ٹکراتی ہی کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گرد نہوگی معلوم
یار خاطر نہ سمجھیگا کبہی یارون کو

سہر گیا میر استار تو نکالونگا غبار
خاک مین چرخ ملادونگا تری تارون کو

ہمکو دکہلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہی مرا آتش غم پر اس سے
لوٹ کر یوگ بجہا دیتے ہین انگارون کو

حلقۂ زلف مسلسل ہین ہو ونگی نزدیک
سان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

بہی وحشت ہی تو رضوان سی ہو جائیگی شرط
پہلی جنت کی گرادیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو بندہا ہجر کی رات
ٹڑتے مقیش کی سمجہا کیا مین تارون کو

بوسۂ حسن ملیح آج خفا ہو کے دیا
شور کرتے ہین سبہی اپنے نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمی کہینچے
اوٹہتے ہین مرغ چمن ٹہک کی منقارون کو

سر مرا کاٹ کی یون طعن سی فرماتے ہین
آنکہ کو پہیرتے دیکہا ہی وفادارون کو

۱۵۴	روز مولود سے عاشق ہے عناصر مین نفاق چار دن لطف وفاق اوٹھانہ ہیچپارون کو	۲۸۰

رہ عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو | کیا خوف بتون کا جو نگہبان خدا ہو

کچھ غم نہین دلبر نہ اگر جور ربا ہو | خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو

انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو | بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو

عالم مین کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو | تب سینے مین دل آئنۂ غیب نما ہو

پوجا بھی بتون کا ہو عبادت بھی خدا کی | طاعت ہی مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو

خالی جو کبھی زیست تو ہے موت سے بدتر | معشوق رہے کوئی برا ہو کہ بھلا ہو

وہ مرحلۂ عشق مین پوچھین کہ نہ پوچھین | سودا ہے مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو

زلفون کی کرامات کا اوس وقت ہون قائل | دیکھا جو کوئی کافر اعجاز نما ہو

پہرو سے مین محبت کی عداوت کا مزا ہے | گھٹ جائے مرا دم جو گھڑی بھر وہ خفا ہو

وہ چال کرون غیر کا سب ننگ اٹھا دون | ہمت کو نہ ہارون جو قسمت کا لکھا ہو

عشاق پہ لب ہی فن سے ہمین مارا | پہلے سے کیا [illegible] غذا ہو

اے ترک بہت ذوق ہوا حسن کی بلائین | اشک کرے نعت پہ چھپ ہیچ پڑا ہو

مرتے ہین گرفتار نہ اتنا پھیر کے یہ زلف | سر پا سی کافر کے نہ خون شہدا ہو

ہو جائے کسی وقت جو برابر سے مقابل | فقط جو نہ چلے کچھ نہ کوئی ناز ادا ہو

اوبت جو نہ چھپ جو سکے گو تو مرجائینگے کیا ہم | کچھ خیر تو ہے کیا تمہین بندے کے خدا ہو

جانا نہ مرا نام نہ عاشق سے سمجھے | پوچھا نہ کسی روز کہ تم کون ہو کیا ہو

گریان عدم آباد سے ہم آ گئے جہان مین
اے چرخ رولا اوسکو جو پہلے سے ہنسا ہو

فریاد کبھی دل سے جو لب تک نہین آتی
وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو

شام شب فرقت سے لبون پہ ہے مرا دم
ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو

اچھا نہین ہوتے ہو جو کانٹے مرے حق مین
اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو

رد کی جو ہوا ہشت ہو عناصر نہ رہین چار
جو آگ ہے پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو

گذری ہے گذرتی ہے گذر جائیگی یون ہی
کیا ہو گیا کیا ہوتا ہے اب دیکھیے کیا ہو

اے دشت جنون ہے ترے کانٹون سے محبت
پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو

سفلون سے نہو پرورش اہل سعاد
امکان نہین بوم کے بیٹھنے سے ہما ہو

مر جاؤن پہ دیدے لب جان بخش نہ چاہون
تم سے نہ ملون سر بھی اگر تن سے جدا ہو

تمسے ہی مجھے اے ملک الموت ہے الفت
ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو

وہ پاس رقیبون کو پھٹکنے نہین دیتے
پہلے سے ہوا دارون کو کہتے ہین ہوا ہو

١٩	معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو نباہو	١٥٥

گردشین رہتی ہین روز و شب کو صبح شام کو
عارضہ دوران کا مدت سے ہے ایام کو

ہم پرستاری کی پرستش پیکر اصنام کو
ہین فقط پوجا کیا اپنے خدا کی نام کو

لوح دل پر نقش استقلال ہے تو اے فلک
توڑ ڈالون گا طلسم گردش ایام کو

نالۂ دل اب مردون کو ہین کام آئینگے
قبر مین اپنی مجھ سے دونگا استحکام کو

شعلۂ رخ مصحف روخال ہندو دیکھکر
پوجتے ہین آگ کو اشہر کو اصنام کو

صبح تک روشن ہی تربت پر ہماری چشم غول
دیو مرقد پر جلاتے ہین چراغ شام کو

ہین وہان پہنچا جہان پہنچی نہین یہ روز و شب
میری گردش نے تھکایا گردش ایام کو

دیکھیے مرنے پہ کیا ہو عمر بھر گردش ہی
آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو

کوئی بیتین کہتا ہی اور کوئی بنواتا ہی قصر
یہ نشان چھوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو

سخت جانی سے لہو اک بوند چکھنے مین نہین
ہڈیان کھاتی ہین میری تیغ خون آشام کو

مہر کیا چمکے مرے داغ جدائی کے حضور
کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو

میری نالون سے ہوی بدنام تم آفاق مین
مین نے جھنڈے پر چڑھایا ہی تمہاری نام کو

سرخ چہرہ ہو دقن تاک کیون نہ پینی سے شراب
آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو

خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان
پائیداری کچھ تو ہو جاتی بناے خام کو

نالۂ شبگیر سے میرے جلا ہی آسمان
ہو گیا چونہ سفیدۂ صبح کا ہے نام کو

کیا شب ہجران سحر کر دی ہی رو کر دیکھنا
اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو

رونگٹے رخ کے بہت مونڈو نکل آئی ہین بال
مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو

آنکھین میری ملکی تلوون سے یہ فرماتی ہین وہ
ہمنے یون پستی ہوی دیکھا نہین بادام کو

۲۴	فکر ہیچ سخن عاشق ایک سے ہے تقدیر سے پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو	۱۵۶

عقدے وا ہون تری زلف ایک نظر دیکھین تو
راز عالم کے کھلین اک نظر دیکھین تو

داغ سینے کا مری ایک نظر دیکھین تو
نور آنکھون کا بڑھے سوے قمر دیکھین تو

نغمے تقنس کے نہ ایسی ہین نہ گھر بلبل کے
نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکھین تو

جان کیون جائے جو کاکل مین وہ عارض کہلا دین
کوچ موقوف ہو عقرب مین قمر دیکھین تو

عیسی لب کی محبت نہین بیکار اے دل
کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکھین تو

کون سنتا ہی مسیحائی کا دعوے گھر مین
اپنے بیمار کو وہ ایک نظر دیکھین تو

ہم تو آخر ہین مگر اور سے الفت نبہہ جائے
خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکھین تو

نالۂ بلبل شوریدہ اڑا دیتے ہین کان
خشک ہو جائے زبان آگے گل تر دیکھین تو

جہانک لین روزن دیوار سے خالی اغیار
چشم بد دور او نہین بہر کے نظر دیکھین تو

ننگ مہر کا غیرون کو نشانہ رکہیے
سر پہ چڑھ جائین عنایت کی نظر دیکھین تو

نام کو گوہر غلطان ہے در اشک ہے اور
دست مژگان پہ نہ ٹھہری وہ گہر دیکھین تو

آئنہ دشمن لب ہے نگہ گرم کے ساتھ
جل کے ہو جائے ابھی تلخ شکر دیکھین تو

اہل محفل کو اجازت ہو جو دید رخ کی
سہرہ بن جائین ابھی تار نظر دیکھین تو

امتحان رخ شفاف ہو آئینے مین
ڈگ سکا جائے ابھی پاسے نظر دیکھین تو

ڈوب مرنے کی ہین مشتاق نقاہت سبب تو
کود پڑتے ہین ابھی آب گہر دیکھین تو

ہجر مین اپنے کیا اسنے زبانی کو ضعیف
یاد آ جائے انہین عالم زر دیکھین تو

بلبل نغمہ سرا کو ابھی بھیجین صیاد
کسقدر غنچون کی مٹھی مین ہے زر دیکھین تو

نزع کے وقت عیادت کا نہین راضی ہین
آپ ہٹ جائین مجھے نزع دگر دیکھین تو

نظر آتا ہے خدا گوشۂ تنہائی مین
اپنی حالت کو ہمین دیکھین اگر دیکھین تو

زاہدو توبہ کرو کوے مغان ہے یکسان
ہم پہ سے کہتے ہین نہین کس کا گذر دیکھین تو

کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد
کبھی وہ گور غریبان مین گذر دیکھین تو

شمع ہیں حسن کی مجھے ناز سے فرماتے ہیں — یہی ہو گا وہ کسی اور پہ مر دیکھیں تو
آپ بیٹھے ہیں یہاں غیر کھڑے ہیں باہر — ہم تو گھس جائیں کسی اور کے گھر دیکھیں تو

۱۵۷ — ۲۹

موشگافوں سے نہیں چلنے کی عاشق اسکی
لاکھ ہو بال سے باریک کمر دیکھیں تو

عاشق ریحان خط کیا ہو پلکیں آفت ہو تو ہو — کشتۂ قامت جبیں کیونکر قیامت ہو تو ہو
لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو — چھپتی رنگت تمہاری آج چھپت ہو تو ہو
بیچ کر جان آئی ہیں قاتل کی ہم دربار میں — اک کفن ہمکو ملے اوروں کو خلعت ہو تو ہو
آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر میں درد ہو — اف نہ نکلے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو
عشق کامل کا اثر سنتے ہیں پر دیکھا نہیں — ہے عداوت آنکھ میں دل میں مروت ہو تو ہو
دیو میں یہ رعب و کیا ہے نہ پریوں میں یہ ناز — کچھ سلیمان ہیں تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو
خاک میں ہو گا مزاج یار سے کیونکر نباہ — حور کو بھی انکی صورت کی عنایت ہو تو ہو
فاکس کسکی کریں خود ہیں کنارے گور کے — اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب و طاقت ہو تو ہو
گرمیِ صحبت کہاں حوریں نہیں آتش مزاج — ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو
خوف سے میں کانپتا ہوں گو بلائی ہے تمہارے — وصل جی بھر کر ذرا بھی انکو غفلت ہو تو ہو
اے پری کب ناگوارا ہے تمہاری بزم میں — جسکا دھوکا ہے مری چہری کی رنگت ہو تو ہو
اس دل سوزاں کو اپنے کس سے ہیں تشبیہ دوں — اخگر دوزخ کا شرارہ ہے یہ حدت ہو تو ہو
وہ نہ نکلے گھر سے منہ پر سایہ روز انتظار — ہے غضب میری لیے اوروں پہ رحمت ہو تو ہو
عفو تقصیرات میں ہیں بہت سے کچھ ساز — بار عصیاں سے سبک ہوں بار منت ہو تو ہو

خوب جب دیکھا جواہر ہین سہی لعل لب کھلا
لیکن اثبات دہن کرنی مین حجت ہو تو ہو

بیچ کرکے مجکو تم کیون اسقدر ہاتھی ہو ہاتہ
چھٹ گیا میرا لہو منہ کی رنگت ہو تو ہو

پوچھتے ہین شب کو یہ کس گہر مین ایسی روشنی
داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو

عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے
ہونگے ہی پہلی پہر ہی پیچھے ندامت ہو تو ہو

چھوڑتی ہی کب لپٹ جاتی ہی جب زنجیر زلف
ہی پری یاون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو

ڈھونڈہتی ہو شہر مین کیا اپنی دیوانی کی قبر
جا ہی مدفن گوشۂ صحرا یہ آفت ہو تو ہو

کچھ خبر دل کی نہین مجکو کہان ہی کیا ہوا
ہے جو میری پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو

سوز دل سی گلشن داغ بدن مرجھا گیا
آب اشک چشم سی پر کچھ نضارت ہو تو ہو

پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے
ہان مقابل اس سی خورشید قیامت ہو تو ہو

کشتۂ زلف سیہ سنتی ہین دم لیتا نہین
ہی بلا کی شکل ہی کالے کی خصلت ہو تو ہو

جب یہ سمجھے ہی خدا کو آپ نے ہی کا خیال
کیون طلب کیجے وہان سی خود عنایت ہو تو ہو

ایک بات تک ہرن کا مین نے کھیلا ہی شکار
چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو

تلخی زہر تغافل سی بہت جی پھر گیا
میٹھی باتین آپ کی سننی سی رغبت ہو تو ہو

ایک تار زلف سی موسے کمر باریک ہے
بو جب چوٹی کا جو اوٹھے کچھ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸	آئے گا انصاف بھی عاشق مزاج یار مین تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو	۳۱

چاک سینہ کا ازل سی دین ہی رفتنگی ساتھ
قطع ہوتا ہی گریبان جیسے پیراہن کی ساتھ

کپڑی دہبونی کو اگر دوگے نہین کچنے کی ہم
جائیگی جان اپنی اسی گل بوی پیراہن کی ساتھ

وحشتین جاتی رہین محو خرام یار مین — کبک بھی طاؤس بھی چلنے لگی ہین جنکے ساتھ

کوے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو — ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک دشمن کے ساتھ

دشمن جان ہین وہ میرے مین تصدق دل سے ہون — کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ

دشت مین کان آشنا ہونگی صدائے غول سے — پیچھے مرغان گلشن کر رہے گلشن کے ساتھ

بچ گیا سودا بدن مین اب دوا بیکار ہے — روز محشر تک رہینگے داغ میرے تن کے ساتھ

لطف دیتی ہے شعاع مہر مین قوس قزح — چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگن کے ساتھ

بے سبب آزردہ ہوتی ہین مگر دل صاف ہے — ہٹ بھی کرتی ہین بگڑتی بھی ہین تو بچپن کے ساتھ

ہاتھ جب اونکو گریبان تک نہ پہنچا صبح وصل — گرد رہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتھ

کچھ بھی غیرت ہے رقیبون کو تو خود مر جائینگے — ہم جہان جاتی ہین ہو لیتی ہین وہ ہمتن کے ساتھ

کھائی لاکھون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے — خون تن مین یون ہے جیسے آب ہو آہن کے ساتھ

پتلیان آنکھون کی تمسے بھی سوا ہین پردہ دار — سات پردے بھی چھٹے رہتے ہین اک چلمن کے ساتھ

کس کو ایذا ہے مری عریان تنی سے دہر مین — کب پہنچا کاٹا اوبھکر دشت مین دامن کے ساتھ

ایسا نازک دل بنایا جاثت دہر نے — مین بھی نالہ کر رہا ہون غیر کی شیون کے ساتھ

کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو — دشمنی کرتے نہین ہم تو کبھی دشمن کے ساتھ

آگئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی پی لون — کس طرح نبھتا ہے زہد خشک تر دامن کے ساتھ

عاشق جانباز سے ہمراہ ہے وقت خرام — لٹتے جاتی ہین پتنگے تک رخ روشن کے ساتھ

کر دیا برباد جب گھوڑا اوٹھایا یار نے — مٹ گئی ہم بیٹھ کر نقش سم توسن کے ساتھ

کپڑے سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت ہے ہمین — ہم بھی لگی جاتی ہین جاتی ہے پیراہن کے ساتھ

۱۵۹	جسکو عاشق دل کا جلاتے ہے سفاک ہے دیکھیے کیونکر نبہے اوس جان کو دشمن کے ساتھ	۷

شب کو اوج حیرت خورشید کہان رہتا ہے	دن کو بھی جاوے ہین رتون کو جہان رہتا ہے
شعر کا ذوق ہے فریاد ہے اپنی موزون	نالہ کرنے مین بھی انداز بیان رہتا ہے
منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گہر مین	دیدۂ روزن در بھی نگران رہتا ہے
ہے فقط فصل خزان تک مزہ ترک شراب	لطف روزہ کا ہے جب تک رمضان رہتا ہے
فکر تعمیر عمارت ہے جہان مین بیکار	قبر کا کسکی زمانے مین نشان رہتا ہے
بہول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم	کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

۱۶۰	لذت وصل غم عشق مین عاشق بہولو ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	۱۹

شعبدے دم ہین خدائے پاک کے	بولنے لگتے ہین پتلے خاک کے
اوس طلائی جسم سے پر زر ہوے	توڑے کیسے بنگلے دلاک کے
فرط استغنا مین سودا ہو گیا	ہاتہ کہینچے پانون پہیلے چاک کے
مٹی ہوکر یہ ہوا پر آ گئے	سینچے گردون پر بگولے خاک کے
عکس عارض نے کیے سونے کو تار	چہلے ہنجاتے ہین ڈورے ناک کے
اوٹہ گئے اِس سر سے لاکہون فقیر	لگ گئے قبرون مین بستر خاک کے
برق دندان کی فروغ نور سے	بادلے ریشے بنے مسواک کے
اور گردون سے ہے انسان کی نمود	چاک پر بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوئے گل ہوا ہے کوزہ گر
جام کے ٹوٹے ہین ڈوری چاک کے

مار کاکل چھوڑ کر شانون پر آپ
افعیون پہ پھنستے ہین ضحاک کے

پھنس گئے اس گنبد بے در مین ہم
آ گئے ہین دور ہائے افلاک کے

روشنی سے طبع کی اندھیر ہے
سوختہ ہین شعلۂ ادراک کے

نامہ بر بھی اوسکے مفتون ہو گئے
خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک کے

رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان
بس سکے نالے مجہ گریبان چاک کے

زخمے تیغ نگہ کو جھانکیے
کیجیے انگور تازہ تاک کے

بانٹتے ہین خار کو اے شاہ حسن
پارچے وحشت مین ہم پوشاک کے

یار کی برق نگاہ مست نے
خوشۂ پروین جلایا تاک کے

دیکھے دریا مین وہ گدری ہاتھ پاون
دست و پا ہوسے ہر اک پیراک کے

۱۶۱	ہے تصور خال چشم مست کا مے مین عاشق نشئے ہین تریاک کے	۲۶

ہو تصور عرش کا گو ہم بنے ہین خاک سے
پیر گردون کو جلایا شعلۂ ادراک سے

ہجر ساقی مین لہو برسائے ہم گلگشت مین
گردباد اوٹھنے لگی گلگون چمن کی خاک سے

تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدھی بات سے
پھنو بالی نیم کا تنکا نکالو ناک سے

گرم رو ہوگا اندھیری مین اگر وہ ماہ رو
نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے

جھانکنے سے آپ کے سب زخم دل کے پھٹ گئے
خام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے

سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین
پھوٹ آیا بھیگ کر رنگ ان پوشاک سے

جو ہوتی پھر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بھر دیتا ابھی ہم خاک سے

جان کر اکسیر اسکندر بہت جو یار تہا
تم مکدر کیون ہوے روشن ہوئی ہونکی خاک سے

داغ دل سے آفتاب حشر کا منہ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیرے گریبان چاک سے

رشتۂ الفت سبب ہوتا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کر لین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظرون مین نہین
اسلیے ٹہرے نگر گرد باد اوٹھتی ہین میری خاک سے

حال میرا دیکھکر لاکھون کلیجے پھٹ گئے
کسقدر رخنے پڑے ہین ایک دل کے چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسی چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑے ہو سو آبلے
دل کو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

پیر گردون کو بھی ہے سودا کسیکی چال کا
کہل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری سے اب ہمارا نقش پا بنتا نہین
پا نکل آتا تہا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل ہے تو بوسہ وہ شکرلب ہے اوسے
سیکڑون کے منہ کبھی بھرتی نہ دیکھی خاک سے

حال کہل جاتا ہے سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین ہرگز چاک سے

بدلے پانی کے چھڑکنا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سے چوب تاک سے

دیکھکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گیے
ہاتھ دھو بیٹھے وہ بحر عشق کے پیراک سے

کیا کشش ہے ہاتھ رکھا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بھی ہے نشو نما
بیضۂ ققنس نمو کرتا ہے جیسے خاک سے

رہتی تہی ہر وقت ہم دستی گریبان مین بہت
کہنچتے ہو آج کیون دامن ہماری خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
نتھ کا دن آیا مگر پالی نہ اوتری ناک سے

کہکشان وہ چادر مہتاب کو ترک فلک — بدلے کا جیلے تری وہ بال مینی پاک سے

۱۶۲ — آرزو یہہ کربلا مین قبر عاشق کی بنے
اسکی بہی خاک نجس ہجاے خاک پاک سے — ۱۹

عنایت وہان اور پر ہو گئی — جہان شکل نوع دگر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل مین — مؤذن کو کیون کر خبر ہو گئی
ترے دانت لینے سے پھکی ہے تیغ — شریک اسمین آب گہر ہو گئی
مکدر ہوے آئنہ دیکھکر — تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی
وہ اوٹھے جو تلوار کو ٹیک کے — کلائی لچک مین کمر ہو گئی
تصور مین کہنچا گیا شکل یار — مری ایک صورت بسر ہو گئی
شب وصل جب مین نے اوٹھی نقاب — مؤذن یہ سمجھا سحر ہو گئی
تری شرم سے اور اوٹھا حجاب — پسینے سے محرم جو تر ہو گئی
سلجھنے مین گیسو کے اولجھے رہے — اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی
گلا مل گیا خنجر یار سے — لڑائی بہی دم بہر مین سر ہو گئی
بہرا ہے وہی دل مین سوز فراق — مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی
کسی اور کو پیچ زلفین نہ ہین — بہر حال اپنی بسر ہو گئی
ضعیفی مین سب گیٹ گئے عضو تن — مگر ایک دوہری کمر ہو گئی
شام سے اونکو آنا نہ تہا — گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی
مریض دل کو تہی جس سے چشم امید — وہی آنکہ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سونگہاتے نہین ۔۔ شب زلف عنبر اگر ہو گئی
پیام اجل تہا پیام فراق ۔۔ خبر موت کی پیشتر ہو گئی
مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئے ۔۔ تڑپنے کی دل کے خبر ہو گئی

۱۶۳ ۔۔ گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک
کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی ۔۔ ۱۴

جو صرف نہو کام کی دولت نہین ہوتی ۔۔ مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی
ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی ۔۔ ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی
بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا ۔۔ یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی
مشہور ہے بکنے سے بڑہا رتبہ یوسف ۔۔ اچہون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی
آئینہ خنجر مین جو دیکہا رخ قاتل ۔۔ سن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہین ہوتی
کیون رخ کی صفا دیکہ کے حیران ہوئے اہل صفات ۔۔ آئینہ سے آئینہ کو حیرت نہین ہوتی
افسردہ دلون کی نہین طینت مین عداوت ۔۔ مُردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی
جو تخم عمل بوئیگا وہ پہولے پہلیگا ۔۔ اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی
وہ مہر پہر راہ سے کیون آہ کو سن کر ۔۔ بے معجزے خورشید کو رجعت نہین ہوتی
دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چہپتا ۔۔ اے جان چہپانے سے محبت نہین ہوتی
حال خط رخسارہ گلگون جو بیان ہو ۔۔ سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی
خط آنے سے مٹتی ہی بہار رخ خوبان ۔۔ اس سبزے سے آنکہون مین طراوت نہین ہوتی
خلقت کی زبانین ہین کلید در جنت ۔۔ کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کرین شکوہ شب فرقت مین فلک کا ۔ یہ ضد ہے کہ اب صبح قیامت نہین ہوتی
بھجواؤ نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس ۔ بندے پہ اگر چشم عنایت نہین ہوتی
قابو مین نہین دل او نہین رخصت کی طلب ہے ۔ کیون روح مری جسم سے رخصت نہین ہوتی

١٦۴	عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو طاؤس کو افعی سے عداوت نہین ہوتی	١٢

امتحان ضبط کا ہو کیجے بیداد کوئی ۔ کاٹ ڈالون مین زبان نکلی جو فریاد کوئی
کاسۂ سر جو حبابون کی بھی پھرتی ہین ۔ مختفی ہو من دریا مین سے جلاد کوئی
خانۂ جسم کی کیون فکر ہے تن پرور کو ۔ پایدار ایسی کہین دیکھی ہے بنیاد کوئی
باغ مین لوٹ پڑی جای جو وہ رشک بہار ۔ زر گل لوٹ لی طرۂ شمشاد کوئی
حکم بسمل کو تڑپنے کا نہین مقتل مین ۔ ایسا بے رحم تو دیکھا نہین جلاد کوئی
زلف جانانکا کیا سامنا سودا ہو اسی ۔ کھولی ہو فصد رگ ابر کی فصاد کوئی
تپلیان دیکھکے آئینہ مین بولا وہ پری ۔ پردۂ چشم مین بیٹھا ہے پریزاد کوئی
سیر نرگی دنیا جو ہوتی منظور ۔ رخ نکرتا طرف عالم ایجاد کوئی
بے تکلف وہ چلی جاتی ہین کچھ خوف نہین ۔ کوئی پامال ہوا ہو گیا برباد کوئی
نشۂ مے مین یہ سوجھی جو ہوا ایک پلنگ ۔ تخت پر لیکے اڑا آج پریزاد کوئی
نہ رہا صبر جو انا ان چمن گل چین پر ۔ باغ مین لوٹ ہے سنتا نہین فریاد کوئی

١٦٥	قابل رحم ہے وحشت مین یہ حال عاشق بیڑیان آکے پہنا تا نہین حداد کوئی	١٢

پوچھا جو رخ بت جو را سرشت سے
کہنے لگا گلاب یہ گل باغ بہشت سے

سجدے کو جب بتون کے وہ ہندو پسر گیا
سجدے کیے بتون نے نکلکر کنشت سے

بھیجی جو نکہت پھولون کی اوس حور نے ہمین
سمجھے کوئی طبق اوترا آیا بہشت سے

ماتھا رگڑ کے سجدون مین سارا اوڑا دیا
اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے

ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نمایان
آدم اگر نکالے نجاتے بہشت سے

پھینکے نہا کے اوس بت ترسا نے اتنے پھول
دریا کو ہینڈ ہون کو ہوئی ٹک بہشت سے

کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل
آئینہ خانہ گھر ہے مرا سنگ و خشت سے

دم بند ہو گیا مرے نالون کی خوف سے
ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے

اوس حور وش کی پاس تھے ہم جل بجھ کے پھر
دوزخ کی سیر دیکھ رہے تھے بہشت سے

الفت اثر سے ہے کہ موثر سے جا ملین
مقصود وہ ہے کام نہین خوب و زشت سے

پتھرائین آنکھین جلوہ سے اوس بت پرست کے
بت تیاپان نہین جو وہ نکلا کنشت سے

۱۶۶ — عاشق سوال وصل نہ لکھتا تھا یار کو
محبوس نامہ ہے بے خطائی نوشت سے — ۱۲

فکر انجام کر راحت کی تمنا کیجے
چار دن زیست ہو اس عمر مین کیا کیا کیجے

نقد دل عشق نہ یون اپنے بدلا کیجے
مول لیتے ہین اگر زلف کا سودا کیجے

دود پیچان دل سوختہ کو دکھلا کر
بل کر ہو کاکل پیچ تو سیدھا کیجے

گوش زد آپکے کانون ہی نہین کان ہوئے
آنکھین اس رتبہ ہین شوخ کہ دیکھا کیجے

سبزۂ خط سو لعل سو بوز رخ سے
دیکھیے آئینہ مین شکل تو مینا کیجے

ہم منائی کی قسم کھائین گے پچتایئے گا
ٹھہریے ہائے پھر آئیے کہنا کیجے

وحشی چشم فسون ساز نہ یون ہوینگے رام
کوئی جادو کوئی افسون کوئی لٹکا کیجے

گل قبا چاک کرے دیدۂ نرگس ہو بند
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجے

اوڑ گیا رنگ حنا ہاتہ کے بوسے جو لیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیدا کیجے

سات پردون مین چھپائی کو اگر جی چاہے
آنکھون کی پتلیون مین اونکو لیے جا کیجے

رخ سے پردے کو اوٹھیے تو سفیدہ ہو جاتی
صبح صادق کو یہہ دعوا اوسے جھوٹا کیجے

١٦٧

صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق
آنکہ میلی نہ ہو تیوری نہ چڑھایا کیجے

١٦

نہین حاجت آب انگور ہے
وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے

یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
تری آنکہ سے چشم بد دور ہے

وہ صیاد سینکش نہ پہر تاک سے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے

مری فکر خالی نہین فیض سے
مرا دل نہین بیت معمور ہے

وہ آئینہ رخ وہ چین جبین
سکندر کا دل جان فغفور ہے

کہنچی تیغ جب سر مرا جہک گیا
مجھے زخم کھانے کا ناسور ہے

حسینون کی صحبت مین ہون رات دن
پری ہم بغل ہے کبھی حور ہے

نکالو بہت بات مین بات آج
سمجھتے نہ تھے کل کا مذکور ہے

عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
یہان شمع کا نور کا نور ہے

عوض مدح کے چاہے کہتا ہون مین
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابروی یار
شب قدر ہے بیت معمور ہے

چھڑک دی ہو افشان تاری نہین
شب وصل بھی کاکل حور ہے

تری سرد مہری کا مجروح ہون
مرے زخم پر مشک کافور ہے

در و بام کرتے ہین کسب ضیا
جدہر دیکھو آئینہ نور ہے

ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد
تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

۱۶۸

قیامت مین عاشق سے ہے امید وصل
مسلمان ہم ہین جو وہ حور ہے

۱۰

دل پہ جو نقش نام جناب امیر ہے
یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے

بیٹھا طلاے عکس رخ یار تیغ پہ
جوہر کا جو نشان ہو اک راہ چیر ہے

طینت کی بھی صفا کو ہے صحبت مین کیا اثر
جو اپنا آشنا ہو وہ روشن ضمیر ہے

رونے سے ہو اور آگ بھڑکتی ہے جسم مین
آہک سے کیا بدن کا ہمارے خمیر ہے

وہ زار ہین اوٹھایا جو بستر سے یار نے
بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے

دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین
زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے

برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے
شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے

اہل فنا سکوت مین ہین سب بے خبر نہین
معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے

امت کی عمر خوف و رجا مین کٹی نہ کیون
نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

۱۶۹

ابرو کمان کے ہجر مین عاشق گھلا یہ تن
ہر ایک رونگٹا تن لاغر مین تیر ہے

۲۰

اگر منعم تری شالی قبا ہے — مرے تن پر نشان بوریا ہے

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے — خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے

تعجب ہے رقیبون کی اوڑی ہے ہوش — بندہی اپنی وہان ایسی ہوا ہے

سر اپنا کیون نہ پھوڑون مثل فرہاد — جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے

ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل — چمن مین بادہ خواری کا مزا ہے

بلایا شوق نے اوس سبزہ رو کو — دل مضطر مین جذب کہربا ہے

اسید نامہ نے لی جان آخر — مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے

بدن مین استخوان باقی رہے ہین — مصاحب آج کل اپنا ہما ہے

ہوا سبزہ چمن کا سبکے پامال — یہ آمد کا تمہاری دبدبا ہے

بلا نے ہو خفا ہوتے ہو آپہی — تمہاری مہربانی مین دغا ہے

صنم رکہ لونگا سنگ صبر دل پر — خدا حافظ ہمارا بہی خدا ہے

نشانہ بن گئے تیر مژہ کا — کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے

مژہ زلف پریشان خال ابرو — جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے

کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو — تمہین ہمسے ہمین تمسے گلا ہے

پہنسے ہم جان کر زلف سیہ مین — جوانی کی جہالت بہی بلا ہے

صید اصرغ جو ہے مرغ زرین — کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے

نہین کاکل مین تیری شانہ کا اج — کف موسیٰ مین ثعبان عصا ہے

چھپا اشکون سے تن کو تنکے صنم کو — مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو — صریر خامہ بلبل کی صدا ہے

۲۴	مدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر مرا مشکل کشا حاجت روا ہے	۱۷۰

سہل تھا حکم خدا حکم پیمبر جانتے — ہم تکدر کو بتون سے کے خاک تیہر جانتے

دل ہمارا ہاتہ مین لیتے اگر اے بیوفا — سرو تھے پہر آپ کو سرو صنوبر جانتے

لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسے ہوے — آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے

سہر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر — آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے

مرتے دم افسوس نامہ بہی نہ لکہا یار کو — کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے

آتش رنگ حنا کو تم دکہا دیتے اگر — ہاتہ کی تہیلی کو ناواقف سمندر جانتے

زاہدون کے سر مین بہی ہوتا اگر شوق شراب — پہر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے

چاندنی مین میرے روئی کو اگر تم دیکہتے — چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے

دل کا آئینہ کدورت سے اگر ہوتا بری — اپنے دشمن کو بہی ہم اپنا برادر جانتے

معجزہ دیکہو جو دیوانون نے لاکہون کہا حصول — آپکا سایہ نہوتا تو پیمبر جانتے

تجربہ حاصل ہوا تب تک نے مہلت ندی — حسن صورت تمہین پاتے ہم ستمگر جانتے

وصل کا وعدہ اگر ہنکلا کے کرتے اے صنم — قند لب کو آپ کے قند مکرر جانتے

ذبح ہو جاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ — قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے

سر حقیقت کا مجازی سے اگر کہلتا ہمین — سنبل پیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے

پہلے مر جاتے جو کہلتی بے ثباتی عمر کی — زندگی دو روز کی مرنے سے بدتر جانتے

گرمیان کرتا جو خونخواری مین وہ شباب پری
جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دور ساغر مین ہمین بھی تم اگر کرتے شریک
سر پہ اپنا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گھر مین رکھ کے سر خط مجھکو لکھ دیتے اگر
رکھتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر روتے ہین ای بحر صفا
کشتی عمر رواں کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندھیر بھی ہوتا جو آنکھون کی تلے
کیچلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیا ہی دون اپنی مقدر مین نہین
رتبۂ اکسیر پارس خاک پتھر جانتے

تیرہ روزون کو جو اسے مہ وصل ہوجاتا نصیب
آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے ضعف مین رو کر آل کار پر
قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

۱۷۱ — ۱۹

اب تو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹہ کو
منہ لگاتے بت رقیبون کو تو پتھر جانتے

انگیا بھٹی وصال مین کپڑے نکل گئے
پالا پڑا کسی سے جو یہ پان گل گئے

باد صبا نے پردۂ رخ کو اولٹ دیا
بند نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگا کے آپنے اندھیر کر دیا
مہندی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پہ اونکی تل ہین رخ پاک پر نہین
منہ کی صفا سے خال کے دانے پھسل گئے

غیرون نے کس لباس مین پھیرا ہے یار کو
قطع امید وصل سے جب جوڑے چل گئے

دیکھا جو بند روزن دیوار یار کو
اشکون کے ساتھ آنکھون کے ڈھیلے نکل گئے

کسکا اونہین قرار ہے سیماب کی طرح
آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل پڑا ہے وصل مین لا امکان تک
ٹھہرے جہان وہ راہ مین بیٹھے مچل گئے

گیا ہم گیاہ خشک ہیں اِس باغ دہر میں
پہونکو سے اوڑ گئے ہیں جلانے سے جل گئے

مشکل پڑی ہے یار جو نازک مزاج ہے
نالہ نکل گیا تو ہم آپہی دہل گئے

گردش میں پیر چرخ کی جو آگیا جوان
تنکے کی طرح زلف کے سب بل نکل گئے

پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر
جوبن بہی دوپہر کی طرح صاف ڈہل گئے

آہوں سے میری کورہ زرگر ہوا افلاک
چاندی کی طرح چرخ میں تارے پگہل گئے

گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم
چکنے کلام آپکے سنکر پہسل گئے

حُسنِ ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو
انگیا کے پان صاف پسینے سے گل گئے

ڈیوڑہا ہے حُسن یار کا یوسف کے حسن سے
ایک آدہ ایسے نور کے سانچے میں ڈہل گئے

باقی نہیں ہے کوئی گنہگار آپ کا
جن جنکو پہانسی دی تہی بدن اونکے گل گئے

مقتل میں تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا
گو پانوں سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

۱۷۲	ملجائیں وہ تو پہر وہی عاشق ہو لطف وصل کچہ وہ بدل گئے ہیں نہ کچہ ہم بدل گئے	۱۶

کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے
نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے

نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے
نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے

کمال نقص سے دنیا مثال یوسف ہی
لڑکپن آپکا اونکا شباب ملتا ہے

عدم میں دہر میں مرقد میں جا کے ہم پہر آئے
قیام خاک کریں گہر خراب ملتا ہے

کلام کرنیکا بت کو نہیں ہے حکم خدا
یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے

شب فراق بتا نیند آئے خاک مخمل پہ
جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سراے فانی مین — ہر ایک مسافر پا در رکاب ملتا ہے

نقاب رخ سے اوٹہاتی ہین گردپہرنے سے — رہین جو جسرخ ہین ہم آفتاب ملتا ہے

بتون سے کچہ نہ ملیگا سواے رنج والم — سمجہ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے

سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین — ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے

فراق زلف مسلسل ہے بل مقدر کا — ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے

ملیگی دیکہیے کسدن حساب سے فرصت — مزار مین بہی نہین لطف خواب ملتا ہے

کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے — مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے

مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہمین — دہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے

شفق کو تاکتے رہتے ہین مے پرست مدام — خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

١٧٣

اگر وہ دیتے ہین گن گنکے گالیان عاشق
تو لطف دل کو مرے بیحساب ملتا ہے

٢٨

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوے — زلفین چہٹین تو دنکو ستارے عیان ہوے

اُمڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوے — قصر بدن مین دیدۂ تر ناودان ہوے

ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوے — تحریر سر نوشت سے بہی سرگران ہوے

ہفتے ہین یہ عروج ہوا بحر اشک کو — ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوے

ہونے اوٹہائین ہجر صنم مین یہ سختیان — سوکہے بدن کی سوکہ کے سب استخوان ہوے

پیش کہ جب ہاتہ وہ خورشید رو گیا — بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوے

وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکہ لی — رگہیے روان ہین جو کہیت ہم ملپان ہوے

تھا اشتیاق کوچۂ قاتل جو وقت مرگ
ہم چل سکے نہ ضعف سے آنسو رواں ہوے

گردش سے اوج اختر طالع جنون میں ہے
چمکا جو داغ دل تو فلک مہرباں ہوے

سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی
جل کر شرر یک گرد رہ کارواں ہوے

طاقت نہ دست و پا کی دریا زیست میں جواب
مر کر بھی ہم نہ چارہ کے کاغذ ہے رواں ہوے

نا حق ہے دل تڑپتے فغاں روح سے بدن
کیا کیا نہیں مکیں سے خالی مکاں ہوے

گردش رہی حیات میں مر کر ہوا فشار
جور زمیں ہوے ستم آسماں ہوے

مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی
شب کو سرا میں آئی سحر کو رواں ہوے

چو رنگ کر کے جاؤ تو صدمہ نہ دل اوٹھائے
رخصت کے چار حرف نہایت گراں ہوے

وہ نخل نامراد تھے ہم باغ دہر میں
سوکھے جلے غبار ہوے رایگاں ہوے

بل حسن کا بڑھا جو وہ گیسو ہوے دراز
آخر بلا ے جان تن ناتواں ہوے

اے پیر چرخ ضعف تھا اپنے نصیب میں
کیونکر دل کبھی کہیں گہ ہم بھی جواں ہوے

جس سے چھٹے نصیب ہوا پھر نہ اوس سے وصل
ہم نقش پاے راہرو کارواں ہوے

مجھ سے جو گفتگو تھی وہی ہے رقیب سے
دلچسپ جو کلام تھے وہ داستاں ہوے

کیا جذب دل کا زور بڑھا شوق قتل میں
پیکان تیر جسم میں آ کر سناں ہوے

انجام ہے یہ رو کے کہ سب دفتر عمل
ڈوبے سٹے خراب ہوے رایگاں ہوے

وہ مبتلاے غم ہوں کہ دیکھا جو آئینہ
مجھ سے سوا شبیہ کے آنسو رواں ہوے

طول شب فراق سے گھل گھل کے جان دی
آخر نصیب زاغ مرے استخواں ہوے

پچتائے نہ دست حنائی چھپا کے آپ
رنگ اوڑ گیا اوسکے جو آنسو رواں ہوے

بیتیں کہیں عجیب کہ دریا بہا دیے | سچ زبان یار میں رطب اللسان ہوئے
ہمکو غزل کی بیت میں آسودگی ملی | کب اس زمین پر ستم آسمان ہوئے

۱۷۴	عاشق بہانہ رنج کا منظور تہا او نہیں دل میں رُکے وہ جب مرے آنسو رواں ہوئے	۴۰

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار سے پہلے | تلوار لگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے
کہتکا ہے عبث آٹھ پہر راہ عدم کا | یا چار سے پیچھے گئے یا چار سے پہلے
آئے ہیں عیادت کو تری چارہ گر آئے | دربار ہارا ہوا اس کار سے پہلے
عاشق کا یہ ڈر ہے کہ نکلتے نہیں گھر سے | وہ جہانکتے ہیں روزن دیوار سے پہلے
منظور تہا یوں رنگ حنا ہمکو دکہانا | دل چہین لیا آپنے رفتار سے پہلے
حیرت ہے ملا داغ جو سر کار جنوں سے | طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے
اسطرح ہوئے قتل کہ حسرت بہی نہ نکلی | پوچہا نہ تمنا کو گنہگار سے پہلے
دونوں طرف آثار محبت ہوئے ظاہر | بیمار ہوئی آنکھ دل زار سے پہلے
عاشق سے چہراتے ہیں دم قتل نظر کو | کیوں تیر لگاتے نہیں تلوار سے پہلے
سودا ترے کوٹھے کا رہا چار پہر دن | اور تہا نہ یہ جن سایۂ دیوار سے پہلے
چرچا تہا ترے عارض و گیسو کا ازل میں | مشہور تہے یہ مصحف و زنار سے پہلے
پہولوں سے نہ کچہ لطف شب وصل اوٹہایا | بو آئی پسینے کی مجہے ہار سے پہلے
سکا ہے یہ وہ ہوں ایسا کہ جو صحرا میں لگے آگ | جل جائے مرا جسم خس و خار سے پہلے
اندہیرے ہے کہتی ہو کہ دل کسنے چرایا | تحقیق کرو گیسوئے طرار سے پہلے

ڈرہے نظر بد کا جو گلگشت مین آئے گل
نرگس کو نکلوایئے گلزار سے پہلے

ہین تیز لڑکپن سے اوس ابرو کے اشارے
تلوار مین تھی باڑہ قد یار سے پہلے

غصے کی ترقی ہین نزاکت سے یہ ہے پیچ
بل کہاتی ہین زلفین کمر یار سے پہلے

تیرون سے مرے زخم بدن ہوگئے گویا
بیکار دہن تھے لب سوفار سے پہلے

پہنس جائیگا یہ طائر دل زلف سیہ مین
لیتا ہون شگون زاغ شب تار سے پہلے

ہین مستعد قتل در صلح ہوا بند
کہلوایئے تیغا کمر یار سے پہلے

اس رشک سے رکہ آتا ہون مین آنکہ کا ڈہیلا
جاتی تھی ہوا رخنۂ دیوار سے پہلے

سوز تپ فرقت نے یہ دکہلائے تماشے
گہر پہونک دیا آہ شرربار سے پہلے

جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چھوٹا
ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے

تم وصل مین خصت کا تصور ہی نکرنا
دم تن سے نکلجائے گا اظہار سے پہلے

پہلو کوئی سوچے نہ کچہ انجام کو دیکہا
حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے

صرصر سے نہ مطلب نہ نسیم سحری سے
چہوٹی ہوئی جو آئے تن یار سے پہلے

دیکہا تہا جو اغیار کو سودا تری در کا
ڈرتا تہا بہت سایۂ دیوار سے پہلے

لگا جو لگاتا ہے تجہے جامہ دری کا
ہان دست جنون دامن کہسار سے پہلے

شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹہاتے
بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے

جان اوسنے طلب کی تو کہا جسم نے حاضر
دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے

منظور ملاقات ہے بلوا مین سگے در یار
آنکہین جو لڑین رخنۂ دیوار سے پہلے

پردے سے جو نکلے تو ہوے سب کو عزیز آپ
یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہے خط سے مرے دل مین صفائی — جاتی رہی آئینہ رخسار سے پہلے
باقی تھی شب وصل کہ موت آگئی مجکو — تقدیر پھری ہوگئہ بیدار سے پہلے
میری شب فرقت کی نہ کیہی تھی سیاہی — گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے
کیا کیا نہین دیکھی انہین آنکھون سے تباہی — آباد یہ گھر تہا قدم یار سے پہلے
دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے ای چرخ — لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے
غیرت تو یہ کہتی ہے بلا کے سے بچانا — دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے
اک آدہ گھڑی اور نہ پاندہین وہ کمر کو — رخصت ہے ہماری سفر یار سے پہلے

١٦٥ — عاشق نے محبت مین عبث جان کو کھویا / واقف نہوے عشق کے اسرار سے پہلے — ١٩

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی — بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی
مارتی ہے زخمیون کو زہر چشمی یار کی — ہے دہان زخم مین صورت دہان یار کی
ضو چراغ طور مین ہے شعلہ رخسار کی — برق مین ملتی ہے کچہ صورت خرام یار کی
سخت باتین وصل مین سنتا ہون اس سے یار کی — موم کر دیتی ہے گرمی شعلہ رخسار کی
سہل ہے اوڑ جائے گردن مجہ نحیف و زار کی — ناتوان ہون مجکو کافی ہے ہوا تلوار کی
فاکہ ہے بیجا ہما کو استخوان زار کی — جسم سوزان ہے غذا مرغان آتشخوار کی
دل کو سودائی بناتی ہے بلا رفتار کی — کم نہین سائے سے کچہ پرچھائین قد یار کی
ایک شب کرلے قمر تقلید روے یار کی — چاندنی آٹھون پہر ہے چاند سے رخسار کی
چاہیے رونق مٹا دین مصر کے بازار کی — آئے ہین یوسف خریداری کو میرے یار کی

ہاتھ محرم تک گیا تقدیر سے مجھ زار کی
انگلیوں میں شکل ہے خار سر دیوار کی

سخت جانی سے مری تلوار ٹوٹی یار کی
عمر طولانی نہیں ہوتی غریب آزار کی

عمر گذری جھانکتے مجھ تیرہ بخت زار کی
جسم کیا پتلی ہے چشم روزن دیوار کی

کیوں نہ پڑتی ہی نظر جلبجا ہو محو یار کی
تار پر گرتی ہے بجلی برق سے رخسار کی

اب نظر آتی نہیں کیا وجہ صورت یار کی
سو گئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی

ہے تسلی مانگ کو دیکھ سے مجھ افگار کی
کہکشاں بنتی ہے پٹی زخم دامندار کی

کیا بلا ہے یاد چشم سرمگین یار کی
کتنی راتیں کٹ گئیں آنکھوں میں بیمار کی

پھر گئی جب سے نگاہ لطف میری یار کی
آنکھ وہ پاتا نہیں ہیں روزن دیوار کی

پاؤں کا کھٹکا سنا دیکھی نہ صورت یار کی
نیند آنکھیں سونے دین تری بیمار کی

۳۷	اک غزل نو طرز عاشق کہہ کے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پھر فکر ہے اشعار کی	۱۷۶

سخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی
پہلے گھر گرنے سے مٹی گرتی ہے دیوار کی

فصل گل میں اشک کی بدلے ٹپکتی ہے شراب
سینۂ سوزاں ہے بھٹی خانۂ خمار کی

دو ہلال ابروے دلدار دیکھے ایک روز
دو مہینے تک نہ اوسنے آنکھ ہم سے چار کی

ماہ کامل میں نظر آتا ہے قرص آفتاب
بن گیا آئینہ یہ کسب صفا سے یار کی

عاشقوں کا شور زیر قصر ہے آٹھوں پہر
سنتے ہیں دو چار کی سنتے نہیں دو چار کی

ٹانکے دے جراح اسکو بھی بھر کتا نہیں
زخم کی صورت ہے میری دیدۂ خونبار کی

رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن
فصل گل کی طرح آتی ہے سواری یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون
چاہیے جراح پٹی رشتۂ زنار کی

قتل ہونے سے رہیگا نام مجہ جانباز کا
آبرو اپنے لیے ہی آب اوس تلوار کی

سنگ سارا یہ بت نا مجنون ہادر زاد کو
سخت جان ہون پیر درس ہی دامن کہسار کی

آہ آتش بار سی صحرا مین ہی وحشی کا اوج
گرد اپنے فوج ہی مرغان آتش خوار کی

خار صحرا کو مری خون کف پا کی ہے چاٹ
ہی کف پا کو مزا کاوش کا نوک خار کی

بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ
زہر ہی زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی

رہی ستمگر عضو تن کیونکر ترے مداح ہون
ہی زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی

بیکسون کی آہ سوزان کا نہین ہٹتا اثر
بہٹیان بنتی ہین مٹی سی غریب آزار کی

زہر مجہ افگار کو ہے الفت مژگان یار
ہے وہان زخم ہین تہی زبان مار کی

یاد کی ہی برق ذ مبری دل مضطر کی چال
کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی

بسمل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہین
پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چمک تلوار کی

شوق آرایش سی آنکہین ہو گئین صیاد خلق
بنگیا ہی آئینہ ٹٹی نگاہ یار کی

روز چڑہ جاتا ہی بن پوچہے یہ بام یار پیر
کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی

دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین
سر سی پا تک شکل ہون ہین حسرت دیدار کی

مصحف رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب
میکدی سے یون نکالی روح مجہ میخوار کی

کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کی بہی ٹکڑے اوڑا
بعد میری آئی نوبت میرے ماتم دار کی

رشتۂ گیسو ہی جان سی نہین ہٹتی نگاہ
چشم کو سودا ہوا عاشق ہی تیلی تار کی

اہل دل کو درد دشمن کا بہی ہوتا ہی ملال
خون دل پیتی ہین لالے تشنگی سی خار کی

خوبی حسن صنم کو ہمین سے دل سے پوچھہ — چشم بلبل سے ہمیشہ سیر کر گلزار کی
نشہ کی شدت سے یہ بہکی نگاہ چشم مست — جام کے دہوکے مین پیا تی آنکھ مجھسے چار کی
ایک ذرہ من کو سینچا ایک ذرا آنکھین کہان — بغض یہ نرگس کا دیکھا وہ محبت خار کی
گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب — کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

۱۷۷

جس اوتارے ہین بہت بیٹھا ہون زیر قصر یار
فکر ہے عاشق مجھے اس سایۂ دیوار کی

۲۰

بارش اوس بہت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے — وہ گنہگار ہون رحمت بہی غضب ہوتی ہے
انہین دشہر کون ہین گذرتی ہے در جانان — کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے
موت اگر آئی تو ہون قید بدن سے آزاد — دیکھین کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے
صبح کو واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے — کوئی اتنا بہی نہ کہتا تہا کہ اب ہوتی ہے
کثرت دشت نوردی ہے یہ مجہ وحشی کو — روح مجنون کی بہی امداد طلب ہوتی ہے
جوشش گریہ سے پڑتے ہین گلے مین پہندے — رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے
اے پری وصل کی خواہش کا سبب مجھسے نہ پوچھ — خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے
صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری — شب فرقت کی مصیبت بہی غضب ہوتی ہے
بادشاہون کو بہی ہے آئینہ رویونکا خیال — خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے
جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے — قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے
فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار — عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے
کنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ — ایک شے ایک کا عالم مین سبب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح	شفق شام مسی سرخی لب جچتی ہے
ذبح کرتے ہین مسیحائی کے بدلے تو کرین	سنکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے
کرتی ہی فرط عنایت مجھی ایسا محبوب	دست رد میری لیی صورت طلب ہوتی ہے
ہی نزاکت کی سبب کم سخنی اوس گل کی	رنگ اوڑجاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
خواب مین بی ادبی کا جو مین کرتا ہون خیال	اونکی تصویر تصور مین بھی غضب ہوتی ہے
قصد فریاد مین منہ کھول کی رہجاتا ہون	زلزلہ آتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
رنگ اوڑجاتا ہی فریاد سے کیا گردونکا	صبح ہوجاتی ہی جب ہجر کی شب تجتی ہے

۱۷۸ عاشق اسطرح کی ہوتی ہی زمین کیا مرغوب / جی بھی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے ۲۲

سوال وصل مین اونکی زبان پہ آجتک کل ہی	ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے
نہال باغ حسن و ناز ہی خلقت مین چنچل ہی	ابھی نادان ہی جوبن کی آمد اوٹھتی کوپل ہے
کہ یکہ قتل کیا ہمنے کیا سودا ہی گیسو مین	ہماری گل کی دیٹی کی وہان نزات کو نسل ہے
بگڑکر مین اوٹھ آیا ہون وہ بیٹھی ہین ستا ہین	نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہی نہ مسّی ہی نہ کاجل ہے
تری دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے ہین مرقد پہ	اکھاڑا راجہ اندر کا پر پریونکا دنگل ہے
چڑہا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوبی جاتی ہین	وہ اوتری ہین نہانی کو عجب پانی مین ہلچل ہے
نہایت لطف ہی برسات مین صحرا نوردی کا	کھنچا ہی ابر کا نگیرہ سبزہ فرش مخمل ہے
رقیبون کو ہی لطف زیست صحبت مین داخل ہین	تمہاری آگے مردون مین ہی جوانکھو نسی اوجھل ہے
محبت کیون جتاتی ہو بنا کر زلف پیچان کو	پھنساتی ہو بکھیڑی مین تمہاری بات مین بل ہے

اگر وسواس ہی ہمکو تو لو ہم آپہی آتی ہین
وہ گریان ہون پڑی ہیتی ہی کشتی صحن مین گہر کی
ہمارا قتل زیب تیغ ہی سودا کے کاکل مین
زبا ہین خشک تر ہوجائینگی کانٹونکی صحرا مین
ہماری قتل کی شادی ہی اوس بے رحم کی گہر مین
لہو کی قطری آنسو مین نہایت رنگ دیتی ہین
نظر آتا نہین موجود ہی چشم تصور مین
شب تاریک ہجران مین بیابان گرد الفت ہون
گگند ہا ہی اونکا سر کیونکر ہلواب راہ گنگہی کو
نہین دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران مین
اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
لیے لوہی جو ہمنی پیٹ مین باتین نہین پچتین

ابو بیر دم ہی کہیا سو چبین شنبہ ہی کہ شکل ہے
مکان تالاب ہی دروازی پہ پانی ہی دلدل ہے
یہان خون سیہ بہی دیدہ جوہر مین کاجل ہے
ہماری پاونکا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے
بہت چھاپی دی ہین خون سیرا جاے صندل ہے
لگی ہین اپنی طفل اشک کی لعلون کی ہیکل ہے
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہے آنکہونسی اوجہل ہے
جنون رہبر ہی کانٹی فرش ہین نالی کی مشعل ہے
اگرچہ ٹی شب تاریک ہی سو باف بادل ہے
ہوائی سرد نالہ رونگٹون کا گرم کمل ہے
پری ہو اوسکے تابع ہین جسنی بنا مین ریل ہے
لگا پانی تری چاہ ذقن کا یار بوجہل ہے

۱۷۹	رقیبون کی بنی ہی ذلتین دینے کے درپے ہین کرو عاشق حذر اب ننگ صحبت کا مبدل ہے	۱۸۰

پہر گئی تم قول سی عاشق بہلا کیونکر پہرے
آئین چکر جوش وحشت مین اگر قیدی ہی ہون
جام مے اور آئنہ ہر وقت پیش یار ہے
آئنہ رکہو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور

سر نہ قدمون سی ہٹی گو حلق پر خنجر پہرے
ہم اگر بیٹہین تو آنکہونین ہماری گہر پہرے
دور دور جم ہوا پہر بخت اسکندر پہرے
سوٹہ جادو کی کہین اولٹی نہ افسونگر پہرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی
جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گہر گہر پہرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا
دست مژگان مین لیے ہم اشک کی گوہر پہرے

پاؤن پہیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا
برسون جنت مین جہنم مین لیے بستر پہرے

ختم ہوتا ہے ہمین پر آپکا سارا غضب
غیر پر بہی آپ اگر غصے ہوے ہم پر پہرے

ذبح ہو جائین بدن سے دم نکلنے کا نہین
ہین وفادار آنکہ تیری سامنے کیونکر پہرے

واہ ری طالع کہ نخل آرزو مرجہا گیا
آستین مین ہم لیے طوفان چشم تر پہرے

یار کو گہر سے قدم باہر نہ رکہنے دیجیے
غیر ممکن ہے بدن سے جان پہر جا کر پہرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے
رات دن خورشید تابان ہم لیے سر پر پہرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑہ گئی قسمت پہری
آگے در تک وہ سیہ خانے کی پہسر ڈر کر پہرے

١٨٠ | ای پری نقش قدم عاشق کا نقش حب بنے
چشم افسونگر کے سودے مین اگر اوٹہ کر پہرے | ٢٠

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے
مسرف ہون صد ہی اوٹہ نہین سکتی سوال کے

زخمی صدف ہے لیگئے موتی نکال کے
ایذا اوٹہائی مان نے یتیمون کو پال کے

دو ہفتے ہون نصیب اگر دان وصال کے
ابرو کی بوسے لون تو کبہی بوسے گال کے

مرکر بہی یاد کاکل جانان عذاب ہے
مرقد مین آئے سانپ بانبی نکال کے

کوئی پہرا نگنج شہیدان سے آپ کے
قربانیون کی حلق بہی چلتی ہین چال کے

اسد رجب دل کو لذت ایذا سے تو ملی
پہر پاؤن مین چبہو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکہکر
سمجہا چڑہائے یار نے بیڑے ہلال کے

سیراب میری آنسوؤن سی دشت اگر نہو
رہجاتے ہین کانٹے خشک زبانین نکال کے

قاتل سے مانگتے نہ کبھی جز زبان تیغ
ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے

وحشت مین بحر و بر سی نکل جاؤن کسطرف
دوڑین حباب غول جب آنکھین نکال کے

میلا ہے صید گاہ ہجوم شکار سے
پھندے بنائی زلف رسا بال بال کے

ہجرون مین بھی خدا کی جو یاد بتان رہی
پتلے بنا دیے عرق انفعال کے

تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر
جھپکے پلک تو پھینکیے آنکھین نکال کے

رکھا قدم نہ باغ مین ای غیرت پری
سر پہ چڑھے ہین گل بوٹون کی بہائی نہال کے

لذت خلش کے ساتھ نہو تو مزا نہین
مچھلی بھی کھائی تو نہ کانٹا نکال کے

ہے تند باد آہ مین پنہان غبار دل
کیا کیا بگولے اوٹھتے ہین گرد ملال کے

دیکھا جو مین نے بند در قصر یار کو
گھبرا کے پھینکے آنکھون کے ڈھیلے نکال کے

ہے آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی
سورج مکھی بنائی ہے پھولون مین ڈھال کے

مین نے جو گال مانگا تو غصے مین رہ گئے
لب کو چبا کے تیغ سے بیڑا نکال کے

۱۸۱	عاشق شب فراق مین دیکھی نہ شکل نور اختر سیہ تھے یہ کہ مشابہ تھی خال کے	۲۲

تجکو جی بھر کے مزا درد کا حاصل ہو جائے
دوسرے پہلو مین بھی چاہتا ہون دل ہو جائے

سہل فرقت مین آئی میری مشکل ہو جائے
یار غافل تو ہوا موت نہ غافل ہو جائے

منہ جو دکھلاؤ تو میلا مہ کامل ہو جائے
چاندنی اوسکی بھی دہلوائی کی قابل ہو جائے

کہتے ہو جائیے گھر اوسکو جو اپنے گھر آئے
ہے تو جب ہو کہ تمہارا سا مرا دل ہو جائے

جان سے دل مین جگہ دون جو تری خنجر کو / جسکو مین پہلو مین بٹھلاؤن وہ قاتل ہوجاے

کشش دل سے وہ کھینچ آئین شب فرقت مین / رخ گردون پہ الٰہی شب غم تل ہوجاے

سب کو چنپیٹا دے اگر آکے وہ کھیلے ہولی / زاہد خشک بھی اس رنگ مین شامل ہوجاے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکھ / طاقت مردم بیمار نہ زائل ہوجاے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختون کی / کان کی لو مین جو موتی ہو تو فلفل ہوجاے

ہے وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے / سرو کا پانون بھی زنجیر کی قابل ہوجاے

ای بتو پیستے ہو انبوہ ہر اک صورت سے / اسقدر دق نکرو تم کہ مجھے سل ہوجاے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہین / دم نکل جاے تو مطلب مرا حاصل ہوجاے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار / دامن باد صبا دامن سائل ہوجاے

قافلہ جاسے عدم کو تو نہ نکلے آواز / حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہوجاے

کیا دہراتی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کی مین / قبضے پر ہاتھ بھی رکھنا تمہین مشکل ہوجاے

مین نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا / پیس ڈالا مجھے طاقت تری زائل ہوجاے

فاتحہ تم نہین پڑہتے ہو مری تربت پر / کوستے ہو اسے دشوار یہ منزل ہوجاے

گدگدی ہو تو مری جان بدن سے نکلے / یہ بھی اک واقعہ تحریر کے قابل ہوجاے

تکیہ ٹھوکر سے نہ سرکاؤ تم ای رشک مسیح / شیشہ قالب مین کہین روح نہ داخل ہوجاے

بے نقاب آئے جو مقتل مین وہ رشک لیلے / خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہوجاے

غلغلہ بحر مین ہوجاے جو وہ رشک مسیح / چھوڑ دے بیڑا تو زبان لب ساحل ہوجاے

تیرہ بختی پہ اگر اشک بہین اسے عاشق

۱۸۲	میرا ویرانہ سواد لب ساحل ہو جاسے	۱۱

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے
ایسا کوئی دنیا مین نہو گا نہوا ہے

میخوار ہوے قتل ہلال رمضان سے
ان روزون مین تیغا در میخانہ ہوا ہے

مین کہتا ہون دل ہچکیان لیتا ہے ہنسا وہ
وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے

بدنام ہون ایسا مجھے قاضی نے سزا دی
خالی بہی اگر ہاتہ مین پیمانہ ہوا ہے

کہتا ہون جو اے رشک پری جان فدا ہے
شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے

کل ہاتہ سے توڑا تہا جو کنگہی کو چمن مین
یہ وجہ ہے بیکل جو ترا شانہ ہوا ہے

کہولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ
گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے

سودا سے خط و زلف کے قصے کو ہوا طول
اب لکہنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے

شام شب فرقت ہے پریشان نظر آتی
گیسوے شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے

گہر پاک ہوا اوٹہ گیا زاہد جو بگڑ کر
اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

۱۸۳	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عاشق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	19

جلتے ہین دنیا مین وہان نعمت بہید ملجاے
زیست مین ہمکو سزا ئے عمل بد ملجاے

خط نکل آئے مجھے دین وہ دہن کی بوسے
راہ پاجاؤن جو خضر رہ مقصد ملجاے

سجدہ ہی مردم کو کرون بت کی عوض اے زاہد
طاق ابرو کا جو اوس شوخ کے معبد ملجاے

عاشق خط صنم ایسے ہوے مستغنی
سنگ ریزہ بہی نہ سمجہین جو زبرجد ملجاے

کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانون پہ
توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجاے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبے سے جو وہ سرو سہی قد ملجاے

بعد مرنے کے بہی رہتا ہی محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد ملجاے

یارب آکر وہ مسیحا کہے بوسہ لب
آب حیوان مجھے بیکوشش و بیکد ملجاے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کہو دیتا ہے نیکون مین اگر بد ملجاے

شوق یا جذب در یار دکہا دے مجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد ملجاے

خال پر صدقے کرون پاؤن تجسس مین ختن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد ملجاے

کشش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگ ریزون مین جو ڈھونڈون تو زبرجد ملجاے

رتبۂ اہل فنا دیکہے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے مین کرون خاک مین مسند ملجاے

پہونچین گر پڑ کے کبہی چار کا احسان ہین
عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد ملجاے

بوسہ ملجاے اگر مصحف رخ کا اے حور
ہون مسلمان مجھے دولت سرمد ملجاے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرۂ اشک مین کیا گوہر مقصد ملجاے

خط نہ نکلنے کا تدبر ہے صفائی ہو جاے
آپ سے آکے اگر وہ بت امرد ملجاے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین اپنی
خاک مین فصل بہاری تری آمد ملجاے

۱۸۴۴

فکر عاشق کو بہی ہے دم تحریر غزل
لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد ملجاے

۱۶

دل پہ نہ اوس مسیح کے تاثیر کر گئی
پہنچی فلک پہ آہ مگر بے اثر گئی

دنیا سے اٹھے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی ادہر گئی

ہین جانور جو پہنستے ہین وحشی پر آپکے
کیا اے غزال چشم رقیبون کو چہبہ گئی

گہر سے نکال دوگی تو کیا ہاتھ آئے گا
ہم کچھ نہیں تمہاری مروت کدہر گئی

آنکھوں سے مثل نور نظر وہ نکل گیا
دوڑا جنون میں میں بھی جہانتک نظر گئی

انسان کی کمال سے بڑہتی ہے آبرو
دولت کا غرہ کیا ادہر آئی اودہر گئی

داغ فراق اہل وطن دل میں رہگیا
پوچھے نہ زندگی میں ہماری خبر گئی

طفلی گئی شباب گیا پیر ہوگئے
یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی

عریان تنی میں پردہ کیا ہیچ اشک نے
چادر بنی وہ سیل جو بالا سے سر گئی

پیری میں یاد آتی ہیں اگلی جہالتیں
وہ ولولے کہاں ہیں وہ ہمت کدہر گئی

دولت نے انقلاب ہزاروں دکھا دیے
پوچھا نہ میں نے بھی کدہر آئی کدہر گئی

وعدہ ہوا انتہا اونسے شب ماہتاب کا
نکلے غبار آئین صفائی ٹھہر گئی

آنسو گھٹے تو بڑہ گئے آثار عشق کے
کیونکر نہ لب ہوں خشک کہ ندی اوتر گئی

کیا کیا بلا کشان محبت نے جھیل لی
ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی

خم ہو کے پہنچا ہاتھ جو قبضے پہ آپ کا
نظروں سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

۱۸۵	عاشق گناہ ہے سبجز عشق کیا ہوا دشمن وہ کیون ہوے وہ محبت کدہر گئی	۱۸

اوس کمر کا خیال آتا ہے
شیشۂ دل میں بال آتا ہے

چاند بنتا ہے آنکھ کا تارا
خال کا جب خیال آتا ہے

ساقیا ہو لیو نہ رندوں کو
موسم برشکال آتا ہے

ترک کرتے ہیں دو گہونٹی میں
لب پر اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے
عرق انفعال آتا ہے

سے ہے خیال آپ کے جو گانے کا
کان بجتے ہین حال آتا ہے

نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل
طفل کو کب کمال آتا ہے

ماہ کچھ خود بخود نہین چمکا
کسب سے سب کمال آتا ہے

نہ ہو پیر کا خدا حافظ
وہ بت خرد سال آتا ہے

پھر گرفتار زلف ہوتا ہون
ملک پر دل کے کال آتا ہے

سو رہیے منہ نہ بوسۂ لب سے
سامنے منہ کے گال آتا ہے

ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو
حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے

عمر غفلت مین کیون گذرتی ہے
موت کا کچھ خیال آتا ہے

دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین
ماہ جاتے ہین سال آتا ہے

وصل کی شب بھی بیچ کیون نہ رہے
روز بد کا خیال آتا ہے

جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے
پیر گردون کو حال آتا ہے

بندگان خدا بھی کانپتے ہین
جب بتون کو جلال آتا ہے

دشمنون مین جو پھنس گئے عاشق
دوستون کا خیال آتا ہے ۲۰

یہ کون ساقی عالی مقام رہتا ہے
مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے

خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے
نیا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہے

خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین
مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہے

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین
نہ کرسی رہتی ہے گھر کی نہ بام رہتاہی

وصال یار مین توبہ شراب سے توبہ
کسے خیال حلال و حرام رہتاہی

لیا ہی ہاتھ مین دل میکشونکا کیا ساقی
جو شیشہ ہاتھ مین تیرے مدام رہتاہی

ہلال دیکھ کے کہتے ہین اپنے ابرو کو
یہان چھری سے فلک پر نیام رہتاہی

ہمیشہ کہاتا ہی مصحف کی وہ صنم قسمین
زبان پر اوسکی خدا کا کلام رہتاہی

جو شوق دید ہی اوسکو تو اسکو حیرت ہی
فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتاہی

حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے
کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتاہی

جو دیکھتا ہون وہ ابرو تو عید ہوتی ہی
یہ وہ ہلال ہے جو ناتمام رہتاہی

نگاکے تیر و کمان ابتو آؤ مقتل مین
ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتاہی

گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
کبھی جو شب کو وہ بالاے بام رہتاہی

نہ بھولو چال جوانی کو کچھ ثبات نہین
بہار حسن نہ لطف خرام رہتاہی

جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین
زبان شمع پہ اب میرا نام رہتاہی

پھرے جو آنکھ تو پھیرا ابھی پھر کری نہ فقیر
تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتاہی

بلند مرتبہ دونون ہین سکہ زر پر
کسیکا نام کسیکا کلام رہتاہی

خفا ہو تم تو خریدار دل کی لاکھون ہین
کسیکا بند زمانے مین کام رہتاہی

وہ رند ہون کبھی صورت نہ دیکھی قاری کی
خیال مصحف رخ لا کلام رہتاہی

۱۸۷	وصال یار سے عاشق زمین ہی تشنہ خون فلک ہمیشہ سے پئے انتقام رہتاہے	۱۵

عشق مہرو جسمین ہو وہ سینہ روشن چاہیے
داغ دل کوئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سی بہی مرتی نہین
تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بہی طوفان سی کچہ کم نہین
منہ پر اپنے رکہنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کاکل ہین عزیز اسلام کو رکہتی نہین
تجہ سی اب رشتۂ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی کے رعب حسن سے
خود بخود جہک جاے شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین مین اک رمق باقی نہین
برق دیدار صنم گرنے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کہینچے یون تصویر مین
سیر کے نقشے مین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینہ مین دیکہکر کہتے ہین مار زلف کو
کان مین موتی کے بدلے سانپ کا من چاہیے

پاون کی ٹہرنے سے بہی وہ ساق دکہلاتی نہین
کیا جلائین تجکو اگر ای شمع روشن چاہیے

ہے تلون بہی نزاکت بہی مزاج یار مین
اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گو سکان تم سے جہانکنے دیجے ہمین
چشم روزن پر ابہی پلکون کی چلمن چاہیے

روئے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈہلی ہیکہ
ایسی آنکہون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک رکہتے ہین خدا آگاہ ہے
ہے کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل مین آب اشک سی ڈوبی تو کیا
سر بکف ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

۱۸۸	قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ ظاہری شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے	۱۸

جہان رتبہ بڑہی واقف نہین ہوتی ترحم سی
ندیکہو اشک کی قطرے ٹپکتے چشم انجم سے

لڑائی آنکہ مہرو کیون ہے تمنے ہمنے انجم سے
گلہ کیا جس طرح ہمسے ہو تم ویسی ہین ہم تم سے

اطاعت پر نہ دیکھا ایک دن چشم ترحم سے
نہ سمجھے ہمکو بندہ ہی خدا سمجھے بتو تم سے

یہ کیفیت ہے سجدے ایکجا ہون رند و زاہد کی
بنا سے پای مسجد ہو اگر خشت سر خم سے

ید بیضا کی دست آویز ہے یہ جوہر سندی کا
کلیم آسا پکار و طور پر حسن تکلم سے

عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے رونے مین
بحشتے چرخ بیضا دی ہوا ہے ہفت قلزم سے

ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو ہے
نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے

کبھی پردے ہین غیرون سے جدا ہوتی تو ہم آتی
الگ ہوتی نہین پتلی کی صورت چشم مردم سے

وہان رونق جبین کی اور بڑہتی ہے ہٹانے سے
بنی افشان لگی جو خاک ہاتہو پر تیمم سے

مگر موقوف تہا ہمپر عوض آدم کے گندم کا
ہمیشہ آسیائے چرخ مین پستے ہین گندم سے

یہان بنت العنب ڈرتی ہوئی مستو نہین آتی ہے
چہپی ہے جام مین شیشے مین چہپی خم سے

محیط اشک سے اعضا بدن کے سب پشیمان ہین
کہلے جاتی ہین سارے جوڑ کشتی کی تلاطم سے

نہ میخانے سے اوٹہونگا نہ کم ظرفو نمین بیٹہونگا
فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی مجہو خم سے

تمہارا سنکے گا نا معتقد ہون قول مینا کا
کہ پہلے روح تن مین آئی تہی شوق ترنم سے

سکان اوسکا ہے کیسا مسیحائی کا دعوا ہے
لب بام آپکا باتین کرے چرخ چہارم سے

عبادت خاک تو ای زاہد مغرور کرتا ہے
کہاں یہ خاکساری کا سمجہ حکم تیمم سے

وضو کے بدلے جو وہ پاک دامن کہے ہاتہو کو
ابہی تو ننہچہ مرہم اوسکے خاک تیمم سے

۱۸۹	سہی صحت نہ عاشق چار دن خاک الیسی جبین پر نماز پنجگانہ جب پڑہی ہین نے تیمم سے	۱۳۰

خاک کہائیگی زمین اور ندامت ہوگی
جسم کا ہدیہ سمجہا گور کی دیتے ہوگا

ہجر مین کونسی آرام کی صورت ہوگی
آئیگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن مین جو اوس شوخ سے ٹرجائیگی آنکھ
چشم نرگس مین عوض شرم کے وحشت ہوگی

جو تری پان کی لالی مین ہے شوخی ای بت
شفق شام بدخشان مین یہ رنگت ہوگی

گھر سے باہر نہ قدم رکھوگے کب تک ای شوخ
ہم سمجھتے ہین کہ برحق ہے قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہین
رگ گل مین بھی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم چور نہین مہندی کا
ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیعت ہوگی

اپنی تصویر کو بھی ہمسے چھپایا اوسنے
جو یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہین کب تک یہ رہیگا اندھیر
حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو
گل جنت مین یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث ہمسے ہے زاہد تجھکو
ہوگا دوزخ ترے قبضے مین نہ جنت ہوگی

سامنا آج نہ کر اسے مہ کامل اوسکا
چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

۲۱	بزم مین بیٹھہ کے عاشق کو نہ گھورو اتنا چشم ہے نرگس بیمار نقاہت ہوگی	۱۹۰

کعبہ بھی مکان ہے دل مومن بھی مکان ہے
ڈھونڈھتے ہین اوسے کس جا نہ وہان ہے نہ یہان ہے

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہے
غنچے مین لطافت تو ہے یہ بات کہان ہے

وحشت یہ شب وصل کے بوسون سے مٹی گی
یاقوت لب یار علاج خفقان ہے

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کر دیے ویران
جو خانہ نہین کرتی کبھی یہ وہ کمان ہے

حافظ ہوا بوسون سے ترے مصحف رخ کا
کیا ڈر ہے کہ قرآن مجھے نوک زبان ہے

میخانی مین جب شیشی کے منہ پہ ہے گل سرخ
سمجھا کہ یہی پھول کہ شیشے کا نشان ہے

آئینہ مین رخ دیکہ کے کہتی ہین شب وصل
شبدی کا یہ ہے عکس کہ بوسی کا نشان ہے

مضمون زبانی کی ہین شفاف ہے تقریر
طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہے

ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو گئی جان
کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہے

غیرون سے اشارے نکرو چپ نہ ہونگا
آنکھون مین ہے بینائی مری منہ مین زبان ہے

قاتل نے مجھے دفن کیا اپنی گلی مین
مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہے

بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے
حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہے

وحشت مجھے دم لینے کی فرصت نہین دیتی
رکھتا ہون جہان پانون وہان ریگ روان ہے

گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی
تسبیح ہے تہلیل ہے جو آہ و فغان ہے

اس مرتبہ ہون زار کہ بٹھلا کی بغل مین
کہتے ہین رقیبون سے کہ ڈہونڈو تو کہان ہے

لینے کو جو خاک آئے تو ناراض زمین تھی
اے روح نہ جسم مین غصبی یہ مکان ہے

آہون نے بل ابروے صنم کا نہ نکالا
سینکے سے نہ سیدہی ہوئی وہ سخت کمان ہے

مردون سے بہی زندون مین سوا پاتی ہین غفلت
جس خواب مین آواز ہے وہ خواب گران ہے

گھبراتے ہو کیون دیتے ہو جو بوسہ کا کل
سودا جو مجھے ہے تو تمہین بہی خفقان ہے

یکسان ہے برات اور جنازے کا تجمل
جو شادی کا گھر ہے وہی حسرت کا مکان ہے

۱۹۱	گو چاند کبھی خاک مین چھپتے نہ سنا تھا عاشق دل روشن تن خاکی مین نہان ہے	۲۲

داغ دل دینگے دکھائی دیکھیے
میرے سینے کی صفائی دیکھیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے | یار کس کس کی صفائی دیکھیے

دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش | سینے نالے جبہ سائی دیکھیے

میرے گھٹنے پر تو وہ چلتے نہین | کس طرح پاے حنائی دیکھیے

یار کی انگیا کی چڑیا تک گیا | طائر دل کی رسائی دیکھیے

بہر کے جب غیرون نے پہونکا کان مین | یہ لگائی یہ بجہائی دیکھیے

وصل کی شب ہوگیا اپنا وصال | موت کیا بیوقت آئی دیکھیے

گر پڑے سجدے مین تجکو دیکھکر | زاہدون نے منہ کی کہائی دیکھیے

جام مے قاضی نے بہر بہر کر دیے | کام آئی منہ بہرائی دیکھیے

نبض دیکھی تم نے ہم اچہے ہوے | ہاتہ رکہے سے کل آئی دیکھیے

جب کہا مین نے دہن دکھلائیے | غیب سے آواز آئی دیکھیے

آہ سے آنسو بنے ہین پہلجہڑی | آگ پانی مین لگائی دیکھیے

کیا جلے ہو دل مین میری آہ سے | آپ تک بہی آنچ آئی دیکھیے

خاک ہوکر ہوگئے پامال ہم | بہر گئی ساری خدائی دیکھیے

بوسہ دزد حنا مانگا نہین | آنکہ کیون تمنے چرائی دیکھیے

ٹکٹکی باندہے سے درد چشم ہے | تم نہ آئے آنکہ آئی دیکھیے

پاون مین زنجیر نے گہر کر دیا | کیا کڑی ہمنے اوٹہائی دیکھیے

بندگی مجہسے سوا کرتا ہے کون | ڈہونڈہیے ساری خدائی دیکھیے

ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو | کہتے ہین میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر بین غبار آلود ہے — دیدۂ دل کی صفائی دیکھیے
جاگنے کے وصل مین وعدے تھے کیا — شام ہی سے نیند آئی دیکھیے

۱۹۲ — ہون تو اردلا کہ عاشق شعر ہین — ۱۹
آپ بندش کی صفائی دیکھیے

بات جو منہ سے نکل جاے وہی بات رہے — ترک ہوا سمین محبت کہ ملاقات رہے
دم نکل جاے شب ہجر تو کیا بات رہے — ایک دونون مین رہی ہین ہون یا رات رہے
لگئی پاؤن یہ پہیلا ہے شب فرقت نے — کس قدر ہاتہ مرے صرف مناجات رہے
وصل سے ہجر کے دن رات بدلجائین کہین — دن رہے دنکو وہی شب کو وہی رات رہے
نہ ہو آٹہ پہر کی نہین صحبت منظور — آپ سے ہمسے کبہی کی تو ملاقات رہے
ٹیڑہے ہے کیا ہوتے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکرین — ہمسے یہ طور نہ اے قبلۂ حاجات رہے
غیر کو دید رخ و زلف بہی ممکن ہوئی — میرے گہر آکے کئی دن وہ کئی رات رہے
سوزش داغ و دم سرد و سرشک حسرت — کبہی گرمی کبہی جاڑا کبہی برسات رہے
کسقدر روز و شب ہجر سے تنگ آیا ہون — نہ تو یہ دن رہے دنیا مین نہ یہ رات رہے
جان کو جاے مگر گریہ کے نہ ملیں اونسے — منتون مین ہو وہ تقریر کہ کچھ بات رہے
زاہد و پیر مغان سے رہے جہگڑے باقی — مسجدین وہ نہ رہین وہ نہ خرابات رہے
چشم جادو نے تری شعبدہ بازی کیسی — وہ دکہایا کہ جہان اہل کرامات رہے
منتین سنکے یہ فرماتے ہین وہ غصے سے — عذر تقصیر مین بہی خوف مکافات رہے
شکوہ جور و ستم آسکے زبان پر نہ کبہی — عمر بہر اونسے اگر ہمسے ملاقات رہے

نہ بڑہاؤ تو گہٹاؤ بہی نہ غیرون سی ہمین
نہین منظور ترقی تو مساوات رہی

دل کی شکوی کرین یا چرخ کی یا قسمت کی
کسقدر دہر مین ہم مورد آفات رہی

اب اثر ہی تو فقط چشم و لب دلبر مین
نہ تو شاعر ہین نہ وہ اہل کرامات رہی

بوسہ مانگا تو بہت بی ادبی کی ہمنی
آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہی

١٥	چشم پوشی جو کرین غیر نہین غم عاشق سیر اللہ مگر قاضی حاجات رہی	١٩٣

کربلا مین بہی کہتا ہی جو سرداب مین ہی
گرم کہائی مین نہ یہ لطف نہ سرداب مین ہی

کس سی پوچہین کہ یہ کیا عالم اسباب مین ہی
جو نہین ہی وہ ہی بیدار جو ہی خواب مین ہی

بیکسی پر جو مری رحم فلک نی کہایا
شام سی مردہ مرا چادر مہتاب مین ہی

چشم دلبر کی تصور مین نہین آتی نیند
کاوش نشتر مژگان جو رگ خواب مین ہی

پوری ہو دیتی ہی آنسو نہین ٹپکی اتباک
شور طوفان بلاخیز کا پنجاب مین ہی

نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجہ پر ابی مرگ
دشمنون مین کوئی باقی ہی نہ احباب مین ہی

بند ہو جاتی ہین انتون کی چمک سی آنکہین
چہرہ یار نہان برق کی جلباب مین ہی

یا خدا ایسی گذرتی ہی جو بیتابی مین
بندہ سیماب مین یا ماہی بی آب مین ہی

یار نی خط ہی جو لکہا تو عجب شوخی سی
کونسا عیب نہین جو مری القاب مین ہی

بام تیرا ہی برابر فلک اول کی
ماہتابی مین صفا وہ ہی جو مہتاب مین ہی

کربلا مین جو مری سوتا ہی کس راحت سی
دست و پا حورین دباتی ہین جو سرداب مین ہی

چشم جلاد مین اوترا ہی غضب سی یہ لہو
جو پلک ہی وہ چہری نیچہ قصاب مین ہی

سیکڑون رنگ مری باغ جہان مین بدلی
جو حکایت ہے گلستان کی مری باب مین ہے

مرگئے الفت مژگان مین نہ پوچھا اوسنے
قتل بیدار ہوئے ہم وہ ابہی خواب مین ہے

۱۹۴
قدردانون کو سناتا ہون غزل مین عاشق
شعرخوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے
۱۹

کاہیدہ ہون دعا مین نہوگا اثر کبہی
جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبہی

فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبہی
تو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبہی

صبح شب وصال کہین صبح حشر ہو
اللہ پہر دکہائے نہ ایسی سحر کبہی

تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے
ٹکڑے کیا کلیجے کو چہیدا جگر کبہی

دیکہو جو آنکہ اوٹہاکے کبہی بار ماہ کو
بنجاے یہ ہلال کبہی پہر قمر کبہی

غربت مین داغ اہل وطن دل مین رکہی
آیا کوئی اودہر سے نہ پوچھی خبر کبہی

زیر فلک مقام کرین کیا سمجہ کے ہم
رستے مین رہ نورد بناتے ہین گہر کبہی

کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد
دیکہی نہ ہمنے صورت پیغامبر کبہی

اوترو جو تم نہ بام سے سرکے نہ چاندنی
دیکہو جو آنکہ اوٹہاکے نہ بیٹہی قمر کبہی

آزردگی سے روز کی دل ٹوٹ جائیگا
غصے بہی آپ ہون تو کسی بات پر کبہی

بوسے بہت نہ دیجے تو آزاد کیجیے
تہوڑے وظیفہ پر تو نہوگی بسر کبہی

کچہ خیر ہے بگڑتے ہو کیون بات بات پر
آگے نتہا تمہاری طبیعت مین شر کبہی

مستون نے حکم شہر کے قاضی کا کب سنا
کہینچوا کے دختر رز کو بلایا نہ گہر کبہی

بہٹکا رقیب لاکہ مری چال پر چلے
سیکہے سے آدمی نہوا جانور کبہی

لازم ہے چشم خوب کو پیار ہو نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہین اہل نظر کبھی

کہتا ہون جب علاج کرو اس مریض کا
کہتے ہین وہ کیا نہین یہ درد سر کبھی

شہر عدم ہی کوچۂ دلدار کا ہے نام
آیا جواب خط نہ پھرا نامہ بر کبھی

اپنے کمال کا بہت اظہار نقص ہے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

۱۹۵

عاشق جو دوستون کی طبیعت مین ہے فنا
دنیا مین ایک دن بھی نہو گی بسر کبھی

۲۱

ہمارے رزق کی ہے فرد قسمت مین رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہین شکم خالی

نہین ہے سرکشی کسکی بلند و پست عالم مین
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

نہ اب وہ زلف مین بو ہے نہ وہ آنکھون مین وحشت ہے
ختن ہے مشک سے خالی غزالون سے حرم خالی

کسیکو وصف اُس مہ رو مین کب یاد کرتا ہون
نہین لیتا کبھی بے جام کے مین نام جم خالی

محبت نقش جس دل پر نہین وہ قلب کھوٹا ہے
کبھی رائج نہین دنیا مین سکے سے درم خالی

جلانے مین ہمارے ایکدن آنچ آئیگی تجھ تک
نہین جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گو گھبیا دست نازک مین
تمہارے پانون پھر جاتے ہین چلکر دو قدم خالی

نہو جسمین صنم گھر مین خانہ پھرا وس گھر سے کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہے جو کرین طوف حرم خالی

وہین کی پاس خط دیکھا جو اوسکی پھول سے رخ پر
ہوا ثابت کہ کانٹون سے نہین راہ عدم خالی

نوشتے تک سے ہے پیدا ترا گانا ہے یا سم ہے
بہت قالب ہین بے روح سے اے زہرہ نغم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا مین
پھرے سائل ترے در سے جو اے باب کرم خالی

فلک سے وصل کی شب کا عوض لینگے جو جیتے ہین
سو ذن پر فقط غصہ نہین کرنیکے ہم خالی

تمہارے لعل لب مے وہ ہین کہ مردون کو جلاتی ہین
مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو تم خالی

کسی گھر مین نہ کیفیت اوٹھی مجہ رند مشرب کو
خدا سے دیر خالی تھا بتون سے تھا حرم خالی

گئی فصل بہار اے محتسب لکھنا نہ مستون مین
تسلی کو لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان انکی فقط باقی ہین جنکو ظرف عالی تھے
ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسری جام جم خالی

سمجھے بیت الحزن ہے کم نہین کچھ کعبہ اے زاہد
بھرا آتا ہے کیا دل دیکھکر جائے صنم خالی

خزانون سے صدا اے ہمسکو آتی ہے یہ پر دم
سخی کی ہاتھ آکر ایکدن ہوجائین ہم خالی

لگاتی ہین وہ ٹہوکر پاتہ ہم پیچھے نہین ہٹتے
کبھی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

سحر مین سیر کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہے
گہن مین آکے ہوجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

۲۰	خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم ہین اے عاشق ندیدم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی	۱۹۶

لڑائی وصل مین سنکے پیارے پری ہوجائے
ہمارے آپسکے یہ جنگ نہ زرگری ہوجائے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہوجائے
شب فراق بلا سے بھی پری ہوجائے

زمین پر اشک گریہ سے عرش تک تری ہوجائے
ہمارے رونے سے کشت فلک ہری ہوجائے

جلائے مردون کو ملتا ہے جسکو بوسۂ لب
ثنائے چشم کرے جو وہ ساحری ہوجائے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے مجھسے صہبا کو
خود اوڑکے آئی اگر دخت رزپری ہوجائے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسی کا
عجب ہے چشم فسون گر نہ ساحری ہوجائے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین
ہر اک نہال مین شکل صنوبری ہوجائے

حجاب یہ ہے جو اونکی کو بھی ہوا لگ جائے
اوس آفتاب کی پنجہ مین تھرتھری ہوجائے

دغا نہ کھاؤن کسی شکل زال دنیا کی
نہ دیکھون آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہوجاے

بغل مین غیر سے بڑھ کر نہ گفتگو کرنا
کہین نہ آپ کے میری برابری ہوجاے

وہ لب ہے جس سے مسیحا بھی معجزہ سیکھے
وہ خط ہے جس سے خضر کی بھی رہبری ہوجاے

کرون نہ پیروی دیو نفس سرکش مین
نہ منہ لگاؤن جو بنت العنب پری ہوجاے

لگا کے تیر نگہ سرکشی نکر ظالم
جو تیر آہ نہ روکون تو ہمسری ہوجاے

نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور
کہ خاکساری مین شیخی نہ کرکری ہوجاے

دماغ عرش سے اونچا ہے فقر مین زاہد
نہ کبھی پاؤن زمین پر جو سروری ہوجاے

نگاہ لطف سے دریاے غم مین بچنا ہو
جو پتلی آنکھ کی سد سکندری ہوجاے

جو حکم قتل سنا دے تو میرے مذہب مین
رسول پر ترے ختم پیمبری ہوجاے

پہن کے نور کی پوشاک گریبان کیجے
ذلیل جو سے پیاری خجل پری ہوجاے

جنون مین جامۂ عریان تنی پسند آیا
یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہوجاے

١٩٧	جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملے تمھارے در کی فقیری تونگری ہوجاے	١٧

دیکھ لین آنکھون سے یار زلف لہراتی ہوے
ڈر کیا لگتی ہے دیوانون کو لہراتی ہوے

اب سیہ بختون کے سر پر سے بلا ٹلتی نہین
زلف کی صورت چلے آتے ہین بل کھاتی ہوے

جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل
رات بھر مین پھول یون دیکھے نہ کمھلاتے ہوے

کیا نظر قاتل کی چشم سرمہ گین سے لڑ سکے
سیکڑون آنکھون کا دیکھا نیل ڈھل جاتی ہوے

موت سے بدتر سمجھتا ہون مین جھوٹی بات کو
زہر کھاؤن خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوے

تجھسے لڑجائی تو وہ تیزی نظر پیدا کرے
کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوے

ناوک ان قصرِ تن کیونکر نہ آنکھون کو کہون
دیکھا سیل اشک مین ٹیلون کو بہجاتی ہوے

جنکو استقلال ہی پاتی ہین روزن عیب سے
پہرتی ہین بے صبر در در ٹہوکرین کہاتی ہوے

گر گری کیونکر نہو تلوار اونکی کر گئی
ٹہریان دیکہین یہی تو ہمکو کہا جاتی ہوے

راہ مین درگاہ کی بیٹھونگا مین ہوکر فقیر
دیکہ لونگا آپ کو آتے ہوی جاتے ہوے

رنگ و بوی جسم سی ہار ونکی رونق بڑہ گئی
تیری بستر پر ندیکہے پہول کمہلاتی ہوے

اونسے جب مستی لگائی آس میری بڑہ گئی
تیرہ بختون کا بہی دیکہا رنگ چہجاتی ہوے

خون کیون لٹتی ہین سر سر آہ کی رخصت ہو دین
ایک دم مین دیکہ لین سب دم نکلجاتی ہوے

اسقدر ہون گرم رو مین وحشی آتش قدم
دامن صحرا کو بہی دیکہا بہڑک جاتی ہوے

پیچ اس مو میان پر اور دونی پڑ گئے
دونون گیسو تا کمر پہونچے جو بل کہاتی ہوے

سخت جانون کر اگر یہ سر چڑہیگی اے صنم
تیغ کے منہ کو وہ کہا دینگے بگڑ جاتی ہوے

۱۹	انتہا کے جلد اے عاشق گئے روز شباب دیر لگتی ہے شب وصلت کو بہی جاتی ہوے	۱۸

جانتا ہون پیچ ہے بیا الفت گیسو مین ہے
بل یہ ہے دشمن بلا کا دل مری پہلو مین ہے

ضعف سے اوڑنی لگا ہون پر نظر آتا نہین
قوت پرواز عنقا آج کل بازو مین ہے

کاوش خار مژہ کی اب توجہ چاہیے
دل کہان ہے جا ہے دل آک آبلہ پہلو مین ہے

نعمت دنیا ملی جب سر جہکا یا فکر مین
بہر کشکول گدا اکا کاسہ زانو مین ہے

دم نکلتا ہے نہو سکتا ہے ترک عشق یار
جان پر ہے اختیار اپنا نہ دل قابو مین ہے

مری آنکھین ہوئین روشن لیا قاصد سے جب خط کو / لئے تصدیق مین نے معجزہ مانگا پیمبر سے

گلوے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہے اے قاتل / وہ پیاسا ہون کہ باہر کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگ دل کا میرے مرنے پر / جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر بہے آتے ہین آنسو چشم جوہر مین / مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامہ دلدار کو سمجھا ہون مین قدسی / پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھاؤ فرقت مژگان مین تڑپتا ہون / بہت دل پک گیا ہے چھیڑ دو تم آ کے نشتر سے

ستم سے کھینچتی ہے بال یہ مشاطہ کنگھی مین / تری ہاتہون کہین نکلی نہ بو زلف معنبر سے

ابھی باقی ہے تھوڑی سی وصل کی شب تو پیچھے ہو / قیامت ہے جگاتی ہو موذن کو جو ٹھوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی / تکلف کیا ہوے زر پوش اگر مرغ منور سے

دل آئینہ ہے پر خط مین دہن اوسکا نہین پاتا / چھپایا ہے خضر نے چشمہ حیوان سکندر سے

ہمارے خانہ تاریک سے خورشید ڈرتا ہے / چمک جاتی ہے اگر دہوپ دیوار کی باہر سے

تمہاری کان کی موتی سے خط کا اور عالم ہے / کیا سیراب اس سبزے کو شاید آب گوہر سے

تمہاری جھانکنے سے چشم نابینا مین نور آیا / چمک ہے دیدہ روزن مین افزون چشم اختر سے

دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا / ہلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہے پتھر سے

جلاتی ہے سیہ خانہ مرا جب دھوپ آتی ہے / نہین کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر بھی جلتا ہے داغ دل بھی جلتا ہے / ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

۲۰۲

فدا کیونکر نہون مین لاکہ دل سے اوس پری عاشق / کیا لاکھون کا جسنے سامنا جا کر بہتر سے

۱۷

ڈر کر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی
ساری شب فراق گھڑی بھر مین کٹ گئی

دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو
ایسے بھی ہین کہ عمر مصیبت مین کٹ گئی

کھٹکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا
بوے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی

اتبک مزاج مین وہ لڑکپن کی بات ہے
نام خدا جوان ہوے پر نہ ہٹ گئی

کیا بوندیون نے باغ مین جوبن بڑھا دیا
پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی

محنت کسیکی یون نہ فلک رایگان کرے
جتنی بڑھائی ہمنے ملاقات گھٹ گئی ۱۵

دشت جنون مین تیز چلے ہم جو دو قدم
طاقت ذرا جو ساتھ تھی رستے سو کٹ گئی

کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھے یار نے
مین آپ مرگیا جو وہ کرتی سمٹ گئی

کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے
دیکھا ہے ہمنے خاک کو آنکھون مین اٹ گئی

پتھر بنا ہو گا جو یہ الکسی رہی
کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چپٹ گئی

خط کا جواب ہمکو نہ پونہچا یہ عینہ پڑا
وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چپٹ گئی ۲۰

انکار وصل کرکے جلایا ہے آپ نے
شعلے کی تھی زبان کہ دم مین پلٹ گئی

مجھسا بھی تیرہ روز نہو گا جہان مین
سائے سے میری دھوپ کئی کوس ہٹ گئی

مجھ ناتوان کی مردمی کو بچائیے دیکھکر
پلٹی نگاہ یار تو ہیبت گھٹ گئی

پہنچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے
زنجیر زلف زنگ مین آخر کو پھٹ گئی

بالون کو پیچ دے کے جلایا ہمارا دل
گیسو کے ساتھ اپنے ہوس کی بھی لٹ گئی

۲۰۳	عاشق ہوے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی	۲۰

جو گرم ہو کے کہو تم شراب اوڑ جاۓ
ابہی تو بنکے پری آفتاب اوڑ جاۓ

وہ روز اس پہ لگاتی ہین آسمانی تیر
نشانۂ سپر آفتاب اوڑ جاۓ

جفا کشون کو ہی سامان عیش سی ایذا
ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جاۓ

اسی خیال سے نالی نہ آۓ ہونٹون تک
کہین نہ قبر کے سوتونکا خواب اوڑ جاۓ

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین
ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جاۓ

تمہین جو دیکہ لین اصحاب کہف رویا مین
کبہی نہ آنکہ بہی جہپکی یہ خواب اوڑ جاۓ

یہ وحشیون سی ترقی ہی میری وحشت کو
کبہی جو خواب بہی دیکہون تو خواب اوڑ جاۓ

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے
سفید رنگ بہی ای ماہتاب اوڑ جاۓ

دہن وہ چشمۂ حیوان ہی منہ لگاتی ہی
تمہارے ہاتہ سے مرغ کباب اوڑ جاۓ

چہپو تو سوز جگر سے حجاب کو پہونکون
وہ کہینچون آہ کہ رخ سی نقاب اوڑ جاۓ

بہری جو ہم نے گلابی بہت وہ دل مین کہٹے
لگایا ہاتہ کہ جام شراب اوڑ جاۓ

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جاۓ
سواد کاکل پر پیچ و تاب اوڑ جاۓ

نہ منہ سوال سے پہیرو تو اتنی پوچہون
کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جاۓ

دکہاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت ہو
ابہی تو طائر رنگ خباب اوڑ جاۓ

جہان دکہا کے جو غیرونکو جام دی ساقی
مری ہو اس کی صورت شراب اوڑ جاۓ

غبار دل جو نکالون ہواۓ آہ کی ساتہ
صفاۓ آئینۂ آفتاب اوڑ جاۓ

نہ دیجیے [illegible] انکے بوسے غیرون کو
کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جاۓ

[illegible] سے دل شکستہ کوئی
ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جاۓ

سیاہ ایسی ہو جا کر زحل ہو گردون پہ		ہوا سے جو مری فرد حساب اوڑ جائے
۲۰۴	غبار عاشق صادق کو دو جگہ دریہ کہین یہ خاک نہ اسے بوتراب اوڑ جائے	۲۱

سخت جانی سے مری طعن نہ کیونکر توڑے ‌ جب گلا کاٹنے بیٹھین تہاک کے وہ خنجر توڑے

کبھی اٹھکھیلی سے چلتے ہین پہن کر توڑے ‌ اونکی پاپوش سے دم عاشق مضطر توڑے

ایک ہفتے جو وفا وصل کا وعدہ نکیا ‌ ای قمر ساتون فلک آنکے مجہ پر توڑے

مارا منہ پہ مرے قاصد کی بتون نے خط کو ‌ یہ وہ پتھر ہے کہ دندان ہمیر توڑے

صدمہ سنگ حوادث سے نہین ڈرتا ہین ‌ ای جنون سیکڑون اس سر سے ہین پتہر توڑے

محتسب ایک ہی شیشے کو اگر پہنچی شکست ‌ لاکہ میخوارون کے دل تونے برابر توڑے

باغ عالم مین نہو گا کوئی ایسا ناکام ‌ تارے توڑے جو کبھی مین نے گل تر توڑے

نبدگی خاک ہے جب غیر کو ایذا پہنچے ‌ مین نے تیتے نہ پیے سجدہ کو داور توڑے

جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا ‌ اسطرح آس کسیکی نہ مقدر توڑے

پانون مین حلقہ گیسوی رسا اوجہے ہین ‌ بن گئے سلسلہ زلف معنبر توڑے

بیٹہنین لڑ نہ سکین تیری صف مژگان سے ‌ توڑی ہاتہون کی اوڑہی گل بیہ اکثر توڑے

فائدہ دست جنون نے جو سلاسل توڑی ‌ روح زندان خراب تن لاغر توڑے

کہو لئے آپین جو وہ نشتر مژگان سے فصد ‌ سب نکل آئین رگین جسم سے لیکن توڑے

وہ کشش کرتا ہے جتنی مین کہنچا جاتا ہون ‌ کسطرح رشتہ الفت کو ستمگر توڑے

ساقیا تیرے تغافل نے جو مارا اونکو ‌ شاقے رندون نے یونہی لیکے توڑے

اہل محفل ہین تباہ سبھی ترے مالا مال
توڑے بخشے جو لیو رقص مین دلبر توڑے

مجکو ایذا ہی جو بلبل تجھے صدمہ پونہچے
میر اصیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
قیمتین سیکڑون کعبے تونے دل اکثر توڑے

ای فلک زہر دیا عشق خط دلبر مین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہی جو برادر سے برادر توڑے

۲۶	لوگ سمجہائین بہانا ہی جو عاشق مرجاے چہوڑ بیٹہ جائین اگر دم دم آخر توڑے	۲۰۵

اوٹہ گئے عیش و طرب ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سے

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہ تہا
اب کہلی جوہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین دربدر پہرتی ہین پریان ترے
آئے زندان مین جو نکلے خانہ صیاد سے

لاؤن گا کف مین ہی پیسے کی جو مرقد پیش مجھے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گوش گردون کر دیے یا رسنگ دل بے رحم ہی
ای دل ناشاد کچہ حاصل نہین فریاد سے

چشم جوہر سے لہو رویا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین طاہر ہین گو نسبت نہین
خلد مین حورون کو وصلت ہو گی آدم زاد سے

ہاتہ اوٹہایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
مانگ لونگا تیغ دم بہر کے لیے جلاد سے

جوش سودا ہی خزان مین فصل بہری لی گئی
چہو گیا ہی پہول دم مین نشتر فصاد سے

حسن صورت کیا دیا خالق نے مشت خاک کو
قاف مین چہپتی ہین پریان شکل آدم زاد سے

کیون مکان ہیر مین آتی ہین نہ ہون کی طرح
پردے آنکہون پر پڑے ہین نشہ ایجاد سے

ہوں وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
باغباں سے ہے گلہ مجکو نہ کچھ صیاد سے

جلوہ سینے میں مری داغ غم دشمن کا ہے
گھر کیا روشن چراغ خانہ جلاد سے

کوئی سنتا ہی نہیں حال دل پر درد و غم
بے اثر ہے کسقدر فریاد بے فریاد سے

وشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
اسقدر کی مشق بہتر ہو گئے استاد سے

ہمصفیر و قید کے دن بھی بسر ہو جاینگے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبھی صیاد سے

نذر یہ کرتا ہوں جب کہتا ہوں نہیں صوم و صال
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے

چھاتیوں کو جب چھوا وہ سخت کہ بیٹھے مجھے
دیجئے تشبیہ انکو بیضۂ فولاد سے

فصل گل کبکی گئی سودا کسیکا کم نہیں
روز غل اوٹھتے ہیں اتبک خانۂ حداد سے

کوئی مرقد پہ نہ لایا پھول بھی مرنے کے بعد
کیا ملا اسیر بہار گلشن ایجاد سے

کیوں تصور میں ذقن کے نہ آنکھوں کو کیا
گر پڑے ہے چاہ زنخداں میں نئی افتاد سے

کھینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
کاروان صبر پہ بجلی گری فریاد سے

وصل میں ساماں شادی کا منغص کر دیا
اسقدر گھبرا سے تم شور مبارکباد سے

سست شعروں کو بھی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دشمنی کرتا نہیں کوئی بری اولاد سے

دختر رز کی شکل زاہد نے کبھی دیکھی نہیں
پوچھتے ہیں لوگ کیا اس کو ریا در زاد سے

۲۰۶	صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہیں فیض پہنچا تمکو بھی عاشق کسی استاد سے	۲۰

جو چیز ہے اونکی وہ بلا کی سی بری ہے دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے	۷	کاکل ہے بلا پر مری آنکھوں میں پری ہے معلوم ہوا خضر نہیں سبز پری ہے

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجہ جائے
بلواؤ مجہے گہر مین نہین پردہ دری ہی

اندہیر کیا ہی یہ تپ ہجر صنم نے
عیسی کو بہی دیکہا تو چراغ سحری ہی

جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نکرونگا
اپنے سے بہی بڑہ کر مجہے درد جگری ہی

کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تونے گریبان
ای حور تقاضائے لباس بشری ہی

اعجاز ہے نخل قد دلبر کا تماشا
چشمون کو بہی دعوائے عقیق شجری ہی

گو دفتر عالم سے مٹایا مجہے تونے
کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہی

وہ زور ہے نالون کا نہ وہ جوش ہی رونا
اب دل مین نہ طاقت ہی نہ آنکہون مین تری ہی

خالی نہین قاتل کا ہی قبضے پہ اگر ہاتہ
بازو بہی ہی تیار کلائی بہی بہری ہی

سب سے ہے جدا پر صفتین جمع ہین سبکی
انسان ہی حورا ہی فرشتہ ہے پری ہی

ہے ذرے پہ الطاف کبہی مہر قمر پہ
خورشید مین بہی عیب پریشان نظری ہی

روزن کیے کس طرح مری دل مین نظر نے
ہی تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہی

بنت العنب آتی نہین دامون مین ہمارے
شیشے سے نکلتی نہین کیا پیٹ بہری ہی

دو وخط عارض سے کہلا حال ذقن کا
اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بہری ہی

چشمک نکر ای چشم بت آہوی حرم سے
تجہسے بہی فزون تر تری وحشی کو جری ہی

پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہی
گو صبح ہوئی نیند پہ آنکہون مین بہری ہی

کیا بیخودی عشق ہے سمجہی نہ زلیخا
دامن کے پکڑنے مین بڑی پردہ دری ہی

زربفت کے ٹکڑے رہ غالق مین دیئے ہین
غیرون کی کمر مین مرا زاد سفری ہی

کیا عالم ایجاد مین عاشق ہے دورنگی

۱۳	ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے	۲۰۷

زلفون پر ابہی طبع ہے مائل نہ رہیگی
دو ہون کی کشاکش ہے یہ مشکل نہ رہیگی

ایسا جو نقاہت سے گہٹے گا بدن اُسکا
خود پانون مین مجنون کی سلاسل نہ رہیگی

سمجہتا ہو گر غصے مین گلا کاٹ کے میرا
اسوقت جو دل مین ہے یہ قاتل نہ رہیگی

مین قبر مین قبلی کی طرف منہ نکرون گا
جب تک تری تصویر مقابل نہ رہیگی

اے موت شب ہجر مین روپوش نہونا
صورت مری دکہلانے کے قابل نہ رہیگی

غیرون کو حفاظت کے لیے ساتہ نہ لانا
کیا وصل مین تلوار حمائل نہ رہیگی

اے ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے
سیارون کو آسایش منزل نہ رہیگی

آئینے مین اپنے لب جان بخش نہ دیکہو
آنکہون مین بہی تاثیر ہلاہل نہ رہیگی

سنتا ہون کہ پہولون مین مرے آئیگا وہ گل
مرجانے سے شرمندگی دل نہ رہیگی

مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹین گے
اس رنگ سے آرایش محفل نہ رہیگی

وحشت مری ہو جائیگی کم طول مرض سے
دق ہوگی تو یہ قید سلاسل نہ رہیگی

شہرون مین گئے قبر مین بہی جائینگے اک روز
جب آئے تو باقی کوئی منزل نہ رہیگی

۲۰	گہر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پوچہے کیا ضعف مین عاشق کشش دل نہ رہیگی	۲۰۸

جو نظر ہے اسطرف خونریز ہے
کیا چہری مجہپر تمہاری تیز ہے

بیٹہنے دے گی نہ صحرا کی زمین
جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے

صورت شمشیر چلتی ہے زبان
جو ہے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے ملش کٹتی ہے کسکی زندگی
اس فرس کو حاجت مہمیز ہے

چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو
آپ کی تلوار کیا خونریز ہے

آنکھیں بچھتی ہیں جدہر جاتے ہیں وہ
کوے دلبر جاے مردم خیز ہے

قیس کے قدموں سے چھٹنا کاہے کم
نالۂ زنجیر دردآمیز ہے

نشۂ الفت کو آنسو ہیں ضرور
تیز جو مے ہو وہ آب آمیز ہے

سر کی صورت پاؤں بھی تھمتے نہیں
گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے

ایڑیوں سے بڑھ گئی زلف دراز
خاک کوے یار عنبر بیز ہے

باغ میں وسواس سے جاتی نہیں
نرگس بیمار سے پرہیز ہے

آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر
دانت اس ارّے کا بہت تیز ہے

یاد لب سے ہو گئے لاکھوں ہلاک
جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے

تیرا دم بھرتا ہے دام زلف میں
طائر دل مرغ شب آویز ہے

چھوتے ہی بل کھا گئے زلفوں کے بال
شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے

عاشقوں کو کھائے جاتی ہے نگاہ
مردم بیمار بد پرہیز ہے

کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہیں
ہجر کی شب روز رستاخیز ہے

کیوں نہ چھلکے دست پیر چرخ میں
ساغر مہ نور سے لبریز ہے

ایک دن سونا نہیں ہمکو ملا
سنتے تھے ملک جنوں زرریز ہے

۲۰۹	شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل آفتاب خطۂ تبریز ہے	۲۷

کہین ہم کہول کر کمر بیٹھے
بات مشکل تہی اینٹو کر بیٹھے

دخت رز تھی جدہر اودہر بیٹھے
کیا جگہ ہم بہی تاک کر بیٹھے

بیٹھیے عرش پر تو بہتا ہے
آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر
رزق اللہ دے گا گہر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے
اس طرف بیٹھے یا اودہر بیٹھے

آپ کے دور مین ہوا اندہیر
کوٹھے پر چڑہے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھے نہ ہم بہی محفل مین
وہ اودہر بیٹھے ہم اودہر بیٹھے

نہ وبالا کیا زمانے کو
گہر مین بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑہ جاؤن گا مین کوٹھے پر
زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھانہ تیر کہانے مین
چہوڑ کر دل ادہر اودہر بیٹھے

مثل آئینہ صاف رکہ دل کو
صورتین لاکہ دیکہ گہر بیٹھے

دربدر ہین خراب اہل ہنر
بے ہنر لوٹتے ہین گہر بیٹھے

زندگی مین تو خاک قدر نہ کی
آکے اب میری قبر پر بیٹھے

ماہ کامل کہین گے جب اوسکو
شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
آنکھون پر پٹی باندھکر بیٹھے

شجر قد یار جوبنکے کہاے
ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن مین بار نہین
چہوڑ کر سایۂ شجر بیٹھے

پہرتے تہے پہرتے ہمارا دل بیٹھا
جس طرح چرخ کہا کے زر بیٹھے

سخن من بجا سے من باشد — آپ پدر کی جگہ لپسر بیٹھے

زلف سکے پیچ سے نہین آگاہ — بل کی سے لیتے ہین آپ گہر بیٹھے

ڈورا تلوار کا دکہاتے ہین — رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے

سلطنت مین جو آیا مرگ کا دہیان — خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے

لوگ سمجھے چہ فتن کا توا — آپ جب ٹہیک کر سپر بیٹھے

کیون اوٹہاتے ہو مجکو محفل سے — کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے

مرگئے یاد زلف مین آخر — نیند آئی جو رات بھر بیٹھے

اسے پری کہ نہ عاشق ابرو — اوڑتے اوڑتے نہ طاق پر بیٹھے

۲۱۰

فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق
آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے

۱۷

کستے چمکایا انہین مدح وثنا کرنے کی — داغت ہیر مے تہی حقیقت مین جلا کرنے کی

کون روپوش رہا جان فدا کرنے کی — تم ہی منصف ہو کہ میری سی بہلا کرنے کی

دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی — ک و تعذیر ملی یار خطا کرنے کی

قول ہے اقرار وہ اسکلے نہ ہے یاد تمہین — داغ فرقت کا دیا ملکے وفا کرنے کی

ہے ہر اک ہیچ ناچار کا اللہ حکیم — آپ اچھے ہوے بیمار دوا کرنے کی

بات کہتا تہا کہ مرجاونگا اک دن تم پہ — تمنے آہین جو کہی یار دعا کرنے کی

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تری تنگ ہون — ہنس کہ کہتا ہے کہ تجہ سے یہ جفا کرنے کی

خاک سے کشتۂ الفت کی ہوئی سرخ قدم — اسقدر پیروی رنگ حنا کرنے کی

تو جو دشمن ہے تو ہے سارا زمانہ دشمن
بعد میرے وہ رقیبوں سے یہ فرماتے ہین
دیکھکر روے صنم کیا فقرا کیا زاہد
سوت شاہد ہے بہت راہ تمہاری دیکھی
کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی
ایک دن پیچ نہ زلفون کا ہمین راس آیا
نہ کھلا آئنۂ رخ کی صفا کا احوال
شل رخسار کہا ہے مہ کامل تجکو

درد جسدن سے دیا تو نے دوا کرنے کی
منہ سے سب کہتے رہے جان فدا کرنے کی
خود فراموش ہے یاد خدا کرنے کی
تم جو کہتے ہو زعادی یہ دغا کرنے کی
حال محشر مین کھلیگا کہ ریا کرنے کی
خود پریشان تجھے نازل یہ بلا کرنے کی
برسون حیران رہا مین کہ جلا کرنے کی
ٹبرہ سے کے تعریف تری میر سوا کرنے کی

۲۱۱

عمر گذری ہمتو داد دیکھ کے اوسکی عاشق
اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی

۲۴

کیا پیچ کے کوئی چشم فسون گر سے نکلجا ہے
حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کہاؤ
فرماتی ہین قاصد کو مرے کرکے مقید
اغلب ہے اشارے سے بلا کر جو چلے جاؤ
یارب کہین رونے مین مری عمر ہو آخر
وہ چوٹ لگی جا سہ تن سیکڑون ہیٹ جا ہین
اندہیر دکہاتی ہوئی آتی ہے شب ہجر
اوٹہ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پڑے گی

وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجا ہے
آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گہر سے نکلجا ہے
چھوڑے جو تجھے دین پیمبر سے نکلجا ہے
تمثال بھی آئینے کے اندر سے نکلجا ہے
تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلجا ہے
دامن جو ترا رقص مین ٹھوکر سے نکلجا ہے
اغلب ہے ضیا دیدۂ اختر سے نکلجا ہے
جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجا ہے

ای شوق نہ محتاج کران نامہ برون کا — لازم ہی کہ خط اوڑ کے کبوتر سی نکلجا ہی
گہٹتا ہی مرا خون جو بڑہتی ہی نزاکت — قوت نہ کہین دست ستمگر سے نکلجا ہی
ہون مہ بجو دا ہی جان نزاکت سی تمہاری — ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجا ہی
پڑتی ہین نسیمین تو بہی ہوا آنکہونکو چکا چوندہ — تجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجا ہی
بیٹہون جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر — آنسو کی طرح دیدۂ جوہر سے نکلجا ہی
بیٹہو جو مری قبر پر اے آئینہ سیما — نالہ دہن گور سکندر سے نکلجا ہی
سر کاٹو تو پہر آئین نہ کوچے مین تمہارے — یہ پانوٗن بہی ہر روز کی جکر سے نکلجا ہی
تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سی دوڑون — دو چار قدم روح بہی پیکر سے نکلجا ہی
اوٹہو او نہ تم سامنے سے حیرتیون کو — آئینہ کہان بزم سکندر سے نکلجا ہی
ساقی کی ملاقات معطل ہے جہڑی ہین — اللہ کرے آئے گہٹا برسے نکلجا ہی
کام آئے زمانے مین اگر طوق غلامی — قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجا ہی
سودا گل رخسار حسینان کا ہوا ہے — بلبل کی نہ فریاد کہین گہر سے نکلجا ہی
سینے مین مرے عشق رہی سیم تنونکا — آئی ہوئی دولت نہ کہین گہر سے نکلجا ہی
نازک ہی کلائی اونہین پہناؤ نہ کنگن — کپڑے کی طرح پوست نہ زیور سی نکلجا ہی
یہ ضد ہی کہ بیعت نہ فقیرون سی ہو منظور — دولت بہی اگر دست تونگر سے نکلجا ہی

۲۱۲	عاشق گل رخسار صنم کا ہو نظارا جب سلسلۂ زلف معنبر سے نکلجا ہی	۲۰

ایکسا ہے جب اندہیرا گہر ہے — سوے مرقد مین کہ گہر مین مر رہے

بوسۂ لب کے مزے دم بھر رہے ۔ ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

ہجر مین مے بھی ہلاہل ہوگئی ۔ کس قدر شیشے تجھے مجھسے بھر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے ۔ ہم رہین شیشہ رہے ساغر رہے

عہد کاٹی مدح تیغ یار مین ۔ عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر سر اگریبان گیر ہو ۔ دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت مین رہا شیشے کی چور ۔ ہونٹ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جھاڑو دے کوئی ۔ آئینہ تا گور اسکندر رہے

دشت مین غیرون نے مٹی دی ہمین ۔ آشنا اپنے کہان سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا ۔ طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت مین چمک کر بجھ گئے ۔ ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بھر دیا ۔ کس قدر اس گنج مین نشتر رہے

صاف باطن کے نہین کھلتے ہنر ۔ آنکھ مین جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی ۔ چشم بد دور آپ بالاتر رہے

آنکھ تیری پھرتے ہی محفل نہ تھی ۔ صبح تک اوٹھتے ہوئے ساغر رہے

سینہ میرا چیرئیے نشتر کاٹیے ۔ پھر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا نہین ۔ حشر مین بھی خوب دامن تر رہے

جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی ۔ شل آنکھون کے مجھے ساغر رہے

مال سے یہ پانون کا کرتا ہے کام ۔ ہاتھ وہ چلتا ہے جسمین زر رہے

۲۴	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبد افلاک کیون سب بے در ہے	۲۳

قرب ہے جذب عشق کامل سے / پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے

وہ بھی میری طرف ہین مائل سے / کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے

جان دیتے ہین اسے پری پیکر / پیار کرتے ہین آپ کو دل سے

اوس پری کو اوتار کر دیکھے / شیشہ چھٹ جای دست عامل سے

دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار / آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے

زلف ہے سحرِ چشم سے خاموش / نالہ رکتا نہین سلاسل سے

مجکو لیجا نہ باغ مین اے گل / بحث پڑ جاے گی عنادل سے

دختر رز کی جھانک تاک رہی / ہمنے توبہ کبھی نہ کی دل سے

بوسہ لیکر بھی کچھ بھلا نہوا / تمنے کیسا دیا بُرے دل سے

فرق کیجے فدائیون مین ذرا / کون ہے منہ سے کون ہے دل سے

دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ / راہ زن بھی ہے ساتھ منزل سے

او ترے کشتی سے جب وہ بحر صفا / موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے

نقطۂ انتخاب خالق ہے / رونقِ روے یار ہے تل سے

نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا / خار اولجھا ہے دامن دل سے

اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون / عرش ہلجاے نالۂ دل سے

بند بند اونکے ہین جدا تہ خاک / عقدے کہلتے تھے جن انامل سے

مانگا بوسہ کسی نے مجکو ملا — بخت چونکے صداے سائل سے

تمنے موقوف کی جو آمد و شد — آتی جاتی ہے سانس مشکل سے

بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا — یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے

قبر سے اوٹھے یاد رخ لے کر — ہے یہ قرآن ساتھ منزل سے

کہتے ہین ہمکو چوسہ کامل — چاہتے ہین وہ اوپری دل سے

آج ساقی نے مجکو یاد کیا — پانی اوترا گلے مین مشکل سے

ناتوانی پر اپنی روتا ہون — ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

۲۱۴

عشق پیری مین بت کا اے عاشق
توبہ کیجے خیال باطل سے

۳۳

حاسو زیادہ یار کی انگیا پسند ہے — چڑیا کے بدلے طائر دل اہمین بند ہے

حیران ہون سلاح اونہین کیون پسند ہے — چار آنکھ سے صاف کہین چار بند ہے

سوزون کیے ہین وصف سراپای یار کے — مین نے غزل کہی ہے کہ ترکیب بند ہے

خوف نظر نہین تجھے اے شمع انجمن — دیکھا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہے

کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہونچیے — خوف شب فراق سے آواز بند ہے

میرے قدم سے نجد بلا خیز ہوگیا — مجنون سے کوئی کہدے ادہر راہ بند ہے

چرچا نہین شراب کا ماہ صیام مین — شیشے کی اس سینے مین آواز بند ہے

ہے سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی — منقل ہے آنکھ اشک کا دانہ سپند ہے

اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم — فاقے سے آج بیٹھے ہین دروازہ بند ہے

احوال کھل گیا ورق کائنات کا
دیکھا تھا ایک روز کہین اوسکو خواب مین
حورون سی کہ رہا ہون ثنائے مکان یار
فریاد قید زلف مین کرتے ہین بیگناہ
کیا بوسہ ہای لب کی حلاوت بیان کرون
مجروح کی خوشی سے ہی قاتل کو انفعال
تار نظر پونہچ نہ سکا بام یار تک
مرکر ہو ترک عشق صنم کس امید پر
فریاد دل کی سنکر یہ بولا وہ بحر حسن
کرتا ہی یار اس سے اشارون مین گفتگو
تسبیح مجھسے دیتے ہین فرہاد و قیس کو
مضمون اسمین زلف شکن در شکن کا ہین
غم گوشت کھا گیا ہی فقط استخوان ہین
رنگت کی آب و تاب مین خوشبو عجیب ہے
ہرگز ہنسون نہ جانکے کاکل کی پیچ مین
خط سور کی طرح لب شیرین کی گرد ہے
پانی کے بہی سوال مین جاتی ہی آبرو
دل کھنچ گئے ہین سیکڑون کرتی کی جال مین

یہ دفتر عمل کا مری ایک بند ہے
محشر بہی ہو گیا ہے مگر آنکہ بند ہے
سیر تصور کیا ہے طبیعت بلند ہے
اندھیر جسقدر رہو کچہ اونکو پسند ہے
مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے
ہنستے ہین میرے زخم اونہین ریش خند ہے
کوٹھا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے
راضی خدا نہین ہے در توبہ بند ہے
آوازہ آشنا ہے نہایت پسند ہے
آنکھون کی شعبدون سے دہن سحر بند ہے
جسکو مین دیکھتا ہون وہ مردہ پسند ہے
ہر جا زمین شعر مین پست و بلند ہے
مدت سی ایک شیر کٹہرے مین بند ہے
دیکھو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے
کاکل کی دوستی مین خیال گزند ہے
شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے
کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے
انگیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آتی ہے ساتھ آہ کے سینے سے بھی صدا
میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے

ضرب المثل ہوے مری اشعار لاجواب
مصرع ہر ایک وعظ ہے ہر بیت پند ہے

ٹکرا گئے حباب نہ سینے کے ایک وز
انگیا کا ہے یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے

بعد از فنا رہی یہ تعلی غبار میں
دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے

ترکیب عرض کو بھی اجابت میں دخل ہے
میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

١٩	ہر بیت میں بھرے ہیں مضامین آبدار عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے	٢١٥

کلفت گئی غزل کی ثنا سے شراب سے
یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے

دھبا چھٹے گا لوث گنہ کا شراب سے
تر دامنی مٹائیں گے ہم آفتاب سے

وصلت میں زلف یار کے سب بل نکل گئے
آگاہ میرے دل کی نتھی پیچ و تاب سے

چمکا نہ آفتاب کبھی آ کے ابر میں
اک برق کوندتی ہے تمہاری نقاب سے

حسرت میں تیرے سائل دیدار مر گئے
پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے

سونا ملا ہے چین سے مجرم کو قبر میں
اکسیر پائی خاک در بوتراب سے

کیا مانگتے ہو مجھ سے گزک میکشی میں تم
بو آتی ہے جلے ہوے دل کی کباب سے

نازک دلوں سے غنچہ کا صدمہ نہ اوٹھ سکا
ٹوٹا ہے دل ہمارا شکست حباب سے

تمنے نقاب منہ سے نہ اوٹھی تو کیا ہوا
آنکھیں لڑا ہیں ہمنے رخ آفتاب سے

دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل میں
پستان یار ہیں کہیں نازک حباب سے

وعدیکا تھا خیال وفا تھی مزاج میں
پیمان شکن ہوئے ہیں وہ عہد شباب سے

پردے سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا	تر ہوگئی نقاب بہی چہرے کی آب سے
ٹکڑے بنائے تن ہین شکستین ہزار ہا	او کہڑا نہ دل مقام جہان خراب سے
کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال	ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے
رو دیا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم	آواز آبشار کی نکلی رباب سے

۲۱۴	عاشق سوال وصل بتون سے عبث کیا نکلے جواب کیا وہن لاجواب سے	۱۶

ہمسے روٹھے تھے وہ خود آکے ملے	ہم بہی کچھ آج کہوے جاکے ملے
سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی	سیکڑون گہر ہمین خدا کے ملے
نہین مٹتی بگاڑ کی صورت	جب ملے ہمسے منہ بنا کے ملے
بوسۂ خط سے پہر ہرا ہے بدن	زہر کو بہی اثر دوا کے ملے
اب کہلا وہ پری ہے دشمن جان	پہلے انسان آزما کے ملے
سحر آنکہون مین معجزہ لب مین	تمکو گیسو بہی ہین بلا کے ملے
خود بخود ہوگئے ہین سب بت رام	کیا عوض طاعتِ خدا کے ملے
ابتدا سے وہ ہمکو کہتے ہین	آپ ایک دوست انتہا کے ملے
وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار	آج چہوٹے یہ سا لہا کے ملے
چاہیے دل کے کہنے پر چلنا	نہین ممکن وہ آپ آکے ملے
حیف پیری مین گوہرِ دندان	آبرو کی طرح نہ جا کے ملے
کچہ تو بل پڑ گیا محبت مین	ہمسے گیسو جو پیچ کہا کے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی	آشنا دشمن آشنا کے ملے
خانۂ تن کی دل سے قدر ہوئی	رتبے قصر جہان نما کے ملے
بل کی سیتے ہین قید گیسو مین	ہم بلاکش بھی ہین بلا کے ملے

٢١٧	جذبۂ شوق ناتوانی مین بارے عاشق کو دست و پا کے ملے	٣٠

جوڑے سے کیا نمود ہے حسن حضور کی	قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی
کچھ دل لگی شراب مین تھی وہ بھی دور کی	توڑا ہمارے دل کو صراحی بھی چور کی
نخوت سمائی غیر کو قرب حضور کی	شیطان ہے سزا بھی ملیگی غرور کی
کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکھ بند	کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی
ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبھی	یہ آنکھ منتظر ہے تمہارے ظہور کی
پونہچا کبھی نہ غلغلۂ حشر کان مین	نالون سے میرے دب گئی آواز صور کی
کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا	آنکھون مین بٹ گئی نہ بچی خاک طور کی
روئی سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی	میرے بدن کی کھال قبا ہے سمور کی
مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین	کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندھیری قبور کی
ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے	خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی
پہلو کا زخم جا ہے جریدہ ہے قبر مین	ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی
ابرو ہے کج نگاہ ہے کج زلف مین ہے بل	عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی
گنگھی کی روشنی سے یہ پیلی سڑک چنو	جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ مشورہ — شیطان سے صلاح نہ لیجے امور کی

پڑھتا ہون شعر ساقی کوثر کی وصف مین — بو آتی ہے دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہون ایک طرب داؤد وش کو مین — فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے بند داو درد سر — پہلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق مین — مجنون یہان کے کرتے ہین باتین شعور کی

سیلاب ہے آج گور شہیدان عشق پر — کیا نور روسے رہی ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے — شاخین لگین درخت مین بال طیور کی

کیا لکھنو کی بستی طالع بیان کرون — ہین کوٹھیون مین جاہ کی اینٹین قصور کی

کس طرح گھر کو جائیے گا بیٹھیے ابھی — برخاست ہو گئی ہے سواری حضور کی

آنکھون مین میری بادہ جنت ہو جائے اشک — کوٹھی ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہین کچھ صدائے آہ مین دل کی شکایتین — آتی نہین سمجھ مین پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہت نہ چڑھیگا گریگا کیون — افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

سوز درون کو اور بڑھاتے ہین استخوان — پسلی ہر ایک بن گئی لکڑی تنور کی

جو یاسے حال یار ہو جب حواس آئے — پوچھی مسافرون سے خبر ہمنے دور کی

قرب نقیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا — موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بوسے نہ تخم لطف جو موسی کے قلب مین — آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

۲۱۸	عاشق زبان کو روکے محرم قریب ہے ماتم مین ترک کرتے ہین باتین سرور کی	۲۴

یا علی مجکو ہے نادیدہ محبت تیری
خواب مین کاش میسر ہو زیارت تیری

عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری
خصلت احمد مختار ہے خصلت تیری

طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری
ہے ولی وہ بھی کہ جسکو ہے ولایت تیری

جنگ مین بھی تجھے منظور رہی نفس کشی
افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری

حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری
وہ بھی دن آئے کہ مین دیکھون رجعت تیری

تو نے طاعت مین سلیمان کی انگوٹھی دیدی
مصحف حق مین ہے منصوص سخاوت تیری

نام سے تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہے
کانپے کافر کے جگر مین ہے یہ دہشت تیری

اس سے رجعت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین
تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری

تو ید اللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ
ہے جبریل سے پوچھے کوئی ضربت تیری

تجھسے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب
سختی قبر نہ دکھلائے گی ہمت تیری

لامکان پر تری آواز سنی احمد نے
باطنی ہو گئی معراج مین شرکت تیری

عید نوروز ہے تیرے شرف مسند سے
قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری

خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو
رحمت حق کی طرح عام ہے رحمت تیری

تیرے ہاتھون سے شجاعان عرب زیر ہوے
باعث شہرہ اسلام ہے ہیبت تیری

بھوک مین صبر جو تجھسے ہوا شاہد ہے خدا
ہل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری

جنگ خیبر مین ہوا نادعلی یون نازل
نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری

تیرا آقا بھی علی تیری طرح ہے اے مہر
تیری طاعت کی علامت ہے یہ محبت تیری

لوث عصیان کا نہین خوف ترے شیعون کو
کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہو عین اسلام ‌ ‌ ‌ شرط ایمان سو حد سے محبت تیری
ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا ‌ ‌ ‌ انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری
پاشکستہ ہون مرا ہاتہ پکڑ لے یا شاہ ‌ ‌ ‌ مدد بے سر و سامان تو ہی خصلت تیری
کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام ‌ ‌ ‌ مثل فرزندون کی شیعون پہ ہی شفقت تیری
کئی بار ہی در دولت پہ ہوا ہون حاضر ‌ ‌ ‌ کھینچ لائی ہے مجھے سند سو الفت تیری

۲۱۹	ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا مطمئن ہو کے نجف مین کرے خدمت تیری	۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے ‌ ‌ ‌ وہ بھی بیتابی سے ہین ہر بار اوٹھتی بیٹھتے
پھرے زندان سے ذرا ہٹ کر کرو آرام تم ‌ ‌ ‌ ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے
سیکڑون بل پڑتی ہین اونکی کمر مین ناز سے ‌ ‌ ‌ ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے
مین جو جاتا ہون وہ اوٹھتی ہین کہ اپنی گھر کو جائین ‌ ‌ ‌ پھیرے اونکی ہوتی ہی تکرار اوٹھتے بیٹھتے
آہ و شور نے احبا کی کیا بیمار اونہین ‌ ‌ ‌ بڑھ گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے
او بت سفاک ابھی جاتا نہ مقتل سے کہین ‌ ‌ ‌ آتے ہین ہمسے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے
اوسکے کوچے تک پہنچ جاتے جو ہمسے ناتوان ‌ ‌ ‌ پھرو خاک در دلدار اوٹھتے بیٹھتے
میکشی آٹھون پہر رہتی ہے کچھ گنتی نہین ‌ ‌ ‌ جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے
مثل مسجد خانہ بت مین جو ہوتا اذن عام ‌ ‌ ‌ چار آتے چار جاتے چار اوٹھتے بیٹھتے
چشم گریان نے مٹا یا آپ کر دل کا غبار ‌ ‌ ‌ ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے
مضطرب دل سے ہین لاچار ہم ای ہمنشین ‌ ‌ ‌ کیون تڑپتے کیون بھلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے ہین رہتا اگر لیکر مکان
وہ پری دیتا مجھ آزار اوٹھتے بیٹھتے

اپنے کوچے مین جو دیتی قبر سے ٹرہ کر زمین
بعد میرے میرے ماتم دار اوٹھتے بیٹھتے

اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تھم گئے
ٹوٹا آخر موتیون کا ہار اوٹھتے بیٹھتے

۲۲۰

جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل مین پکار
یا علی کہہ اسے دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے

۲۱

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین ہی
اب لیتا ہی بل کی دل دیوانہ ہمین سے

کیا ہی کہ ڈرکا رہتا ہے میخانہ ہمین سے
کچھ دل مین بھرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے

سلجھاون جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین
ہر وقت اولجھ پڑتا ہی دیوانہ ہمین سے

ساقی تری محفل مین ہین سرشار ہزارون
کیا ٹوٹتا ہی شیشہ و پیمانہ ہمین سے

ہم خاک بہی ہو جائین تو ساقی کی رہین گرد
بھر جاسے فضا سے در میخانہ ہمین سے

کیا کیا ہوا ہیر فلک سے نہ دبے ہم
نکلا ہے یہ انداز جوانانہ ہمین سے

دیوا نے ہوتے تو او ترتین بھی نہ پریان
گھر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے

ساقی نہ دیا آج جو مستانہ سے ہمین جام
کل توڑ ہین سگے مل کر در میخانہ ہمین سے

دلسوز ہین در وازے سے او ٹھوا و نہ ہمکو
روشن ہی چراغ درکا شانہ ہمین سے

دل غم سے بھرا غیر کو بھر بھر کے دیے جام
خالی ہوا سے لیا پیمانہ ہمین سے

دل توڑ کے کہتے ہین کہ تہی نشہ ہین ہم چور
ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے

بھر دیتے ہین کیا غیر بتادے ہمین ساقی
ہو جاسے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے

ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے
کچھ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی کو کسی اور کا کھٹکا نہ رہے گا
ٹوٹا جو نہ قفل در میخانہ ہمین سے

خاک اوڑنے لگی گی جو در عیش کیا بند
آباد ہے ساقی ترا میخانہ ہمین سے

چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آیہ ہین
بجھتا ہے چراغ در کاشانہ ہمین سے

مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا
پریون سی جنون مین ہوا یارانہ ہمین سے

جنگل مین جسے شام ہوئے نام ہمارا
ڈرتی ہے بلا سے شب ویرانہ ہمین سے

خط رخ گلرنگ نہین زہر کسیکو
ضد رکھتا ہے یہ سبزۂ بیگانہ ہمین سے

باتون مین رعایت ہے اشارون مین کنایہ
سیکھے ہو تم انداز ظریفانہ ہمین سے

۲۳	اسکو بھی حسد عاشق دل چاک سے ہے کیا زلفون مین اولجھتا ہے بہت شانہ ہمین سے	۲۲۱

خط نامہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے
بت کیسے خدا ہین کہ پیمبر نہین رکھتے

سر کاٹ چکے سرد ہوا جسم تڑپ کر
اب کیا ہے کہ تم ہاتھ سے خنجر نہین رکھتے

گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ
سر کاٹ لین وہ آب یہ خنجر نہین رکھتے

نکلا نہ کبھی کام صفائی سے ہمارا
آئینہ ہے دل بخت سکندر نہین رکھتے

بودی ہے قطرہ ٹوٹ کے بہجائیگی دل مین
فصاد بھی نشتر کا نشتر نہین رکھتے

ظاہر مین سیاہی ہے نہ باطن مین سیاہی
اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے

دل پھیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی
آئینہ جو رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے

جتنا تھا لہو جسم مین ہم رو چکے اوتنا
آنکھون مین کچھ اسے یار سمندر نہین رکھتے

اب سیر زنانی کی ہمین خوش نہین آتی
آزاد بہت دن کہین بستر نہین رکھتے

صدمہ مری آہون سے پہونچا ہے یقینی
وہ کون سے دن ہاتہ جگر پر نہین رکہتے

ہے گہر مین ہوا کوچہ گیسو سے اندہیرا
ہم خود ہین بلا زلف کا کچہ ڈر نہین رکہتے

واللہ ہوا عشق سبب جور بتان کا
ہم حوصلۂ نالش محشر نہین رکہتے

حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر
ڈورا نہین سوراخ یہ گوہر نہین رکہتے

ٹوٹے ہوے دانتون کی دہن مین نہین زینت
نکلے ہوے پہر سیپ مین گوہر نہین رکہتے

ہم داغ جنون رکہتے ہین با طوق و سلاسل
کچہ زر نہین رکہتے کوئی زیور نہین رکہتے

تقدیر کے پہرنے کو علامت نہین درکار
سرگشتہ ہین گو پاؤن مین چکر نہین رکہتے

چلنے لگے پنجون پہ فلک سیر ہے دماغ آج
سر کاٹ کے وہ پانون زمین پر نہین رکہتے

آنکہون مین ہے گہر آپکے دل مین ہے جگر مین
گو آپ حقیقت مین کہین گہر نہین رکہتے

ہم کیا ہین کہ جو حوصلۂ دید جتائین
دیدار کی طاقت تو پیمبر نہین رکہتے

منظور تہی کچہ دن کے لیے سیر جہان کی
ہم گہر نہین رکہتے کہین بستر نہین رکہتے

ہمسائگی گور غریبان سے ہے آرام
تکیہ نہو تو ہاتہ سے بستر نہین رکہتے

قابل ہین شکستون کی یکدر سے دل اپنا
ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہین رکہتے

۲۲۲ — ۲۸

عاشق وہ چلے آئین کہ ہم کو وہین بلوائین
قسمت وہ نہین ہم وہ مقدر نہین رکہتے

قیامت تک نہ نکلونگا بہشت کو بہی جانا سے
یہ وہ جنت ہے جسمین تنکیہ ہے حور و غلمان سے

کرون سیر نہ کیون الجہا کے مین خار مغیلان سے
لگا ہے نامین جنون کب نہ چلتا ہے گریبان سے

کدورت ہے ہمارا دل بنا ہے کیا صفائی ہو
کہ سینے گرد جہاڑی ہے کبہی صحرا کی دامان سے

فلک میں مجھ میں ہے نمرود و ابراہیم کی نسبت
چمن پیدا ہے دل میں آتش داغ عزیزاں سے

سمجھتے ہیں تری نخچیر اسکو گریہ شادی
ٹپکتے ہیں لہو کی اشک چشم زخم خنداں سے

پھرائیں لوگ کیوں پیرایۂ مضمون افسردہ
کسیکو نفع کیا ہو چادر گور غریباں سے

مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چھری ماری
پڑے ہیں گھاؤ دل میں ریشخند زخم خنداں سے

مطیع نفس امارہ ہے قید زندگی میں دل
رہائی پائی تھی یوسف نے ملک اہل زنداں سے

خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
قبائے جسم میں ٹانکے دیے تار گریباں سے

قبا تا ہے مجھے بیکار زاہد لذت عقبے
کہ آدم خواہش دنیا میں نکلے باغ رضواں سے

لباس شعر میں قیدی ہے مضمون لطیف اے دل
سوا ہے جامۂ تن روح کو کیا کام زنداں سے

تری گردن ہے وہ شمع تجلی اے پری پیکر
کہ پروانے ہزاروں لپٹے رہتے ہیں گریباں سے

ہیں وہ دیوانۂ آتش قدم ہوں دشت وحشت میں
نہ گرد آئی گریباں تک نہ الجھا خار داماں سے

ملا مجھ زار کو وحشت میں یوں سامان عیاری
کمند قصر جاناں بن گئی تار گریباں سے

سواد خط کا قند لب سبب کیا ہو دہن گم ہے
ہجوم مور ہے شیرینی سیب زنخداں سے

وہی نازک دماغی ہے ترے لاغر کی سودے میں
کہ سر پھرتا ہے دید گردش چشم غزالاں سے

جلا پیکر جلا بستر جلا گھر آتش غم سے
نہ برسا یا کبھی مینہ تشنہ لب ابر مژگاں سے

جنوں میں سنگ طفلاں ہے مجھے محبس بلا کشنہ
یہاں بھی رات دن گرتی ہیں ڈھیلے سقف زنداں سے

صفا سینے کی دیکھیں کھولیو تو منہ پیراہن
الگ کر لیجیے چوگان ذرا گوئے گریباں سے

نہیں معلوم کب سے قید کی کڑیاں اوٹھاتا ہوں
سنا ہے زنگ بنکر جھڑ گیا ہے قفل زنداں سے

زمیں شعر کی مٹی سے نکلے گوہر مضمون
فلک نے بحر میں موتی بنائے آب نیساں سے

ہمیشہ عاشقون کے دم پہ چڑہتی ہین پری پیکر
نہ پوشیدہ رہین بلقیس کی ساقین سلیمان سے

سیہ خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے
پہرے زندان کو دن اک روز دیکہو ماہ کنعان سے

غبار راہ مین پہیلا ہی نور اے شہسوار ایسا
کہ سر کاوی مین ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے

ہزارون وصل کی شب ذرہ افشانی کی جگنو نے
ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر کچہہ کہیان سے

مری لخت جگر لیکر چہولا اپنی مژگان پر
کلیجا غیر کا توڑینگے پہر یہ تیر پیکان سے

ہر اک مشتاق کی آنکہین لگی رہتی ہین چوکہٹ پر
نہین دیکہا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳	فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز مصحفی ہے سخنگوئی کی عاشق داد ملتی ہے سخندان سے	۲۲

باغ جہان مین سوکے ہم بار ور رہے
یون سر ہے نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے

وہ مہروش رہی جو مقابل تمام شب
داغ جگر بہی چار پہر تک قمر رہے

سودا نہو تو یار بہی پرسان حال ہو
صحرا کو مین نہ جاؤن تو آباد گہر رہے

گشتگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے
ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے

لو ہم سنائین گے نہ شب غم کی داستان
اچہا بتا و اسنے دنون تم کدہر رہے

بوسے لین تو یون لب دندان کو چہیڑے
یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے

اسکو نہ آنکہ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو
اونکی نگاہ پہ جو ہماری نظر رہے

جانے دیا نہ خط نے ذقن تک کسی طرح
ہم زہر کہاکے آج لب چاہ پر رہے

دکہلا دو زلف کو تو بنا دون کلابتون
بل کہاکے بال بال پہ تار نظر رہے

پوچہا نہ کچہ کہا نہ وہ آئے نہ مین گیا
یہ چار داغ دل پہ مری عمر بہر رہے

پہیرا کر دن کبہی جو مہینون کے بعد بہی
ہوتی نہین خبر کہ کہان تہو کدہر رہے

مجنون سی بہی سوا مین رہا دشت نجد مین
دیکہ بدن مین سر پہ مرے جانور رہے

ٹوٹے تپ فراق مین داغون سی ہاتہ پانون
کثرت سی شاخ نخل بدن مین ثمر رہے

لچکی کمر جو زلف کے ہلنے سے یون کہا
یا یہ بلا ہی زلف رہے یا کمر رہے

نخوت کی یہ دوا ہے علاج غرور ہے
آئینہ میرے قلب کا پیش نظر رہے

کیا سوے خواب مرگ سی بدتر یہ خواب تہا
تم اپنے گہر گئے تو یہان ہم بہی مر رہے

پستان سخت سے ہے قد یار پرشال
وہ نخل ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے

بل ہین کمر کے بال مین گیسو کے پیچ سے
سیدہی رہی جو زلف تو سیدہی کمر رہے

بجہ بجہ گیا چراغ یہ گہر مین وہ ہوان گہٹا
گیسو مری نگاہ مین جو رات بہر رہے

دست جنون کو قصد جو دامان شب کا ہے
پنہچے مین آفتاب کے جیب سحر رہے

دن کو کہین پہرے وہ رہے شب کو میری گہر
غیرون کے آفتاب ہمارے قمر رہے

٢٢٤	عاشق ہوے ہو پیر گیا موسم شباب اوٹہو سحر ہے خواب مین تم رات بہر رہے	١٧

دنیا سے ہے سفر دل مایوس ساتہ ہے
داغ بہار عمر ہے افسوس ساتہ ہے

شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہے نور جسم
ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتہ ہے

سنگین دلون کی شوق مین نالان ہے اپنا دل
بت پوجنے کو جاتے ہین ناقوس ساتہ ہے

اب ترک بعد فتح کے ٹہوکر لگائیے
گو سر جدا ہے حسرت پابوس ساتہ ہے

کوچے سے اونکے ہے دل پہ داغ ساتہ ساتہ
آدم ہون باغ خانہ ہے طاؤس ساتہ ہے

آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہے وجد — باران کا شور جلوۂ طاؤس ساتہ ہے
آزاد ہین فقیر یہ ہم مانتے نہین — ہے بے قید تن ہے روح تو محبوس ساتہ ہے
چھپ چھپ کر آئے غیر مجھے ہوگئی خبر — دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس ساتہ ہے
صدمے اوٹھائے دل نے جو کہنے پہ ہم چلے — اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس ساتہ ہے
خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہین — پروانو آج شمع کے فانوس ساتہ ہے
ہے دل مین داغ ہجر جنازے پہ سور چھل — طاؤس پاس ہے پر طاؤس ساتہ ہے
بیشک حفاظت دل روشن ہے جسم سے — جامہ بدن کا صورت فانوس ساتہ ہے
راہ عدم مین روح نے چھوڑا تو کیا ہوا — دل جس سے جسم زار ہے مانوس ساتہ ہے
غربت مین آشنا ہین نہ ہمراہ ہین عزیز — جان حزین ہے یا دل مایوس ساتہ ہے
چھالے کا گل چراغ کی صورت ہے جلوہ گر — ہاتہ آستین مین ہے کہ فانوس ساتہ ہے
سمنوم دل ہے شہر خراسان سے کیون پھرے — شوق جوار قبر شہ طوس ساتہ ہے

۲۲۵	عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن کپڑون کا غم نہین جو یہ ملبوس ساتہ ہے	۱۰

کسکی دوا کرون مین کدہر کی خبر رہے — دلکی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے
سنکر صدائے آہ کو تمنے اوڑا دیا — یہ کچہ نہین پر اسکے اثر کی خبر رہے
زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال — گیسو بڑہائے ہو تو کمر کی خبر رہے
پرسان حال غیر کی دولت کو ہے قیام — خیر اپنی ہے جو اور بشر کی خبر رہے
دیوار پھاند جائین گے در پہ ہین پاسبان — باہر کا بند و بست ہے گہر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکھ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسپند کرکے آپ اوٹھئے نقاب کو
محفل مین نیک و بد کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ بھی کیجے ذرا سفر
سوکھے لبون کی دیدۂ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچائیے سوز فراق سے
اے دل تو پھنک چکا ہے جگر کی خبر رہے

۲۲۶ — عاشق خیال یار مین یون محو ہوجیے
باہر کا ہو خیال نہ گھر کی خبر رہے — ۲۷

پہنچ جاؤ ہین دم مین سبکدوشی کمر باندہے
عدم نزدیک ہے انسان کیون زاد سفر باندہے

بُری ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب بالی کا گہر باندہے

چلے دل کو پھنسا یا دام گیسوی مسلسل مین
عبث صیاد پائی طائر بے بال و پر باندہے

پس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سبکی پتلیان آنکھون کی رہتی ہین سپر باندہے

ہماری عمر گذری باغ عالم مین نہین جانا
کہ کسکے پر کسی صیاد نے واکر کے پر باندہے

تلاطم ہے بہت آنسو رونداں مین ان روزون
مگر لب بند سیلاب بہم آب گہر باندہے

نگہ سے قتل ہے مد نظر تو راست کو آنا
نہ ڈھونڈہی نے سی کوئی راہ مین تیغ نظر باندہے

نہ چھوڑی دید رخ آنکھین نکالو وہ جو غصے مین
نہ یاد زلف مشکین چاہے وہ مشکین اگر باندہے

عدم کو راہ ہو اعمال نیک اپنے بہم پہنچاؤ تم
لٹے گا راہ مین دکھلا کے جو زاد سفر باندہے

ہماری آہ سوزان نے حفاظت کی ترے گھر کی
مثال شعلۂ جوالہ چکر رات بھر باندہے

مرے قاصد پہ کھینچی تیغ یون غصے سے فرمایا
کسیکا نامہ بر آتا ہے کاغذ کی سپر باندہے

کسے لو کا کسی نکہیا کسے چھانکا کستے تا کا
ہزارون آ گئے طوفان اگر سیر بگہر باندہے

نہیں ہوتیں جدا چشمے ہیں سب یہ آب شیرین کے
نہیں گانٹھیں جدائی ہیں نہ آب نیشکر باندھے

غزل کے شعر گم ہونے لگے سوجھ سی پھندے
نہ مضمون ہن باندھے نہ مضمون کمر باندھے

نہ ٹھہرے وہ مرے گھر چار دن کتنی سماجت کی
گرا ہین پانون پہ بھی ہاتھ بھی وہ دوپہر باندھے

نشانہ بن گئی مدت سے ہم تیر حوادث کا
ہمیشہ داغ سودا سے رہا سینہ سپر باندھے

زبردستی کریگا سامنا شیرین ادا اون کا
کمر عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندھے

اندھیرا اگیا مرقد میں منعم کے بلا سے ہو
غریبوں کی لحد پہ چھت کبھی تو ابر تر باندھے

کبھی ہو تیغ ابرو سے جو میری قتل میں دم بھر
صف مژگان ابھی کاجل کی ٹکٹکی سے کمر باندھے

کبھی دیتے ہیں دھبا داغ کا ہرگز نہ چھوڑیگا
یہ کہہ ڈورا ہم دم بھر بھی نہ دامن میں جگر باندھے

چھپایا گھر میں اوس محبوب کو مانند [illegible]
سرے سے ہو مکڑی کی طرح تار نظر باندھے

لبون پر دم تھا مین پیٹ مین اس سے چھری ماری
کمر میں آدمی ہتھیار کچھ وقت سفر باندھے

دعا ہے بے اثر میں آہ کو شامل کروں کیونکر
نہیں دیکھا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندھے

اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا
کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کے پر باندھے

سوا کھل جائیں گے یہ زخم ہیں تیغ تبسم کے
ابھی جراح ٹانکے دو نہ پٹی کھینچکر باندھے

سراے دہر میں تقدیر کا یہ حکم جاری ہے
کوئی بیٹھے کمر کھولے کوئی اوٹھے کمر باندھے

٢٢٧	بھروسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو لڑائی پر نہیں جاتا کوئی خالی سپر باندھے	٣٠

تصدیق دل کو ہے جو کلام مجید کی
وعدے کا اشتیاق ہے دہشت وعید کی

مشکل تقل کی ہے مہ نو کلید کی
کھوٹی سے ہے جو گنج خدا سے وحید کی

[illegible] زیست مین سنا تہا زبانی برید کی — مرکر فرشتون سے وہی گفت وشنید کی
داغ جگر کو تیغ نگہ سے تراشیے — ہو دستخط ٹکٹ پہ نشانی رسید کی
یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل — آئے صدا نہ کان مین ہل من مزید کی
کہینچا قریب تو عرق آیا حجاب سے — اوس گل سے یون گلاب کی ہم نے کشید کی
کرتی نہ کیون نبوت یوسف کا اعتراف — بخشا شباب پیر زلیخا مرید کی
پہچانیے گا شکر لب کو چہپا کے آپ — میری زبان اثر مین زبان ہے فرید کی
مجہ مردہ دل سے مانگتے ہین زیست مین مراد — ہے جسم خاکسار کا تربت شہید کی
پردہ یہ تہا کہ پہیر دیے تہان یار نے — دیکہی جو آنکہ مست گئی رغبت خرید کی
وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند — آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی
ہر شب ہلال ابروے جانان نظر پڑا — ہر صبح مین ذ ماہ مبارک مین عید کی
دیدار یار نو کا جو لپکا ہے آنکہ کو — لذت ہے کان کو بہی کلام جدید کی
قاتل کی تیغ اوگل کے چلی میرے حلق پر — آہین ربا گئین ہین غضب کی کشید کی
کہینچون جو دل سے آہ تو کہتے ہین ہو چکے — آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی
دل کشتہ ستم ہے بدن داغدار ہے — پہولون سے چہائی رہتی ہے تربت شہید کی
مجنون وہ ہون کہ قید تو کیا بچپنے مین بہی — سنت کی بیڑیان نہین پہنین حدید کی
گہبرا گیا پہنچ کے وہان کچہ کا کچہ کہا — دل سے گرا جو سانس چڑہی تہی برید کی
طینت مین ہی فساد یہ آئی ہے جبر سے — آدم کی خاک جسم نہین ہے خرید کی
ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبہی — کیا چار دن رہی جو حکومت یزید کی

انجام بھی سرورکار کہے خیال مین
سمجھے سفر تین بھی دواے مفید کی

ہے لفظ حمد کا بھی مرکب حروف سے
تعریف ہو بسیط و حمید و فرید کی

تلوار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو
نص آئی ہے حدیث مین پاس شدید کی

کچہ قبر مین کفن کے بدلنے کی فکر کر
ہے زیست مین ہوس جو لباس جدید کی

فریاد کا ہے شغل دل داغدار کو
بلبل چمن مین مست ہے اپنی نشید کی

ایسی خوشی ہے قتل کی مجہ دل فگار کو
رنگین کی ہے خون سی پوشاک عید کی

پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتہ سے
فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی

مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا
تہی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی

سرسبز خون ناب سے ہے گلشن حیات
جاری ہین باغ جسم مین نہرین ورید کی

۲۲۸	عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی	۱۹

ربط اگلے وہ کہان لطف ملاقات گئے
وہ زمانہ شد یا یار وہ دن رات گئے

باندہکر حال کمر راہ فنا پیش آئی
لیکے ملک عدم آباد مین سوغات گئے

عین حکمت ہے کہلا حال نظر بازی کا
عاشق چشم جو پڑہنے کو اشارات گئے

دل لگی کے لیے دشمن سے بھی جی بہلایا
پاس زاہد کے پئے حرف و حکایات گئے

صبح نائم کی طرح آنکہ کہلی پیری مین
کیسی غفلت مین جوانی تری دن رات گئے

نیک و بد دہر کی سب یکہ لیے سفتے ہین
آٹھوان دن ہی آتا ہے جہان سات گئے

تو وہ یوسف ہے کہ رویا مین جو دیکہا تجکو
خواب کے پہر نہ کبھی ل سے خیالات گئے

زاہد اوس کعبہ ابرو کے ذرا گرد پہرو ابہی کیون سوے حرم قبلۂ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے یہ جسم لطیف آپ ہم پیش خدا شکل مناجات گئے

پردے غفلت کے جو اوٹہے تو عجب جلوہ ہوا مثل صوفی کے پئے سیر مقامات گئے

کہینچ لائی ہے سر شام مجہے الفت زلف آپ فرماتے ہین کیون آئے نہ تم رات گئے

بتکدہ مین جو برہمن سے نہ مطلب نکلا کعبے کو دیکہنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو ملک فانی سے بہی کرتے ہوے خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ لیکر آئے تہے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

مٹ گئے آپ نہ دنیا کا کہر وندا اکہڑا قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا رو چکے جب روح بدن سے نکلی گلشن دہر سے ہم دیکہ کے برسات گئے

یاد سی یاد رہی مانگ کی زلفون کے ساتہ مانگی اوٹہ اوٹہ کے دعا دو دو پہر رات گئے

وصل مین اول شب آج کہلے گا جوڑا کالی آندہی بہی اک آئی کوئی کچہ رات گئے

۲۹	ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق بہت اس راہ مین جویا سے علامات گئے	۲۲۹

وہ راہ راہ عدم ہے جو بادشاہ سے چلے برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ چلے

نصیب دیدہ وطن کیا ہونا توانی مین جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ چلے

تفت درون سے ہوا رات کو سفر منظور عدم کو فرد عمل کرکے ہم سیاہ چلے

ہماری گور اندہیری جو دور سے دیکہی چراغ گہی کے جلانے وہ رشک ماہ چلے

تبون نے وشمہ لگایا جو تمکو دنیا مین خضاب کرکے کہان شیخ روسیاہ چلے

ذقن کے عشق مین تا دل کشش سے باندہ اوٹھا
کہین سنا ہے کہ پیاسے کی سمت چاہ سے چلے

وہ ماہ جہانکی کنوئین مین تو ہو چہ سیماب
اوچل کی چاہ سے باہر کو آب چاہ سے چلے

کبھی کبھی جو تم آؤ تو دل نہ مرجہائے
ادہر نسیم بہاری بہی گاہ گاہ سے چلے

چھٹے ہے نہ تا دم مردن بتون کی دم پہ کبھی
خدا کے فضل سے اچھی یہان نباہ سے چلے

جلون کی دل کو نہ مٹی مین لیجو والی مین
نہ سوٹہ بنکے کہین اوس طرف سے آہ سے چلے

کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت مین
عدم کو لادکے پشتارۂ گناہ سے چلے

امید وصل مین گذرا ہے مجکو نیمۂ ماہ
اوتر یہ بام سے روز عروج ماہ سے چلے

بڑہا ہے نیچۂ وحشت جو سوے دامن قاف
اوٹہا نے کوہ کو دو تین برگ کاہ سے چلے

وفور گریۂ خوف خدا نے پاک کیا
محیط اشک مین بہتے ہوئے گناہ سے چلے

سحر مین پشت کی جانب چلین ہین سر کے بل
ہمیشہ پانون سے دنیا مین روبراہ سے چلے

ثبوت ظلم صنم خوب ہوگا محشر مین
جو داد خواہ چلا دل تو ہم گواہ سے چلے

تمہارے ظلم کو بازو کہین گے محشر مین
اوٹہا کے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ سے چلے

پھرے رہے مرے دفتر گناہ کی برسون
یہ بار اوٹہا کی فرشتے کبھی نہ راہ سے چلے

بہشت مین ہین جو حورین تو مین ہین دوزخ مین
کدہر کی بندۂ عاشق مزاج راہ سے چلے

میان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین
ادہر ثواب تو لیکر ادہر گناہ سے چلے

تمام عمر ہماری جو ضعف مین گذری
نہ آنکہ کہولی نہ اوٹہے کبھی نہ راہ سے چلے

جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا
یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کی سال ماہ سے چلے

کوئی رفیق نہ رہبر ہے کوسے قاتل مین
عدو کے قبضے مین بیار و بے پناہ سے چلے

وہ ناتوان ہین بٹھادی جو اپنی تخت پہ تو — ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ سے چلے

یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا — ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ چلے

جلو مین تیرے چلین گرتے پڑتے ہمنے ار — جریب بنتی ترے آگے دیرگاہ چلے

سنین قیام قیامت تو جائین فریادی — قیامت آئے اگر تیرا دادخواہ سے چلے

امید ہمرہے دل ذرا نہ تھی ہمکو — میان محکمۂ حشر بے گواہ سے چلے

۲۴ — قریب مرگ ہین عاشق مگر نہ چھوڑا عشق — ۲۷

اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ سے چلے

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہی — وہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہی

عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہی — مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہی

یہ بے سبب کے نہین زور شور آندھی کا — ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہی

فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہی — کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہی

لیا ہی خون بہت گیسوؤن نے گردن پر — بجاے مشک لہو نافۂ تتار مین ہی

نہ آؤ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے — ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہی

ہزار بار پھرا گرد ناقۂ لیلی — کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہی

سرور بادۂ دولت کبھی مجھے نہ ہوا — یہ غم رہا کہ بہت درد سر خمار مین ہی

چھپائے ہون تن خاکی مین داغ دلکی چمک — یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہی

کیا نہ دل نے مرے شکوۂ ستم سرگز — بہت جری ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہی

تپ درون سے مرے بند بند مین ہی کھٹک — جو استخوان ہی وہ کانٹا سا جسم زار مین ہی

مثال ٹکسے جسے اوسکا یہ ہوا شہرہ — شہید قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہے

کہنچے توصورت تیزاب رنگ کو کاٹے — غضب کی آب تری تیغ آبدار مین ہے

ہوا کے جھوکون سے ہوتا ہے انتشار مزاج — مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہے

نہ بو گئی نہ یہ مرجھائے محل مین اے حور — گل بہشت ہے جو پہول تیرے ہار مین ہے

ہمارے صبر کے خرمن پہ آگئی آفت — فروغ برق غضب آنسوؤن کے تار مین ہے

مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام — عنان فرس کی ہمارے دست شہسوار مین ہے

فراق عیسی لب مین ہے آہ آتش زا — شرارے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہے

بتان ہند کا سکہ پڑا خدائی مین — کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہے

لرز کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہین — یہ شق جو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہے

جو استخوان مین تنکے تو داغ صورت گل — جنون سے ہیئت گلدستہ جسم زار مین ہے

چمن کی یاد نہ بہولے گی آج سستون کو — صدا سرود کے مانند آبشار مین ہے

کہلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے — سوار منزل ہستی ابہی غبار مین ہے

عبث ہے فاتحہ پڑہنا قبور پر واعظ — سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہے

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان — بہار خلد مرے جسم داغدار مین ہے

سفر سے پہر کے نہ پایا وطن مین یارونکو — کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہے

۳۱	سوای یاد خدا کچہ نہ ذکر ہو عاشق زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہے	۲۳۱

لب شیرین سے جہٹ کر خون دل شربت کا پیالا ہے — ترا غم اے طلائی رنگ سونے کا نوالا ہے

تردد یہ رہا ہر دم تلاش بندش نو مین
دل مجروح کے بدلے مری سینے مین چھالا ہے

فدا ہون آرزو پر خواہش دل کا مین عاشق ہون
مرا معشوق ہے سب سے جدا گورا نہ کالا ہے

ترقی سے ہے اطاعت سے تقرب ہے عبادت سے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے

بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیست ہے اس سے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے

مکان کہنہ کی صورت بدن ہے ضعف سے پیری
رگون کا جال ہے جسم مین مکڑی کا جالا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتی ہین نہ اٹھو
ہنسی ہے دل لگی ہے کھیل ہے منہ کا نوالا ہے

نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
کہ دروازے پہ جو کوچہ ہے وہ ندی ہے نالا ہے

لباس فقر مین ہے میری صورت تیری آنکھون مین
سیہ کملی ہے سر پہ اور بچھا مرگ چھالا ہے

ترقی اس سے لڑکون کو ہدایت ہے جو ان کو
مرا دیوان فن عشق کامل کا رسالا ہے

مجاور ہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہے لازم
ہمارا درد دل گھر مین خدا کی رہنے والا ہے

جدائی ایک دم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عروس مرگ ہم آغوش ہے جو تھی نہ چالا ہے

عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
لحد مین جسم کہنہ ہو گیا پر زخم آلا ہے

بناوٹ اور بھی آفت ہے اوس مغرور پنہا دو کی
وہی وہ ڈھیٹ ہے ہو ٹوٹنے نا فرمان لالا ہے

ہر اک مشکل ہے آسان صبر سے مانند غصے کے
نظر آتا ہے پہلے کوہ آخر کو نوالا ہے

وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
فلک نے کیچلی مین سانپ کی زلفون کو ڈھالا ہے

سمجھے کیونکر نہ ہو اے ناصحو قدر اپنے رونے کی
کہ طفل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے

شبر ہا کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا مینے
تری مژگان کا نشتر اے جفا جو دیکھا بھالا ہے

نہین آئی ادہر سے وہ کسی حیلے کو بستی تا کون
مرا تار نظر اب دیدہ روزن مین جالا ہے

دوبالا کیون نہو حسن قمر سے نور گالون کا
کہ ہالے سے کہین بہتر تری کانون کا بالا ہے

۲۳۲	نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش ہمارا طور عاشق سب کے طورون سے نرالا ہے	۱۴

دولائی کا جو انچل آپ نے سینے پہ ڈالا ہے
ہمین دہوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے

یہ ملبوس کہ اپوشاک سے منعم کی اعلا ہے
کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے

میسر وقت پہ جو ہو وہی اعلی سے اعلا ہے
محبت آگ سے جاڑے مین ہے کملی دوشالا ہے

لباس سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے
بدن پر انکے نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے

ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سے
مری چادر دولائی ہے مری کملی دوشالا ہے

مری ہین سب خدائی ہین تنونکی سرد مہری سے
کہ ہر صندوق پر مردے کی دیکھا ہے دوشالا ہے

دل افسردہ کیا حاصل ہے پوشاک تجمل سے
نہین مردے کو راحت گو جنازے پر دوشالا ہے

بسر ہو جاتی ہے دونون کی دونون گرم رہتے ہین
کسیکے سر پہ کملی ہے کوئی اوڑہے دوشالا ہے

کدورت سے صفا سے فرق ہو جاتا ہے تن مین
نہین بالون سے بنتی ہین وہ کملی یہ دوشالا ہے

ملا ہے خلعت نو باغ مین باد بہاری کو
کہ زیب دوش ہے نکہت گل کا دوشالا ہے

تجمل سے نکلتے ہین مگر خاک اوڑتی ہے گہر مین
نہین ہے قبر مین کملی جنازے پہ دوشالا ہے

پسے جاتے ہین سارے تنجہ ان صندوق کے اندر
جنازے پہ ہمارے کیا کوئی بہاری دوشالا ہے

کہ ہین رنگ سر پہ خاک تن پہ گرد گہر زندان کی
مجھے ٹیکا ہے شملہ ہے لبادہ ہے دوشالا ہے

۲۳۳	دوشالہ باندہ کر جاڑے مین عاشق کم صحبت	مگر قافیہ دیوان کا خلعت دوشالا ہے	۲۶

بلا مین ڈالکر افسوس ہے حسرت ہی سکتا ہے
مرا دل چاک سے پہلو کے سیرے سینہ کو تکتا ہے

چلے ہو تم جو گلگشت چمن کو پائے نازک ہی
قبائے گل کا دامن بار شبنم سے مسکتا ہی

کرام کاتبین ہین یا کہ تصویرین ہین کاندہون پر
مری تحریر قسمت دیکھکر دونون کو سکتا ہی

زمین و آسمان کا فرق ہی اوس ماہ سیمین سی
بھرو کون ہین نظر آتا ہی یا تارا جھلکتا ہی

سوال وصل کو سنکر خفا ہوکر یہ کہتے ہین
یہ دیوانہ جب اپنی لہر مین آجاتا ہی بکتا ہی

خدا حافظ ہی اوس موئی کمر کا راہ چلتی ہین
اودہر چوٹی لٹکتی ہی ادہر گیسو لٹکتا ہی

صدا آتی ہی میرے دل سی باہر جوش غم کی
لہو جلتا ہی پانی دیگ مین جس طرح پکتا ہی

اندہیری تنگ لحد کے گہر سی مشکل ہی پہنچ جانا
یہ منزل کالی کوسون ہی مسافر ہمین تھکتا ہی

کمر ملتی نہین اوس گل کی ڈہونڈہی سی تصور کو
مسافر بے پتہ جاتا ہی رستی مین بھٹکتا ہی

ہزارون کروٹین لیتا ہون اس پہلو سی اوس پہلو
جگر مین درد آتا ہی اگر دل سے سرکتا ہی

پتا دیتی ہین میرے دل کا ساکن عرش اعلی کے
نظر آتا ہی پہلے سے جو انگارا دہکتا ہے

خرابی ہی دل مجروح کی کیا سخت جانی سی
عجب یہ مرغ بسمل ہی کہ برسون سی پھڑکتا ہی

نظر آتا ہی مے مین چاند عکس روی ساقی سی
خط پیمانہ ہی یا تار چاندی کا دمکتا ہے

جھپک جاتی ہین آنکھون سے طفل شباب کو راحت
پلک پڑتی ہی جیسے کوئی لڑکی کو تھپکتا ہی

صدائے نالہ شبگیر سے ہی برق اندازی
پلک جلتی ہی جیسے دور سی تارا چمکتا ہے

تماشا گاہ وحشت ہوگیا سودے کا کل مین
چمن پہولا ہی داغ جسم سی جنگل مہکتا ہی

کلیجہ رشک سی پکتا ہی دل جلتا ہی حسرت سے
ادہر پہوڑا لپکتا ہی ادہر شعلہ لپکتا ہے

یہ ساقی پہ ہوسے مائل کہ بہولی دین دنیا کو
جوانی نشہ ہی لیکن کوئی ایسا بہکتا ہی

لہو دل مین بہرا رہتا ہی ہر دم رشک آنکہون مین
نہ یہ شیشہ لنڈھکتا ہی نہ یہ ساغر چھلکتا ہے

کسی دن آ کے گل خوبی بجار اپنا نکالین گے — رقیبون مین بھلا دیکھین کوئی کسسو اٹکتا ہے

جراحت دل کی تازہ ہوگئی چشم خماری سے — مزا دیتا ہے جتنا زخم کا انگور پکتا ہے

نکل جائے کہین یہ روح تن ہی دم گھٹتی ہین — جہان تکیے وہ زانو سر کے نیچے سے سرکتا ہے

بدن کی ہڈیان جل جل کے چونہ ہوگئین شاید — جہان پڑتا ہے آب اشک سارا جسم پکتا ہے

ضعیفی مین بدن کی دھجیان ہین چاک کی صورت — جہان جامہ ہوا کہنہ ہر اک جا سے مسکتا ہے

قریب خط ہے ابرو یا خضر تلوار کھینچے ہین — عوض جوہر کے اس شمشیر مین سبزہ لہکتا ہے

تعلی کی ہے یہ مضمون عالی کی تجسس مین — کہ پائے فکر مین اب خار سدرہ کا کھٹکتا ہے

۲۳۴	کسی کا محو رخ تھا عالم ارواح مین عاشق برے اچھے عمل کیا ہون ازل سے اسکو سکتا ہے	۱۵

بھری ہے کان مین ہر گل کی داستان میری — فصیح تر کہین بلبل سے ہے زبان میری

ملا کوئی نہ زمانے مین دوسرا دشمن — حسود جا کے شکایت کرے کہان میری

ہوئی ہے میری فصاحت زبان زد عالم — سخن سخن ہے مرا اور زبان زبان میری

رہا بہشت مین چرچا جو میرے قصے کا — بڑھی فسانہ محشر سے داستان میری

نہ منتفع ہوا دشمن بھی میرے مرنے سے — وہ ہڈیان ہین ہما کی یہ ہڈیان میری

مرا بیان نہین ترجمہ ہے مصحف کا — زبان یار سے ملتی ہے کچھ زبان میری

شب فراق نہوتی تو گھل کے کیون مرتا — نصیب زاغ نہوتین یہ ہڈیان میری

ستم خوشی سے مین جان حزین یہ سہتا ہون — وہ دل لگا کے جو سنتے ہین داستان میری

فلک ذرا اور بھی پیسا کیا جا تنک شکر — یہ زندگی ہے مگر بہر امتحان میری

نہ کچھ گلون سے ہے مطلب بلبلون سے غرض
عبث تلاش مین پہرتا ہے باغبان میری

جہان مین اور نہین کوئی قصہ دلچسپ
جہان سنو وہین ہوتی ہے داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہے کہنہ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد درد فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سے یہ بوسے ملی تہو وصل کی شب
خموش رہیے نہ کہلوا سنیے زبان میری

۲۴۵

سبا شکے کا ارادہ مین کیا کرون عاشق
زبان یار کہان اور کہان زبان میری

۲۶

صدا فریاد کی آتی ہے چاک سینہ گل سے
چمن مین کوئی گل ہوا نہ گلچین تجمل سے

ہر اک شے کی جہان مین قدر ہوتی ہے تقابل سے
او سے لطف ترقی ہے بڑہا ہے جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہے کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرنا تہا
ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ مین بوے باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کہلتا ہے نقش نعل دلدل سے

ہوے آتا سے لیکر آسمان جب وہ رگردون مین
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغون مین ہے گلزار ابراہیم کا نقشہ
ربا ہے آگ ہے لیکن چمن ہے کثرت گل سے

یہ بعد دفن بہی دریا بہا یا اشک کا مین نے
مشابہ قبر کے تختے ہوے ہین تختہ پل سے

خبر پائی چمن سے کاکل دلدار کی مینے
لگا یا تار بیرقی تار تار زلف سنبل سے

فقیرون کا ہے تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت مین
نکلتے ہین غنی کی کام غیرون کی تکفل سے

سنغنی کی کبہی نوبت نہ آئی بزم جانان مین
دماغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہی کحل زر سے ہوتی ہی قوت بصارت کو
جہان مین لوگ کیون ہو جاتے ہین اندھے ہی تمول سے

ہمیشہ راستی کا آپ کو دعوی رہا لیکن
نہ نکلا کج طبیعت سے نہ نکلا پیچ کاکل سے

خیال ابروِ عشاق مین کیسی جسارت کی
سمندر پر نکالی راہ جینے آہنی پل سے

بنا کر بال کا جہلہ مقید کر لیا سب کو
اشارہ ہے کہ وابستہ ہی محفل تار کاکل سے

نہ چھپانا پڑے ہی تعجیل کیون ہی قتل عاشق مین
یہ جھگڑا خون کا ہی کیجیے لیکن تامل سے

کسی گلپیرہن کی گل چمن مین آمد آمد ہی
روش پر صبح کو ٹہرا کا ہو گا خون بلبل سے

جو عشق گل مین نالی کرتی کرتی آپ جل جاتی
چمن مین بیضۂ ققنس نکلتا خاک بلبل سے

تمہارے حسن کا پلہ ہی مہر و ماہ سے بھاری
زمین و آسمان کا فرق ہی میزان ہی تل سے

گرا مین پانون پر اونکے گری وہ پانون پر میرے
اوٹھانی کو جھکے تھی جھک گیا سر بار کاکل سے

کلام بے محل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین
عیان ہی خندہ مے بزم مین شیشی کی قلقل سے

بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہی
وہان قمری کی کوکو سے یہان شیشی کی قلقل سے

قناعت کی اوسی پر جان کر اکسیر سے بہتر
اگر اک خاک کی چٹکی ملی باب توکل سے

گذرگاہ جہان ہی ہم گذر جانی کے طالب ہین
غرض ہی فقر سے ہمکو نہ مطلب ہے تمول سے

خزان مین بھی تصور گل کا آنکھون مین ہمارے بسا
نہ نکلا سینکے پہلی دیدۂ گریان بلبل سے

۲۳۶	رقیبون مین گہری عاشق زبان جسطرح دانتو مین خدا حافظ یہ مجمع کم نہین سوذی کے جنگل سے	۲۵

پہر اکی سال جنون زا بہار آئی ہے
ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آئی ہے

ہماری آنکہ سے یاد آبشار آئی ہے
عوض مین اشک کے پانی کی دہار آئی ہے

پھر آج موت کا ساماں ہے کل بچے تو کیا — وہی بلاے شب انتظار آتی ہے
نہیں یہ نجد میں ہر دم ہوا کی سناٹے — تلاش قیس میں لیلی پکار آتی ہے
پیادہ گھر سے چلی ہیں جو کوے قاتل کو — چھری وہیں سے گلو پہ سوار آتی ہے
وداع یار سے تنہائی کا ملال نہیں — شب فراق مری غمگسار آتی ہے
بہار داغ محبت سے دل ہے مستغنی — سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے
سمجھ لے شاہد گل رخصت عروس بہار — نسیم صبح چمن سے فرار آتی ہے
گلوں میں لطف نہیں جب نکل گئی نکہت — یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے
تماشہ گاہ بہار عدم یہ ہے بے قید — گلے سے طوق بھی قمری اوتار آتی ہے
خدا سے وصل صنم کی دعا معاذ اللہ — مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے
کریم وہ ہے کہ جو ہو رہے کے منفعل خود ہو — کرم کو حجت سائل سے عار آتی ہے
ہوا میں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے — ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے
دعا قبول یقینی ہو کون سی ہے گھڑی — کبھی وہ رات بھی پروردگار آتی ہے
بہت تڑپتا ہے راتوں کو دل تو کہتا ہوں — ٹھہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے
مجھے ستا کے صفائی ہو کیا رقیبوں سے — ہوا لیے ہوے میرا غبار آتی ہے
کراہتا ہے جو زلفوں میں دل تو کہتے ہیں — کہیں صداے غریب الدیار آتی ہے
طلب ہے یار کے دربار میں ہزاروں کی — امید ہے کہ ہماری بھی بار آتی ہے
صلاح حسن میں ہے سنواروں کی تو وہ دیتا — ترے حضور دعا شرمسار آتی ہے
کبھی جو فلک میں رکھتی ہے سر کو زانو پہ — طلب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

بہار باغ دل داغ دار ہے کیسی		نہ بوے گل ہے نہ صوت ہزار آتی ہے
تمہارے خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک		جو ہے دیکھ کے بے اختیار آتی ہے
ہزار بار چھٹے پر نہ روے گل دیکھا		ہمیشہ قید میں ہم کو بہار آتی ہے
دہک زمین میں ہوتی نہیں ہے جلنے سے		صداے گریۂ اہل مزار آتی ہے

۲۴۷	بہک نہ جاے کہیں تو پکار رے عاشق تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے	۱۳

بدلی منہ کی بادہ ہے فصل گل کا جوش ہے		ہے خم گردون لبالب مجہ سا دریا نوش ہے
کب ہے ہم کب حشر محشر ہوا ابھی یا نہیں		صور اسرافیل نی ہو کا تہا اتنا ہوش ہے
کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہیں		باغ میں جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے
میکدہ سے ٹرہ کی کیفیت کہان لذت کہان		جس طرف منہ اوٹہ گیا آواز نوشا نوش ہے
دست نازک سے ہوگا قتل وحشی آپ کا		جسم لاغر اندلون داغون سے گلگون پوش ہے
سر میں اوس سفاک کی شانہ کرے تو قتل ہو		کہتی ہے مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے
شعلۂ رخسار جانان پر پڑے کیونکر نگاہ		دیدۂ مشتاق کا پلکون سے گہر خس پوش ہے
ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہون		بار ہے گردن کو سر گردن وبال دوش ہے
میں جہان پونہچا نہیں لونہچا فروغ مہر و ماہ		سیری صحرا میں چراغ عقل تا خاموش ہے
ہے گیا دریا خلش سے ایک نوک خار کی		کسقدر رگون کف پا کا جنون میں جوش ہے
خال کا تارا نہ دیکھا ایک جسم صاف پر		یار بھی ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے
ناتوان ہون فکر سر کی نہیں گلگشت میں		آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے

۱۶	یار سے عاشق مقابل ہو گیا گلگشت مین وہ اگر پہولون سے ہے داغون سے ہی گل پوش ہے	۲۳۸

گفتگو سننے کو اونکی دل سراپا گوش ہی
چاک سینے کا نشان حسرت آغوش ہی

بیخبر وردی سے خم گردون مین بجپنے کی نہین
میری سر مین اب ہوای بادہ سرجوش ہی

ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوسے یار مین
کیا غبار اپنا ہوا کو بھی وبال دوش ہی

بیجنازی کے سیجا سے نہ اوٹھے گا یہ زار
روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہی

کیا شب فرقت کی صدمے سی جہکا ہون جلد مین
جو کلاہ سر تہی کل تک آج وہ پاپوش ہی

میری نالون سی قیامت آگئی ہے دہر مین
حکم اسرافیل کو پہنچا تہا پر خاموش ہی

بن تری ای گل چمن مین ہی عجب افسردگی
آتش گل سی چراغ لالہ تک خاموش ہی

چہپاتیون پر جاے حیرت ہی کٹوری یار کی
کس حفاظت کی لیے سرپوش پر سرپوش ہی

وصل مین سیماب کی صورت نہین اونکو قرار
جب اوٹہایا گود مین خالی مرا آغوش ہی

وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اونہین
کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہی

ہین سخنگو بزم مین شوخی سے آنکہین یار کی
بات اولٹی ہی نزاکت سے دہن خاموش ہی

حیرتی ہون روشنی گہر مین مری آتی نہین
خانہ تصویر مین جو شمع ہی خاموش ہی

لاکہہ حشر آرزو سے وصل مین ہو جاینگے
مرگ دیوانی ہے جو کہولے ہوے آغوش ہی

نے کی صورت ننگی ہین پوست گل کر استخوان
ہڈیون مین بعد مردن بہی فغان کا جوش ہی

صبر کی تاثیر سے افزون کہین فریاد سے
ای بتو قہر خدا میرا لب خاموش ہی

	ای مسیحا رشک کی جا ہی خبر لیتے نہین	

۲۳۹	آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہے	۲۰

الفت کچھ آج کی نہین قاتل کے ساتھ ہے
مدت سے شوق قتل مرے دل کے ساتھ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف مین ہے دل
مانند عکس یہ بھی مقابل کے ساتھ ہے

لاکھون فروغ عارضی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کے ساتھ ہے

چین جبین کو قرب ہے ابروے یار سے
ناخن بھی ایسے عقدۂ مشکل کے ساتھ ہے

دیکھا نہ درد کا بھی کسی ایک سے نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبھی دل کے ساتھ ہے

ہمکو پسند جیسے ہین ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور عنادل کے ساتھ ہے

نالہ نکل گیا جو کبھی زلف مل گئی
جھنکار کی طرح یہ سلاسل کے ساتھ ہے

رکھا ہے رخ کو اوس بت کمسن نے ہاتھ پر
تازی ہے بات رحل حمائل کے ساتھ ہے

لیلی کا ساتھ قیس نے چھوڑا نہ دشت مین
مانند گرد یار کی محمل کے ساتھ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکھا تو غم ہے کیون
یہ داغ عارض مہ کامل کے ساتھ ہے

زخم جگر مین کاوش مژگان کا ہے خیال
نشتر بھی ایک آبلۂ دل کے ساتھ ہے

دونون کھنچین گے یار جو کھینچے گا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا بسمل کے ساتھ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جھونکا ہوا کا پردۂ محمل کے ساتھ ہے

نزدیک لب کے سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات اپنے ہلاہل کے ساتھ ہے

سنگ مزار ہاتھ سے سینے پہ ضعف سے
بیمار ہون مین دق بھی مجھے سل کے ساتھ ہے

ظاہر مین ساتھ چھوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل مین تن ہے روح تو قاتل کے ساتھ ہے

دیکھو اوٹھا کے آئینہ پندار کیا ضرور
لطف غرور یار مقابل کے ساتھ ہے

ہے جی سی مجکو شوق برون سی نباہ کا
عقدہ جہان ہی عقدہ کشا ہی دہان ضرور

مدت ہوئی کہ درد مرے دل کے ساتھ ہے
ناخن بہی ہین گرہ جو انامل کے ساتھ ہے

۲۴۰

پہرتا ہی جاے دفن کی عاشق تلاش مین
مرتا ہی اسکو عشق یہ منزل کے ساتھ ہے

۲۱

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کہنچے
کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کہنچے
سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہی یہ غصے مین
ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول مین
چکہنی باتین نہ کرو صبح کو منہ دہوتے مین
چلتا ہی ناوک مژگان کشش ابرو سے
کہیل لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی
در بدر بستۂ زنجیر پریشان احوال
اک نظر دیکہون جو اوسکے مژہ و ابرو کو
جہک کے ملتی ہین ضعیف اور ہی مغرورون سے
جب اوٹہتی ہین نقاب آپ تو آتا ہی حجاب
کچہ مدارا انکے سے زخم جگر کا جراح
رونق محفل ایجاد سے ہے نقشہ ترا
نظر بد سے تجہے دیکہو تو کہینچون وہ آہ

نوجوان شکل جب کہنچ جای بدن پیر کہنچے
زخم کہنچ جای تو کس رنگ سی یہ تیر کہنچے
دیکہ مشاطہ نہ گیسوے گرہ گیر کہنچے
بعد مرنے کے کلیجے سی کوئی تیر کہنچے
تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کہنچے
بند ہو جائیگا دیکہو نہ بہت تیر کہنچے
نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کہنچے
پہرتے ہین عاشق گیسوی گرہ گیر کہنچے
تیر ترکش سے کہنچے میان سی شمشیر کہنچے
خم کمانون مین سوا ہوتا ہی جب تیر کہنچے
بے حجاب آپکی کس شکل سی تصویر کہنچے
دل نکل آئیگا ہمراہ اگر تیر کہنچے
چاہیے شہر مین گہر گہر تری تصویر کہنچے
وا [illegible] فلک بہی اپنے تقریر کہنچے

آپ سے نقشہ پوشاک میں ہے طرفہ بہار
کھینچیں ہے وہاں کی تصویر تو کشمیر کھینچے

ہمسے کا ہیدہ بھی کھینچ جائیں ابھی پہلو میں
روغن کاہ ربا سے جو وہ تصویر کھینچے

فرقت خنجر ابرو میں جو ہو بادہ کشی
قتل کو سوچ سے مئے ناب کی شمشیر کھینچے

ہوں وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند
دہن زخم میں آب دم شمشیر کھینچے

داغ گر آپ کسی روز ہوائی دیکھیں
میری آہ دل پرسوز کی تصویر کھینچے

ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے
ایک شمشیر کھینچی دوسری شمشیر کھینچے

۲۴۱ سال بھر گھر میں بسر ہو نہ کبھی عاشق کی
خود بخود دل طرف روضۂ شبیر کھینچے ۱۶

شب وصال میں چونک اوٹھے وہ سویرے سے
سنوں نصیب کسیکے الٰہی میرے سے

وہ ناتوان ہوں کہ ہے آنکھ کھولنا مشکل
ہزاروں آتی ہیں چکر نگاہ پھیرے سے

جو شب کو جاؤں تو کہتے ہیں دن رہے آنا
سحر کو کہتے ہیں کل آئیے سویرے سے

شب وصال گذرتی ہے کس بکھیڑے میں
کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈر اندھیرے سے

ملا ہے آنکھ کا بوسہ بہرے جو گرد اونکے
ہرن شکار کیا ہمنے آج پھیرے سے

وہ تیرہ بخت ہوں وہ جھانک کر بھی در سے
سیاہ خانہ جو دیکھا ڈرے اندھیرے سے

طناب خیمۂ گردون کو کاٹ دونگا میں
قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے

جدہر کا قصد کیا میں نے پھر کے روکی راہ
وہ آئے لاکہ سماجت بہت سا گھیرے سے

ہمیشہ کوچۂ گیسو میں کی بسر میں نے
بھلا میں خاک ڈروں قبر کے اندھیرے سے

ہمارے دل کو وہ لیتے ہیں پھیر دیتے ہیں
کہ نرخ مال کا گھٹ جائے کچھ تو پھیرے سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہی طائر دل
اوڑا سکے نہ ابھی شام کو بسیری سے

بلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آئے تم مرے گھر مین کبھی سویرے سے

غضب ہی آپکی مژگان نیزہ باز کی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہی کیسی گھیری سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پر
یہ سانپ وہ ہی نہ پکڑا گیا سپیری سے

ہمارے پیچھے سی اوٹھکر نہ باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پانون پھیری سے

۲۴۲	دکھایا رخ کو کمر کی لچک نے اے عاشق الٰہی جو زلف نکل آیا چاند اندھیرے سے	۱۷

محفل کے دل کھلین نہ کلام ملول سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجھائی پھول سے

چٹکی اوڑہاتی ہے گل عارض سی یون مزے
رس پیتی ہی زباب عسل جیسی پھول سے

جتنا گھٹایا رخ کو ترے بڑہگیا فروغ
مصحف کی جسطرح ہوئی شہرت نزول سے

موے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ دہ او لجھتی ہین زلفون کی طول سے

تیغ نگاہ یار سکے آگے نہ جائیے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد سے کیون پیام زبانی سنا دیا
ابلاغ حکم بت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہی تری چہری مین رنگ و بو
یاقوت سی جو لب ہین تو عارض ہین پھول سے

جوش جنون مین قفل در یار کیا ہی مال
زنجیر کھینچون پٹ اوکھڑ آتی ہین چول سے

[illegible] کیلو تو مین یہ اوڑا دون خاک
دروازہ آپکا ابھی پٹ جای دھول سے

پلہ ہزار [illegible] دعا نے کیا تو کیا
کوسون ابھی ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچھا نہین کلام بڑہانا فضول سے

جس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا
اوٹھا وہ بار عشق کا مجھسے جہول سے
سودائے چشم یار مین جن کو بہگا دیا
بہکی کبھی نہ آنکہ مری چشم غول سے
پرسش کو آئے رحم جو دل مین سما گیا
پیدا ایہ اتحاد ہوا ہے حلول سے
گو آسمان نے مجکو چڑہا یا گرا دیا
خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے
اوٹھا ہو کچہ بہی لطف تماشا تو وہ کہون
پوچھو نہ باغ دہر کو مجہ دل ملول سے

۲۴۳ — ۲۹

عاشق غم حسین مین بہتے ہین میری اشک
اس غم کی آبرو کوئی پوچھے بتول سے

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی
باز نظر نے سونے کی چڑیا شکار کی
سب گرد ہین یہ آب ہو دندان یار کی
مٹی خراب ہو گہر آبدار کی
[illegible] نظر ہوئی مجھے پاپوش یار کی
تلقندیران دنون مین یہ چمکی ہے تار کی
بالیدگی نہ پائی جو پستان یار کی
یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چہاتی انار کی
مست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود
ہچکی نہین صدا ہے شکست خمار کی
رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ
یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی
کیا اعتبار تن کے عناصر ہین خاک کا
دیوار ہے یہ خانۂ ناپائدار کی
تابوت پر نہ آکے نہ پوچھا حبابت ہین
پیدل کی کیا سنین نہین سنتے سوار کی
آہستہ چلیے گور غریبان سے راہ مین
برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی
پیسا یہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان
ایذا اوٹھائی زیست مین دل فشار کی
آسائش وطن کی نہین تھی آپ کو
سہنے مصیبت ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی انہیں بھی جو دیکھا مرا جنون / مانند جیب اوڑھنی بھی تار تار کی

ہوتا ہے سنگسار جو میں بہار میں / تقدیر پھوٹی ہے شجر میوہ دار کی

ہیرے سے دانت دیکھ کے یہ دل میں کٹ گیا / کشکول بن گئی گہر شاہوار کی

جی بھر کے چشم یار کو دیکھا یہ ایک پل / برسوں کھٹک رہی مژہ آبدار کی

مجھ دل جلے کی خاک سے پاتی ہیں آگ لوگ / زیر زمیں سلگتی ہے لکڑی مزار کی

جوش جنون میں شب کو جو دیکھی ہے چاندنی / سمجھا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی

کھینچا جو تار زلف تو رنگ اونکا اوڑ گیا / ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی

آنسو بہا جو یار کا دیکھے سے میرا حال / سوجھی مجھے ستارۂ دنبالہ دار کی

بیمار ہوں تصور پستان یار میں / تیمار درد سر کا ہے پتی انار کی

رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار میں / پرسش جو ہمسے کی تو دل بیقرار کی

مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان / قالب سمیت جوڑ دیں اینٹیں مزار کی

آنکھیں جھکا کے سنتے ہیں اشعار میرے لوگ / بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی

گل رو کوئی حسین نظر آتا نہیں ہمیں / رت ایسی پھر گئی چمن روزگار کی

تار نگاہ و تار نفس تار جان زار / حاضر یہ سب ہیں عشق جو کھینچے ستار کی

اینٹھن ہے عشق زلف سے اعضائے جسم میں / مشتاق ہڈیاں ہیں لحد کے فشار کی

سبزہ جو اشک آب لحد پر سے کم ہوا / چھپتی نہیں او تری ہے چادر مزار کی

[illegible] تھا ماہ شہر میں لرزنے کی ہے دم / کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجھے یہ خوف ہے نشے کے نام سے

عضو تن اونکے خدا سطے ہین کسی استاد کی
پیٹ پر پسلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کند ہے تیغ نگہ رونے سے مجہ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور بجہے جلاد کے

ہین نئی حیرت سے نہ دم مار اٹہاتی دیکہکر
غسل سے اونکو وضو ٹہنڈہی ہوئی فریاد کے

فصد مجہ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسے
ہاتہ کٹ جاتی لہو کی دہار سے فصاد کے

خاک مین نے وحشت مین بدن سے جابجا جہاڑی ہے
وہ منارے ہین رہ وشت جنون آباد کے

ستر ہون ہون مین قیسون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہے سیرے اینہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے مانی و بہزاد کے

چہپ گئی نظرون سے دم مین کیسی کیسی گلبدن
کیا شگوفے تہے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہے انکا کیسی موزون بال ہین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی استاد کے

غم خوری سے ہٹ گیا لطف بہار زندگی
خوب پہل کہائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتہ سے تیشہ ہوا ایسا تنگ
سنگ کو بہ لی کیے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ شغلہ ہے آہ کا
کیا ہوا اس خمسہ ای حرف ہین فریاد کے

لے اوڑی دل کو ہوائے سیر دنیائے دنی
کیا چلے جہونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مد نظر عاشق مرے جلاد کو
قتل نامے سے کہلے فقرے مبارکباد کے

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق — کہا دل نے کہ بستان سخن ہے
زہے نواب والاجاہ کی فکر — کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے
ہے اک شعر رشک نخل طوبیٰ — عجب شوکت عجب شان سخن ہے
مسیحا نے سے تاریخ فی الفور — لکھا باب گلستان سخن ہے

۱۲۹۱ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ — تھے دیار سخن کے شاہنشاہ
بو غی المعی بلیغ زبان — افصح ہند غیرت سحبان
اونکا مطبع مین جب کلام چھپا — باغ گویا کھلا معانی کا
کاکل حور ہین جدا اوسکی سطور — صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور
بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا — ہوا جاری زبان پہ صل علےٰ
ای مسیحا ہو جس سے سال عیان — لکھو باغ وبہار اب دیوان

۱۲۹۱ھ

سر نشد هیچکس از بی سر و سامانی ما / جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجده هاے در تو وجه ندامت گردید / زحمتی خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئنه بردار و نگر / مے تراود ز رخ آئینه حیرانی ما

قصه‌های سر زلف تو به شبها گفتم / یک سر موے نه کم گشت پریشانی ما

نکهت زلف تو سرمایهٔ طاقت باشد / بالد از عنبر بو قوت روحانی ما

مدتے شد برخے چشم تماشا نکشود / بسکه آئینه خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان بسلامت نگذاشت / بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقه از باغ جهان دل تنگ ست / گلشن خلد سزد بهر غزل خوانی ما

پا گذاری بقبر چه همراه رقیب / جوشد از خاک لحد سجده گه پیشانی ما

وحشت پرخار جنون گلشن جنت گردد — حلهٔ خلد شود جامهٔ عریانی ما

محفل تهنیت آراست بجانب ماتم — عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما

این سبکروحی ما طرفه تماشا چیست — پرد از دوش هوا تخت سلیمانی ما

۲	چه جفاها که کشیدیم به دنیا عاشق وحشت سامان بلاخانهٔ مهمانی ما	۹

آغشته است ز آتش فرقت غبار ما — سیماب می‌پرد ز سر خاک مزار ما

دارد چمن ز بادهٔ گلگون بهار ما — آواز قلقل است نشید هزار ما

ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل — پیچید درون شیشهٔ ساعت غبار ما

تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتهی است — خندد به روز حشر شب انتظار ما

ثابت قدم ز جا نرود وقت انقلاب — پل بسته است بر سر دریا غبار ما

از چاک چاک تن صدف دل لبالب است — نیسان تراود از مژهٔ اشکبار ما

در بر کشیم شعله رخی را به آرزو — از سوز سینه سیر نگردد کنار ما

این بیت سواد هند و خال رخت دو — فیض صفا ز صبح شب انتظار ما

۳	عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین همت طلب ز خامهٔ آهو شکار ما	۱۱

امروز گر نماند نشان مزار ما — فردا رسد به گنبد گردون غبار ما

پا می‌نهی به ناز اگر بر غبار ما — سایه به اوج چرخ سر افتخار ما

چمن لاله زار شد مژهٔ اشکبار ما — خون می‌تراود از رگ ابر بهار ما

خو کردہ ایم با غم صبر آزمائے تو
آسودگے ندید دل بے قرار ما

فیضے ز رنگ روی تو داریم از ازل
گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما

حل کرد عقدہ ہا فلک از ناخن ہلال
بارے اشارتے ز غلط ہم بکار ما

حفظ غزال چشم تو محراب ابروست
باشد حریم کعبہ پناہ و شکار ما

ما یافتیم وجہ غنا یافت ساقیا
آئینہ دیدہ ز شو شکست خمار ما

آبے بروئے کار بیاریم بعد مرگ
ریگ روان شود بہ پئے تو غبار ما

گر یافت شیر دایۂ ابر بہار گل
خون مے کند خار ز پائے فگار ما

۳ — ۱۱

عاشق ز عشق شہرۂ آفاق گشتہ ایم
خواہیم آن دے کہ نیاید بکار ما

لعل لب مسیحان دہد خون دل افسردہ را
غیر عیسی کے کسے ہشیار سازد مردہ را

یافتم از غفلت احوال دل افسردہ را
ہر کسے در خواب می فہمد کلام مردہ را

لختہائے دل با شکم ریخت میچیم از زبان
مے شمارم نقش ہائے موج دریا بردہ را

مصرفان را و توسط میر ونند از حادثات
یاد مے آید سبق طفلان سیلی خوردہ را

من ز جان بیزارم و یاران ملامت مے کنند
این چنین در دہر دل جوئی کنند آزردہ را

بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم
در ستائش خود نہ بر شخص ابر جردہ را

زندگی در تنگنائے دہر با عسرت گذشت
مے فشارد تنگی مرقد دگر افسردہ را

باختم نرد وغا در خانہ آوردم ترا
فرحت از حد می شود انسان بازی بردہ را

طائر رنگم از گریہ ام بیکار شد
قوت پرواز گم شد مرغ باران خوردہ را

یک سبو خوردم شراب و آرزو باقی بماند — تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را

۵

تیزیِ شمشیر ابرو ز آتش رخسار رفت
عاشق آخر آب سوز و تیغ آتش برده را

۱۲

ظاهر ببین که هست مقام دگر مرا — خوانند قوم قوم بنام دگر مرا

نه آسمان منازل پا رنجه گشته اند — معراج ده با وج مقام دگر مرا

در خلقت بشر نبود با ضعیفیم — هان آخر بدهٔ بنظام دگر مرا

در زلف ره زبان بکشاکش فتاده ام — از دام مے کشند بدام دگر مرا

لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر — مشکل زبان چه دخل بکام دگر مرا

خون جگر خورم عوض باده ناصحا — تکلیف میدهی به حرام دگر مرا

با چشم التفات بده باده ساقیا — سرشار کن ز نشئهٔ جام دگر مرا

مقربیت با تواضع ظاهر که داده اند — از بهر بوسه لطف مشام دگر مرا

پابندی نظارهٔ رفتار یار ست — رخصت نداد دیدهٔ خرام دگر مرا

امشب ز اضطراب جگر تار جان گسست — شوق تو مے کشید به شام دگر مرا

در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را — جا دادهٔ به مجلس عام دگر مرا

۶

عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم
جامے بغیر دادهٔ و جام دگر مرا

۱۱

خون گشت دل از قطع امید سحر امشب — اغلب که تراود به سرشکم جگر امشب

افزود صفاییست به صفای قمر امشب — لغزیده برخسار تو پاے نظر امشب

تا شعلهٔ رخسار تو بُد در نظر امشب
چون شمع نیاسود ز آتش جگر امشب

ای شوخ نمودی چو تغافل دگر امشب
زیاد دگر خون گشت الم دی جگر امشب

با عمر خضر صرف تمنای تو کردیم
در حسرت آنیم که آئی نگر امشب

تا مست مئی ناب بآغوشش من آمد
از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب

دی از نظر روی تو دل سیر نگشتم
لطف است اگر لطف نمائی دگر امشب

ثابت شده تا صبح ز جنبید زجا بیش
حیران تماشای که بوده قمر امشب

رخسار تو در حلقهٔ گیسوی پریشان
بنمود تماشای به عقرب قمر امشب

چون شد که مرا از در امروز براندی
داری تو مگر قصد بجای دگر امشب

۷ | عاشق سحرم هیچ کس از دوست نشناخت
سوی کمرش بود چه پیش نظر امشب | ۱۴

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمی آید
که دود سوخته جانان بدر نمی آید

فغان که گه ز دهانم بدر نمی آید
چنانکه از لب زخم الحذر نمی آید

ز مرگ بر دل زارم خطر نمی آید
بجز خیال تو امشب دگر نمی آید

به نور جلوه سیه خانه ام نشد روشن
ز آه سوخته قسمت اثر نمی آید

با انتظار گذشتن تمام شب مشکل
ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید

ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم
کسیکه دل طلبد در نظر نمی آید

کشود کار ز شیرین سخن مدار امید
که کار انمله از نیشکر نمی آید

بطول هجر تو حیرت فزود دو دستم
زد هشت شب فرقت سحر نمی آید

رسید بر لب تو حرف شور بختی ما — چنین نمک سخن از شکرے آید

قساوت دل آن سرو در شگفت انداخت — که کار سختی سنگ از شجرے آید

بانتظار جواب تو رفت کار از دست — رسید پیک اجل نامه بر نمے آید

اگر بوصل من زار خلوتے خواہی — بیا به سینه چاکم و گر نمے آید

به سنگ تفرقه بر داشتم ز دنیا دل — به گریے که گہے از شرر نمے آید

۸ — به ہجر لب نه گشودن به ناله آسان نیست — ۱۱
بگو به غیر ز عاشق اگر نمے آید

جلوه با زلف دوتا خواہے کرد — حشر در حشر بپا خواہے کرد

مدت العمر جفاها دیدم — یک فریبم که وفا خواہے کرد

نام خود را چو مسیحا گفتی — چشم دارم که دوا خواہے کرد

چون سوال نظر لطف کنم — تیر از شست رہا خواہے کرد

مست مے باشی و من ہم باشم — باز بینم که حیا خواہے کرد

دل صد چاک به پیشت آرم — شانه زلف رسا خواہے کرد

اول از لطف فریبے مارا — بعد بینم که جفا خواہے کرد

بوسه دادے و گفتی از ناز — قرض دادم که ادا خواہے کرد

گوش دادے چو بحرف اغیار — دانم آن را که بما خواہے کرد

قتل روزے که ز دستت باید — پنجه رنگین به حنا خواہے کرد

عاشق از وصل نصیبت نه بہند

۹	عمر گر صرف دعا خواهی کرد	۱۳

در نمازم بخدا پیش نظر روی تو بود
شرف سجده ام از کعبه ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود
پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

تیر از شست رها کرد و به قربانش من
از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت
سامری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند
چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشته غنچه نازت اثر سم دارد
زهر افعی ز ازل وسمه ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب راحت ما بد چون
سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

سر دم از وصل تو در هجر همی دارم یاد
این لبم با لب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم
عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف دراز است محال
هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر بجیب افگن و احوال جهان را بنگر
جام جم هم لقب کاسه زانوی تو بود

پیش از این ملت و مذهب بجز الفت که بود
قبله هر دو جهان کعبه ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت بسوخت
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

فرخا نور خدا و شرف جلد نبی
حبذا ختم رسل نعت با می و ابی

اے خوشا مولد و ماوا و معلّی نسبی ... مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

اے مؤخر تو بخشید خدا اقدم را ... بہر ایجاد تو ایجاد کند عالم را

گو اضافت بابوی این رسیدہ ہم را ... نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

حسن صورت چہ کنم عرض فدایت جانم ... افضل از بو البشر و غیرت یوسف خوانم

این چہ حیرت ست ترا نور خدا می خوانم ... من بیدل بہ جمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال ست بدین بو العجبی

دل پر درد پیچ زر دم بس منفعلم ... عقل خود را زخود آزردم و بس منفعلم

بہ تعلّی لقبی بردم و بس منفعلم ... نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بی ادبی

ما ہمہ تفتہ روانیم و توئے آب حیات ... ما ہمہ سوختہ جانیم و توئی آب حیات

ما ہمہ خشک زبانیم و توئی آب حیات ... ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد مے گذرد تشنہ لبی

اے خوشا رتبہ ارضے کہ پذیری تو قیام ... مرجع خلق شود مہبط وحی و الہام

تا قیامت نرود منفعت عام مقام ... نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بہ شیرین رطبی

بہ فدائے تو شود روح دل و جان بنگر ... بنگر اے سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض بخشا و بہ بینسان نگاہ — چشم رحمت بفگن سوی غریبان نگہ

اے قمر یثربی ہاشمی و مطلبی

کے باوج شرف ذات تو ادراک گذشت — نور خالق شدی و اسم تو از خاک گذشت

با کثافات عناصر ہمہ تن پاک گذشت — روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نہ رسید ہیچ نبی

یا محمد عربیاً مدنیاً قرشی — لطف کردی بمن عاشق زار و خاطی

چہ شود گر سخنم در حق دیگر شنوی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پئے درمان طلبی

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب نواب میرزا والاجاہ بہادر طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ المتخلص بہ عاشق طبع زاد منشی دہن پت رای مختار سرکار نواب میرزا مہدی حسین خان بہادر خلد اللہ حشمتہ وابد عظمتہ

بوصف خوبی دیوان عاشق — زبان واصف سطر بیت قاصر

چو پرسیدم سن طبعش زہاتف — ندا آمد بگو منظوم نادر

۱۲۹۱ھ

ولہ

دیوان بے مثال عالی جناب عاشق — مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت

کردم چو فکر سال ہجرے برای طبعش — آمد ندا ز ہاتف گو گلشن متانت

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص به اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید	بیان شاعر شیرین مقالے
نوشته کلک اشرف بهر سالش	کلام عاشق نازک خیالے

۱۲۹۱ھ

خاتم الطبع

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البیان که این دیوان فیض نشان منسوب بابلغ افصح فصحاء العصر کشف الاستار المنعم باخبار الدهر فی انشاد الاشعار حاجی حرمین الشریفین زائر حضرت ابا عبد الله الحسین فضل الزمان اکمل الدوران نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر متخلص بفکر دام مجده و زاد ارتقاءه خلف نواب جنت مآب میرزا والا جاه بهادر انار الله برهانه ونور مرقده باهتمام بندهٔ هیچمدان ضعیف البنیان محمد عبد الواحد خان ولد محمد مصطفی خان مرحوم وسعی زمان و حسن اوان رونق طبع یافته وبتاریخ غرهٔ شهر ذی الحجه ۱۲۹۱ هجری حلیهٔ اختتام پوشیده مطبوع طبائع شاعران روزگار و مرغوب ضمائر ناظمان امصار گردید فقط

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2- A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue